تصانیف احمدیہ

حصہ اوّل

جلد چہارم

مشتمل بر

کتب و رسائل مذہبی

تفسیر القرآن

جلد دوم

تفسیر سورۂ آل عمران تفسیر سورۃ النساء تفسیر سورۃ المائدہ

سنہ ۱۳۲۱ھ مطابق سنہ ۱۹۰۳ء

بایش آنریری منیجر ڈیوٹی بک ڈپو مدرسۃ العلوم علی گڈھ بتصحیح مولوی سید جلال الدین حیدر صاحب

در مطبع مفید عام آگرہ باہتمام محمد قادر علیخان صوفی طبع شد

فہرست مضامین لطیف

هو المستعان

تفسیر القرآن

وهو

الهدی والفرقان

در مطبع مفید عام آگرہ باہتمام محمد قادر علیخان صوفی طبع شد

سنہ ۱۳۲۱ ہجری

سیکنڈ ایڈیشن

۵۰۰ جلد

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الٓمّٓ ۙ اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّوْمُ ۝١ نَزَّلَ عَلَيْكَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ وَاَنْزَلَ التَّوْرٰىةَ وَالْاِنْجِيْلَ ۝ مِنْ قَبْلُ هُدًى لِّلنَّاسِ وَاَنْزَلَ الْفُرْقَانَ ۝٢ اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِاٰيٰتِ اللّٰهِ لَهُمْ عَذَابٌ شَدِيْدٌ ۭ وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ ذُو انْتِقَامٍ ۝٣ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَخْفٰى عَلَيْهِ شَيْءٌ فِي الْاَرْضِ وَلَا فِي السَّمَاۗءِ ۝ هُوَ الَّذِيْ يُصَوِّرُكُمْ فِي الْاَرْحَامِ كَيْفَ يَشَاۗءُ ۭ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۝٤ هُوَ الَّذِيْٓ اَنْزَلَ عَلَيْكَ الْكِتٰبَ مِنْهُ اٰيٰتٌ مُّحْكَمٰتٌ هُنَّ اُمُّ الْكِتٰبِ وَاُخَرُ مُتَشٰبِهٰتٌ

۝٥ (آیات محکمات ہن ام الکتاب واُخر متشابہات) محکمات اور متشابہات کی بحث بہت دقیق اور طویل ہے، علماء نے اُس کے بیان میں بہت بڑی علمیت خرچ کی ہے۔ مگر مختصر بات یہہ ہے کہ عربی زبان کے محاورہ میں محکم اُس بات کو کہتے ہیں جو ایسی صاف ہو جس سے ایک ہی مطلب سمجھ میں آوے اور دوسرے مطلب کو نہ آنے دے، اور متشابہ اُس بات کو کہتے ہیں جسکے کئی مطلب سمجھ میں آتے ہوں اور بخوبی تمیز نہ ہو سکتی ہو کہ کونسا مطلب مقصود ہے، یا جو معنی اُس کے الفاظ سے متبادر ہوتے ہوں وہ مقصود نہ ہوں، بلکہ وہ الفاظ بطور تمثیل یا بطور مجاز و استعارہ کے آئے ہوں۔

اس پر لوگوں نے بہت بحث کی ہے کہ قرآن مجید میں آیات متشابہات کیوں لائی گئی ہیں مگر

خدا کے نام سے جو بڑا رحم والا ہے بڑا مہربان

الٓمّٓ، اللہ، نہیں ہے کوئی معبود بجز اُسکے زندہ ہے ہمیشہ قایم رہنے والا ① اُسنے اُتاری تجھ پر کتاب سچی، سچ بتاتی ہوئی اُسکو جو اُسکے ہاتھوں میں ہے، اور اُتاری توریت اور انجیل اس سے پہلے لوگوں کی ہدایت کے لئے، اور اُتارا (حق اور باطل میں) فرق کرنیوالا ② بے شک جنھوں نے اللہ کی نشانیوں سے انکار کیا اُنکے لئے سخت عذاب ہے، اور اللہ بڑا ہے بدلا لینے والا ③ بے شک اللہ پر کوئی چیز چھپی نہیں رہتی زمین میں کی اور نہ آسمان میں کی، وہی ہے جو تمہاری صورتیں رحموں میں بناتا ہے جسطرح چاہتا ہے نہیں ہے کوئی معبود مگر وہی بڑا ہے حکمت والا ④ وہی ہے جس نے اُتاری تجھ پر کتاب اُس میں سے جو محکم آیتیں ہیں وہ تو کتاب کی جڑ ہیں اور اَور متشابہ ہیں۔

ہر ایک سمجھدار آدمی سمجھ سکتا ہے کہ جب قرآن مجید انسانوں کی زبان میں نازل ہوا ہے اور اُس سے عوام و خواص سب کی ہدایت مقصود ہے تو اُس میں آیات متشابہات کا نہ ہونا ناممکن ہے۔ قرآن مجید میں بہت سی ایسی باتیں بیان کی گئی ہیں جنکو انسان کے حواس خمسہ ظاہری و باطنی نے محسوس نہیں کیا ہے اور نہ اُنکی کیفیات کو جانا ہے، پس امکان نہیں ہے کہ وہ مطلب آیات محکمات میں بیان ہو سکے اور اسلئے ضرور ہے کہ وہ تمثیل کے پیرایہ میں آیات متشابہات کے ذریعہ سے بیان کیا جاوے۔ علاوہ اسکے قرآن مجید تمام لوگوں کی ہدایت کے لئے نازل ہوا ہے، اُسکا مقصود یہہ ہے کہ جسطرح ذی علم دانشمند اُس سے ہدایت پاویں اسیطرح جاہل و نادان عوام بھیڑوں اور بکریوں اور اونٹوں کے چرانے والے بھی ویسی ہی ہدایت پاویں۔ عوام اکثر حقائق اُمور کے سمجھنے کے قابل نہیں ہوتے،

فَاَمَّا الَّذِیْنَ فِیْ قُلُوْبِھِمْ زَیْغٌ

بلکہ بلحاظ حالات زمانہ اور بلحاظ اُسقدر ترقی علم و معلومات کے جو اُس زمانہ میں ہوئی ہوتی ہے اکثر ذی علم بھی حقائق اشیاء یا حقیقۃ الامر کے سمجھنے سے عاری ہوتے ہیں۔ صاحب مذہب کو یا یوں کہو کہ روحانی ھادی یا پیغمبر کو اُن اُمور سے چنداں بحث نہیں ہوتی، اس لئے وہ روحانی اصلاح و تربیت کو مدنظر رکھکر اُن مطالب کو ایسے الفاظ میں بیان کرتا ہے جن پر آیات متشابہات کا اطلاق ہوتا ہے، اگر اُسکے ایک پہلو پر خیال کرو تو اس سے وہ مطلب پایا جاتا ہے جو عوام کے خیالات یا اُس زمانہ کے اہل علم کی معلومات کے مناسب ہوتا ہے، لیکن اُس میں ایک دوسرا پہلو بھی مخفی ہوتا ہے، اور جب علم کی اور معلومات کی ترقی ہوتی جاتی ہے جب سمجھ میں آتا ہے۔ پس ایک ایسی کتاب میں جیسا کہ قرآن مجید ہے آیات متشابہات کا ہونا امر لازمی و ضروری ہے، بلکہ اُن کا ہونا ہی دلیل اُسکی صداقت اور منزل من اللہ ہونے کی ہے، اور قرآن مجید کا یہی بہت بڑا معجزہ ہے۔ اسی کے ساتھ بعض امور ایسے بھی ہوتے ہیں جو اصل اصول اور دار مدار اُس روحانی تربیت کے ہیں جنکے بغیر روحانی تربیت کا ہونا جو مقصود اصلی ہے ناممکن ہے۔ وہ اُمور بالضرور اسطرح پر بیان ہونے چاہئیں جنکا ایک ہی مطلب ہو اور نہایت صفائی سے سمجھ میں آسکے اور دوسرے مطلب کو اُسمیں آنیکی گنجایش نہو اور یہی مطالب وہ ہیں جن پر آیات محکمات کا اطلاق ہوا ہے۔

سب سے بڑا اصول مسلمانی مذھب کا توحید ہے، اور اُسکے بعد اعمال حسنہ، وہ اس خوبی و عمدگی اور صفائی سے قرآن مجید کی آیات محکمات میں بیان ہوئے ہیں جنمیں کسیطرح دوسرا احتمال ہو ھی نہیں سکتا سورہ انعام میں فرمایا ہے کہ اُسکے سوا کوئی معبود ہی نہیں، ہر چیز کا وہی خالق ہے اُسکی عبادت کرو۔ دوسری جگہہ فرمایا کہ اے محمد کہدے کہ اُسکے سوا کچھہ نہیں ہے کہ وہی خدا ہے واحد ہے، ایک اور جگہہ فرمایا کہ خدا کے ساتھ کسی دوسرے کو خدا مت بناؤ۔ سورہ بقر میں کس صفائی سے بتلایا کہ جو شخص خدا پر ایمان لایا بیشک اُسنے مضبوط ذریعہ پکڑ لیا جسکے لئے ٹوٹنا ہے ہی نہیں سورہ نساء میں فرمایا کہ اللہ کی عبادت کرو اور کسی چیز کو اُسکا شریک مت کرو

پھر جن لوگوں کے دلوں میں کجی ہے،

ماں باپ کے ساتھ، رشتہ داروں کے ساتھ، یتیموں کے ساتھ، غریبوں کے ساتھ، ہمسایہ میں جو رشتہ مند رہتے ہوں انکے ساتھ، ہمسایہ میں جو اور لوگ رہتے ہوں انکے ساتھ، جو غیر لوگ ساتھی ہوں انکے ساتھ، مسافر غریب الوطن کے ساتھ احسان کرو، اور ایک جگہہ سورہ بقر میں فرمایا کہ غلاموں کے آزاد کرانے میں مال خرچ کرو، سورہ نسا میں کتنا صاف طور پر بیان کر دیا ہے کہ خدا صرف شرک کو نہیں بخشنے کا، اور اسکے سوا جتنے گناہ ہیں اگر چاہیگا انکو بخش دیگا۔ ایک اور جگہہ کس خوبی سے کلیہ قاعدہ بتایا ہے کہ جسنے تابعداری سے اپنا منہہ خدا کے سامنے کیا اور وہ نیکی کرنیوالا ہے تو اسکا ثواب اسکے پروردگار کے پاس ہے، انکو کچھ خوف نہیں اور نہ وہ غمگیں ہونگے۔ پس یہ تمام آیات اور اُن کی مانند اور بہت سی آیتیں آیات محکمات ہیں جنکا مطلب سوا ایک کے کوئی دوسرا ہو ہی نہیں سکتا۔

ذات باری کی تعبیر بجز اسکے کہ موجود واحد لاند ولا شریک لہ ولیس کمثلہ شئی نہ آیات محکمات سے ہو سکتی ہے اور نہ آیات متشابہات سے، اسلیئے قرآن مجید میں جا بجا اُسکی صفات کو بیان کیا ہے مگر جہاں جہاں صفات باری بیان ہوئی ہیں وہ سب از قبیل آیات متشابہات کے ہیں" حی لایموت" کے الفاظ سے ہمکو اُسی زندگی اور موت کا خیال آتا ہے جو ہم انسانوں اور حیوانوں میں دیکھتے ہیں، حالانکہ ذات باری اُس حیات و ممات سے جسکو ہم جانتے ہیں بری ہے سمیع و بصیر و علیم ہونے کی صفات کو بجز اُس قوت اور حس کے جو ہمکو بذریعہ کانوں اور آنکھوں اور بعد وجود معلومات کے انکے ادراک سے حاصل ہوتی ہے اور کچھ نہیں جانتے، حالانکہ ذات باری اس قسم کی صفات سے بری ہے۔ رحم اور غضب و قہر سے ہم انھی صفات کو سمجھتے ہیں جو ہمارے دل کو کسیکی حالت زار دیکھ کر لاحق ہوتی ہیں اور ہمارا دل اُس سے متاثر ہو کر مضطر و رقیق ہو جاتا ہے، یا کسی مخالف کی مخالفت یا خلاف طبع امر سرزد ہونیکے سبب ہمارے دلمیں ایک جوش انتقام لینے کا اور ایسے فعل کے کرنیکا جس سے ہمارے جوش قلب کو تسکین ہو پیدا ہوتا ہے، مگر ذات باری اس قسم کی صفت رحم و قہر سے پاک و مبرا ہے۔ خدا کی نسبت عرش پر بیٹھنا اسکے ہاتھ ہونے اسکا منہہ ہونا بیان ہوا ہے، ان الفاظ سے بجز ایسے تخت کے جسکو ہمنے دیکھا ہے، اور بجز اُن ہاتھوں کے جو ہمارے بدن میں ہیں، اور بجز اُس منہہ کے جو زیادہ سے زیادہ شان و شوکت والا ہمنے دیکھا ہے اور کوئی معنی ہمارے خیال میں نہیں آسکتے، مگر خدا تعالیٰ اسطرح سے تخت پر بیٹھنے اور ایسے ہاتھوں اور ایسے منہ کے ہونے سے مبرا ہے

فَيَتَّبِعُونَ مَا تَشَابَهَ مِنْهُ ابْتِغَاءَ الْفِتْنَةِ وَابْتِغَاءَ تَأْوِيلِهِ وَمَا يَعْلَمُ
تَأْوِيلَهُ إِلَّا اللَّهُ وَالرَّاسِخُونَ فِي الْعِلْمِ يَقُولُونَ آمَنَّا بِهِ كُلٌّ مِنْ عِنْدِ رَبِّنَا
وَمَا يَذَّكَّرُ إِلَّا أُولُو الْأَلْبَابِ ⑤ رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوبَنَا بَعْدَ إِذْ هَدَيْتَنَا
وَهَبْ لَنَا مِنْ لَدُنْكَ رَحْمَةً إِنَّكَ أَنْتَ الْوَهَّابُ ⑥ رَبَّنَا إِنَّكَ جَامِعُ
النَّاسِ لِيَوْمٍ لَا رَيْبَ فِيهِ إِنَّ اللَّهَ لَا يُخْلِفُ الْمِيعَادَ ⑦ إِنَّ الَّذِينَ
كَفَرُوا لَنْ تُغْنِيَ عَنْهُمْ أَمْوَالُهُمْ وَلَا أَوْلَادُهُمْ مِنَ اللَّهِ شَيْئًا وَأُولَٰئِكَ
هُمْ وَقُودُ النَّارِ ⑧ كَدَأْبِ آلِ فِرْعَوْنَ وَالَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ كَذَّبُوا بِآيَاتِنَا
فَأَخَذَهُمُ اللَّهُ بِذُنُوبِهِمْ وَاللَّهُ شَدِيدُ الْعِقَابِ ⑨

حشر اجساد، نعیم جنت، عذاب دوزخ کا جن آیتوں میں بیان ہوا ہے وہ سب آیتیں متشابہات میں سے
ہیں۔ جسد کے موجود ہونے کا خیال بجز اُس طریقہ کے جسکو ہم دیکھتے ہیں اور طرح پر آہی نہیں سکتا، اور اِس میں
کچھ شبہ نہیں ہے کہ حشر اجساد سے اسی معمولی و عرفی طریقہ پر محشور ہونا مقصود نہیں ہے، اور نہ موجودہ
اجسام کا بعینہا محشور ہونا مراد ہے۔ نعیم جنت و عذاب دوزخ کے لذائذ و آلام جو قرآن مجید میں بیان ہوئے
ہیں اُن کی کیفیت بجز اُسکے جو ہم اپنی جسمانی حالت میں پاتے ہیں اور کچھ سمجھ نہیں سکتے، اور اس میں کچھ شبہ
نہیں کہ وہ حالت اس جسمانی حالت سے مغائر ہوگی۔ پس وہ تمام آیات متشابہات ہیں جن کے کُنہ مطلب
سمجھ میں آتے ہیں اور اصلی مقصود متعین نہیں ہوسکتا، یا اُن میں ایسے مطالب ہیں جو انسان کی حس سے
خارج ہیں اور بطور تمثیل کے بذریعہ آیات متشابہات بیان ہوئے ہیں۔ جن لوگوں کے دلوں میں کجی ہے
وہ خرابی ڈالنے کے لئے اُنکے پیچھے پڑے رہتے ہیں، اور اُنکی غلط تاویل کرتے ہیں، اور جو لوگ علم میں

تو وہ اُس میں سے متشابہ آیتوں کے پیچھے پڑتے ہیں فتنہ بپا کرنے کے لئے اور اُسکی (غلط) مراد کی تلاش کرنیکے لئے، اور اُسکی (صحیح) مراد کوئی نہیں جانتا بجز اللہ کے، اور جو لوگ علم میں پکے ہیں کہتے ہیں کہ ہم اُس پر ایمان لائے ہیں، سب کا سب ہمارے پروردگار کے پاس سے (اُترا) ہے، اور نصیحت نہیں پکڑتے مگر عقل والے ۞ ۵ اے ہمارے پروردگار ہمارے دلوں کو بعد اِسکے کہ تو نے ہمکو ہدایت کی ہے کجی میں مت ڈال، اور ہمکو اپنے پاس سے رحمت دے بیشک تو ہی دینے والا ہے ۞ ۶ اے ہمارے پروردگار بیشک تو لوگوں کو اُس دن میں اکٹھا کرنیوالا ہے جس میں کچھ شک نہیں، بیشک اللہ وعدہ کے برخلاف نہیں کرتا ۞ ۷ ہاں جو لوگ کافر ہوئے اُنکو اُن کا مال اور نہ اولاد اللہ سے کچھ بھی بے پرواہ نہ کریگی، وہی لوگ آگ کے ایندھن ہیں ۞ ۸ جیسا فرعون والوں کا اور اُنکا جو اُنسے پہلے تھے حال ہوا ہے، اُنھوں نے ہماری نشانیوں کو جھٹلایا پھر خدا نے اُنکے گناہوں میں اُنکو پکڑا، اور اللہ سخت عذاب کرنے والا ہے ۞ ۹

راسخ ہیں وہ کہتے ہیں کہ جو کچھ بیان ہوا ہے وہ سب خدا کے پاس سے آیا ہے، اسلئے وہ اس قسم کی تاویلوں کے درپے نہیں ہوتے اور کہتے ہیں کہ۔

وہ علۃ العلل جسکو خدا کہتے ہیں وحدہ لاشریک ہے، وہی علۃ العلل تمام چیزوں کی خالق ہے، ایسی علۃ العلل کے لئے ضرور ہے کہ اُس میں ایسی چیز بھی ہو جسکو ہم زندگی کہتے ہیں، ایسی چیز نہو جسکو ہم موت کہتے ہیں اُس میں ایسی کوئی چیز بھی ہونی ضرور ہے جس کو ہم لفظ سمیع وبصیر و علم رحم و غضب و قہر سے تعبیر کرتے ہیں۔ اُس میں کوئی ایسا امر بھی ہونا ضرور ہے کہ جن کاموں کو ہم ہاتھ پاؤں منھ وغیرہ کے ساتھ منسوب کرتے ہیں اُنھیں بھی منسوب کرسکیں، کیونکہ اسکے علۃ العلل وخالق جمیع اشیاء کے ہونے کو ایسی چیزوں کا اُس میں ہونا لازم ہے، اسلئے ہم اُسکے حی لایموت سمیع،

قُلْ لِّلَّذِیْنَ كَفَرُوْا سَتُغْلَبُوْنَ وَ تُحْشَرُوْنَ اِلٰى جَهَنَّمَ وَ بِئْسَ الْمِهَادُ ﴿۱۰﴾
قَدْ كَانَ لَكُمْ اٰیَةٌ فِیْ فِئَتَیْنِ الْتَقَتَا فِئَةٌ تُقَاتِلُ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ وَ اُخْرٰى
كَافِرَةٌ یَّرَوْنَهُمْ مِّثْلَیْهِمْ رَاْیَ الْعَیْنِ وَ اللّٰهُ یُؤَیِّدُ بِنَصْرِهٖ مَنْ یَّشَآءُ
اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَعِبْرَةً لِّاُولِی الْاَبْصَارِ ﴿۱۱﴾ زُیِّنَ لِلنَّاسِ حُبُّ الشَّهَوٰتِ
مِنَ النِّسَآءِ وَ الْبَنِیْنَ وَ الْقَنَاطِیْرِ الْمُقَنْطَرَةِ مِنَ الذَّهَبِ وَ
الْفِضَّةِ وَ الْخَیْلِ الْمُسَوَّمَةِ وَ الْاَنْعَامِ وَ الْحَرْثِ ذٰلِكَ مَتَاعُ الْحَیٰوةِ
الدُّنْیَا وَ اللّٰهُ عِنْدَهٗ حُسْنُ الْمَاٰبِ ﴿۱۲﴾ قُلْ اَؤُنَبِّئُكُمْ بِخَیْرٍ مِّنْ ذٰلِكُمْ
لِلَّذِیْنَ اتَّقَوْا عِنْدَ رَبِّهِمْ جَنّٰتٌ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِیْنَ
فِیْهَا وَ اَزْوَاجٌ مُّطَهَّرَةٌ وَّ رِضْوَانٌ مِّنَ اللّٰهِ وَ اللّٰهُ بَصِیْرٌۢ بِالْعِبَادِ ﴿۱۳﴾
اَلَّذِیْنَ یَقُوْلُوْنَ رَبَّنَاۤ اِنَّنَاۤ اٰمَنَّا فَاغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَا وَ قِنَا عَذَابَ
النَّارِ ﴿۱۴﴾ اَلصّٰبِرِیْنَ وَ الصّٰدِقِیْنَ وَ الْقٰنِتِیْنَ وَ الْمُنْفِقِیْنَ
وَ الْمُسْتَغْفِرِیْنَ بِالْاَسْحَارِ ﴿۱۵﴾

بصیر، علیم، رحمان و رحیم قہار وجبار ہونے پر یقین کرتے ہیں، مگر اس امر کی کہ
اُس کی سیات کیا ہے اور عدم موت کیا ہے، اُس کا سمیع و بصیر و علیم و رحمٰن و رحیم و جبار و قہار،

کہہ دے اُن لوگوں کو جو کافر ہوے کہ عنقریب عاجز ہونگے۔ اور جہنم کی طرف ہنکائے جاوینگے، اور وہ تو بری جگہہ ہے ⑩ بے شبہہ تمہارے لئے نشانی ہے دو گروہوں کے مٹ بھیڑ ہونے میں، ایک گروہ خدا کی راہ میں لڑتا تھا اور دوسرا (گروہ) کافروں کا تھا، وہ اُنکو چشم دید اپنے سے دوگنا دیکھتے تھے اور اللہ تائید کرتا ہے اپنی مدد سے جسکی چاہتا ہے، بیشک اس میں آنکھوں والوں کے لئے عبرت ہے ⑪ خوشنما کی گئی ہے لوگوں کے لئے ہواے نفسانی کی محبت عورتوں اور بیٹوں اور سونے و چاندی کے جمع کئے ہوئے خزانوں کی اور عمدہ گھوڑوں اور چوپایوں اور کھیتی کی، یہہ سامان دنیا کی زندگی کا ہے، اور خدا اُسکے نزدیک اچھی طرح سے جانا اچھا ہے) ⑫ کہہ (اے محمد) کہ کیا تمکو بتادوں اس سے بھی اچھی اُن لوگوں کے لئے جو پرہیزگار ہیں، اُنکے پروردگار کے پاس جنتیں ہیں جنمیں نہریں بہتی ہیں ہمیشہ وہ اُس میں رہیں گے، اور پاکیزہ بیبیاں ہیں، اور اللہ کی رضامندی ہے اور اللہ بندوں کے حال کو دیکھتا ہے ⑬ (یہہ وہ لوگ ہیں) جو کہتے ہیں کہ اے ہمارے پروردگار بیشک ہم ایمان لائے ہیں پھر ہمارے لئے ہمارے گناہ بخشدے اور ہمکو دوزخ کے عذاب سے بچا ⑭ (یہی لوگ) صبر کرنیوالے اور سچ بولنے والے، اور فرماں برداری کرنیوالے، اور نیک راہ میں مال خرچ کرنے والے، اور پچھلی راتوں میں گناہوں کی معافی چاہتے والے ہیں ⑮

ہونا کیا ہے اور کیسا ہے کچھہ تاویل نہیں کرتے اور کہتے ہیں کہ لا یعلم تاویلہ الا اللہ، ہاں اسقدر کہہ سکتے ہیں کہ ہمارا سا نہیں۔ پس ہمارے نزدیک آیات متشابہات پر ایمان لانیکے یہی معنی ہیں، اور فطرت انسانی کا یہی مقتضی ہے۔

وَغَرَّهُمْ فِي دِينِهِمْ مَّا كَانُوا يَفْتَرُونَ ﴿۲۴﴾ فَكَيْفَ إِذَا جَمَعْنَاهُمْ لِيَوْمٍ
لَّا رَيْبَ فِيهِ وَوُفِّيَتْ كُلُّ نَفْسٍ مَّا كَسَبَتْ وَهُمْ لَا يُظْلَمُونَ ﴿۲۵﴾
قُلِ اللَّهُمَّ مَالِكَ الْمُلْكِ تُؤْتِي الْمُلْكَ مَن تَشَاءُ وَتَنزِعُ الْمُلْكَ مِمَّن
تَشَاءُ وَتُعِزُّ مَن تَشَاءُ وَتُذِلُّ مَن تَشَاءُ بِيَدِكَ الْخَيْرُ إِنَّكَ
عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ﴿۲۶﴾ تُولِجُ اللَّيْلَ فِي النَّهَارِ وَتُولِجُ النَّهَارَ فِي اللَّيْلِ
وَتُخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَتُخْرِجُ الْمَيِّتَ مِنَ الْحَيِّ وَتَرْزُقُ مَن
تَشَاءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ ﴿۲۷﴾ لَّا يَتَّخِذِ الْمُؤْمِنُونَ الْكَافِرِينَ أَوْلِيَاءَ
مِن دُونِ الْمُؤْمِنِينَ

﴿۲۷﴾ (لا یتخذ المؤمنون) اس آیت کی نسبت مسلمان عالموں نے بہت بحث کی ہے اور متعدد
محمل نکالے ہیں، مگر تمام آیت پر غور کرنے سے ظاہر ہے کہ اس میں کافروں کے ساتھ محبت یا دوستی
فی الدین ممنوع ہے، یعنی کافروں سے اس وجہ سے دوستی و محبت کرنی کہ ان کا دین اچھا ہے منع بلکہ کفر ہے
اور اسکے سوا اور قسم کی دوستی و محبت ممنوع نہیں ہے۔

یہہ تخصیص خود اس آیت سے ظاہر ہے کیونکہ اسی میں فرمایا ہے "ومن یفعل ذلک فلیس
من اللہ فی شیٔ" جس سے اس دوستی کرنیوالے کا کفر لازم آتا ہے، اور یہہ ہو نہیں سکتا جب تک کہ وہ محبت
منجر بکفر نہ ہو، اور وہ منجر بکفر نہیں ہو سکتی جب تک کہ تحسین فی الدین نہو۔

اصل یہہ ہے کہ جب مسلمان کافران مکہ کے پنجے میں پھنس جاتے تھے تو وہ ان کو ایذا دیتے تھے

اور اُن کو غرہ میں کر دیا اُن کے دین میں اُن باتوں نے جنکی افترا پردازی کرتے تھے (۲۴) پھر کیا حال ہوگا جبکہ ہم انکو اُس دن اکھٹا کرینگے جسمیں کچھہ شک نہیں، اور ہر شخص کو پوری دی جاویگی وہ چیز جو اُسنے کمائی ہے، اور اُن پر ظلم نہ کیا جاویگا (۲۵) کہدے اے بار خدایا مالک ملک کے، تو دیتا ہے ملک جسکو چاہتا ہے، اور چھین لیتا ہے ملک جس سے چاہتا ہے اور تو عزت دیتا ہے جسکو چاہتا ہے، اور ذلت دیتا ہے جسکو چاہتا ہے، تیرے ہی ہاتھ میں بھلائی ہے، بیشک تو ہر چیز پر قادر ہے (۲۵) ڈالتا ہے رات کو دن میں اور ڈالتا ہے دن کو رات میں، اور نکالتا ہے زندہ کو مردے سے اور نکالتا ہے مردہ کو زندہ سے (یعنی ہست سے نیست اور نیست سے ہست کرتا ہے) اور روزی دیتا ہے جسکو چاہتا ہے بغیر حساب کے (۲۶) نہ بناویں مسلمان کافروں کو دوست سوا ایمان والوں کے،

اور اسلام سے پھیر کر پھر اپنے ساتھ شامل کرنا چاہتے تھے اور اس مصیبت کے سبب سے یہہ حکم نازل ہوا ہی جسمیں یہ ہدایت ہے کہ کافروں سے دوستی و محبت فی الدین مت کرو لیکن اگر انکے شر سے بچنے کے لئے بچاؤ کرو تو کچھہ گناہ نہیں ہے کیونکہ دل کی بات اور ظاہر کی بات سب خدا جانتا ہے۔ یہہ آیت مثل سورہ نحل کی آیت کے ہے جہاں کافرونکے عذاب کی نسبت خدا نے فرمایا ہے کہ "الا من اکرہ وقلبہ مطمئن بالایمان" یعنی جس شخص نے جبر سے کفر کی بات کہدی ہے اور اُسکا دل ایمان پر مطمئن ہے تو اُسکو کچھہ عذاب نہ ہوگا۔

علمائے مفسرین نے اگرچہ متعدد تاویلیں اس آیت کی کی ہیں مگر وہ مطلب بھی جو ہمنے بیان کیا ہے انھوں نے تسلیم کیا ہے۔ تفسیر کبیر میں لکھا ہے کہ اس آیت کے نازل ہونیکا سبب یہہ ہے کہ چند یہودیوں نے

بقولہ تعالیٰ وکنتم امواتا فاحیاکم ثم یمیتکم ثم یحییکم۔

وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ فَلَيْسَ مِنَ اللّٰهِ فِيْ شَيْءٍ اِلَّآ اَنْ تَتَّقُوْا مِنْهُمْ تُقٰىةً ۭ وَيُحَذِّرُكُمُ اللّٰهُ نَفْسَهٗ ۭ وَاِلَى اللّٰهِ الْمَصِيْرُ قُلْ اِنْ تُخْفُوْا مَا فِيْ صُدُوْرِكُمْ اَوْ تُبْدُوْهُ يَعْلَمْهُ اللّٰهُ ۭ وَيَعْلَمُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ۭ وَاللّٰهُ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿٢٧﴾ يَوْمَ تَجِدُ كُلُّ نَفْسٍ مَّا عَمِلَتْ مِنْ خَيْرٍ مُّحْضَرًا ۚ وَمَا عَمِلَتْ مِنْ سُوْۗءٍ ۚ تَوَدُّ لَوْ اَنَّ بَيْنَهَا وَبَيْنَهٗٓ اَمَدًۢا بَعِيْدًا ۭ وَيُحَذِّرُكُمُ اللّٰهُ نَفْسَهٗ ۭ وَاللّٰهُ رَءُوْفٌۢ بِالْعِبَادِ ﴿٢٨﴾ قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ

مسلمانوں سے میل جول اس غرض سے شروع کیا کہ ان کو انکے دین سے پھیر دیں۔ رفاعہ بن المنذر اور عبدالرحمن بن جبیر و سعد بن خثیمہ نے ان مسلمانوں سے کہا کہ تم ان سے بچے رہو کہ تمکو تمھارے دین سے نہ پھیر دیں اُس پر یہ آیت نازل ہوئی۔

اُسی تفسیر میں ”الا ان تتقوامنهم تقاة“ کے ذیل میں ایک قصہ لکھا ہے کہ آنحضرت صلعم کے دو صحابیوں کو مسیلمہ کذاب نے پکڑ لیا مسیلمہ کہتا تھا کہ قوم قریش کے لئے تو محمد صلعم پیغمبر ہیں اور بنی حنیفہ کے لئے میں پیغمبر ہوں، اُس نے ایک صحابی سے پوچھا کہ محمد پیغمبر ہیں اُنہوں نے جواب دیا کہ ہاں ہاں، پھر اُس نے پوچھا کہ میں بھی پیغمبر ہوں اُنھوں نے کہا ہاں۔ جب دوسرے صحابی سے پوچھا کہ محمد پیغمبر ہیں اُنھوں نے کہا کہ ہاں، اور جب یہ پوچھا کہ میں بھی پیغمبر ہوں تو اُنھوں نے کہا کہ میں بہرا ہوں، اُس پر مسیلمہ نے اُنکو مروا ڈالا جب آنحضرت صلعم کو یہ خبر پہنچی تو آپ نے فرمایا کہ یہ تو اپنے یقین پر پار لگیا اور اُس نے رخصت پر عمل کیا اُسی تفسیر میں لکھا ہے کہ کافروں کی دوستی تین طرح پر ہو سکتی ہے۔ ایک یہ کہ اُسکے کفر کو پسند

اور جس نے ایسا کیا تو اللہ سے اُس کے لئے کچھ نہیں مگر یہہ کہ تم اُن (کے شر) سے بچنے کے لئے ایک بچاؤ کرو، اور اللہ اپنے سے تم کو ڈراتا ہے اور اللہ کے پاس جانا ہے، کہدے (اے پیغمبر) کہ اگر تم چھپاؤ گے جو کچھ تمھارے دل میں ہے یا اُس کو ظاہر کرو گے اُسکو خدا جانتا ہے، اور وہ جانتا ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے اور اللہ ہر چیز پر قادر ہے (۲۷) جس دن کہ موجود پاویگا ہر شخص نیکی سے جو کچھ اُس نے کی ہے اور بدی سے جو کچھ اُس نے کی ہے چاہیگا کہ کاش اُس بدی میں اور اُس میں بہت فاصلہ ہوتا، اور اللہ تم کو اپنے سے ڈراتا ہے، اور اللہ بندوں پر بہت شفقت کرنے والا ہے (۲۸) کہدے (اے پیغمبر) کہ اگر تم اللہ کو دوست رکھتے ہو تو میری تابعداری کرو، اللہ تم کو دوست رکھے گا اور تمھارے گناہ بخشدیگا۔

کرتا ہو اور اُسکے کفر کے سبب اس سے دوستی رکھتا ہو، ایسی دوستی تو منع بلکہ کفر ہے۔ دوسرے یہہ کہ دنیاوی امور میں بحسب ظاہر معاشرت جمیلہ یعنی اچھا میل جول ہو اور یہہ ممنوع نہیں ہے تیسرے یہہ کہ کافروں کے ساتھ میلان ہونا اور اُنکی اعانت اور مدد اور نصرت کرنا بسبب قرابت کے یا محبت کے اس اعتقاد کے ساتھ کہ اُنکا مذہب باطل ہے ممنوع ہے مگر کفر نہیں۔ مگر ممنوع ہونیکی جو وجہہ لکھی ہے وہ محض ناکافی ہے، یعنی اُس میں لکھا ہے کہ ممنوع اس لئے ہے کہ اسطرح کا برتاؤ کبھی اُنکے کفر کی پسندیدگی پر منجر ہو جاتا ہے، مگر یہہ بات محض لغو اور خود اپنے خیال سے دلیل پیدا کی ہوئی ہے جو مذہبی مسئلہ کی بنیاد نہیں ہو سکتی۔

پس اِن تمام روایتوں کا نتیجہ یہہ ہے کہ کفار سے محبت اور دوستی من حیث الدین ممنوع ہے اُسکے سوا کسی قسم کی دوستی اور معاشرت و محبت و وفاداری اور امداد اور کسیطرح کی راہ و رسم مذہب اسلام کی رو سے ممنوع نہیں ہے۔

وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۞ قُلْ اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْكٰفِرِيْنَ ﴿۲۹﴾ اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰۤى اٰدَمَ وَنُوْحًا وَّاٰلَ اِبْرٰهِيْمَ وَاٰلَ عِمْرٰنَ عَلَى الْعٰلَمِيْنَ ۞ ذُرِّيَّةًۢ بَعْضُهَا مِنْۢ بَعْضٍ وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ﴿۳۰﴾ اِذْ قَالَتِ امْرَاَتُ عِمْرٰنَ رَبِّ اِنِّىْ نَذَرْتُ لَكَ مَا فِىْ بَطْنِىْ مُحَرَّرًا فَتَقَبَّلْ مِنِّىْ اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ۞ فَلَمَّا وَضَعَتْهَا قَالَتْ رَبِّ اِنِّىْ وَضَعْتُهَاۤ اُنْثٰى وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا وَضَعَتْ وَلَيْسَ الذَّكَرُ كَالْاُنْثٰى وَاِنِّىْ سَمَّيْتُهَا مَرْيَمَ وَاِنِّىْۤ اُعِيْذُهَا بِكَ وَذُرِّيَّتَهَا مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ﴿۳۱﴾

(۳۰) (آل عمران) مفسرین نے اس بات پر بحث کی ہے کہ یہہ عمران کون ہیں، حضرت موسیٰ وھارون کے باپ یا حضرت مریم کے باپ، اور اس امر کے قرار دینے میں اختلاف کیا ہے، اگر جب تمام آیت پر غور کیا جاوے جس میں یہہ بھی ذکر ہے کہ اُنکی ذریت میں سے بعضے بعض کی ذریت ہیں تو کچھ شبہ نہیں رہتا کہ اس مقام پر عمران سے موسیٰ وھارون کے باپ مراد ہیں۔

(۳۱) (اذ قالت امرأۃ عمران) یہہ نام حضرت مریم کے باپ کا ہے، عیسائی مذہب کی کتابوں سے ٹھیک طور پر نہیں معلوم ہوتا کہ حضرت مریم کے باپ کا کیا نام تھا، بعضے گمان کرتے ہیں کہ ھیلی یا عیلی اُن کے باپ کا نام تھا، اگر وہ صحیح بھی ہو تو ممکن ہے کہ ایک شخص کے دو نام ہوں۔

یہودیوں کے ہاں رواج تھا کہ اپنے کسی بیٹے کو خدا کے نام پر وقف کر دیتے تھے، شموئیل نبی پسر القاناہ کو بھی اُن کی ماں حناہ نے اسی طرح خدا کے نذر کیا تھا، اور منت مانی تھی کہ اگر اُس کے

اور اللہ بخش دینے والا ہے بڑا مہربان، کہدے اے پیغمبر کہ اطاعت کرو اللہ کی اور رسول کی پھر اگر پھر جاؤ تو بیشک اللہ کافرون کو دوست نہین رکھتا (۲۹) بیشک اللہ نے برگزیدہ کیا آدم کو اور نوح کو اور ابراھیم کی اولاد کو اور عمران کی اولاد کو عالمون پر ذریتہ ہیں اُن میں کے بعضے بعضون کی اور اللہ سننے والا ہے جاننے والا (۳۰) جسوقت عمران کی بیوی نے کہا کہ اے پروردگار جو میرے پیٹ میں ہے میں نے اُس کو ناذر تیری نذر کر دیا پھر میری طرف سے قبول کر بیشک تو ھی سننے والا ہے جاننے والا پھر جب بیٹی پیدا ہوئی تو اُس نے کہا اے پروردگار مینے تو بیٹی جنی اور خدا خوب جانتا ہے جو اُس نے جنا اور بیٹا بیٹی کی مانند نہیں ہوتا اور ہاں میں نے اُس کا نام مریم رکھا اور بیشک میں اُسکو اور اُسکی اولاد کو تیری پناہ میں دیتی ھون مردود شیطان سے (۳۱)

بیٹا ہو تو وہ اُسکو عمر بھر کے لئے خدا کے نام پر وقف کرے گی اور اُسکے سر پر اُسترا نہیں لگانے کی (دیکھو کتاب اول سموئیل باب اول) اسیطرح حضرت مریم کی ماں نے بھی اپنے پیٹ کے بچے کو خدا کی نذر کیا تھا، مگر اتفاق سے بیٹا نہوا بیٹی ہوئی۔ یہہ نذر کئے ہوئے لڑکے معبد کی خدمت کیا کرتے تھے، دودھ چھوٹنے کے بعد جب کسیقدر ہوشیار ہوتے تھے تو معبد مین بھیجدیئے جاتے تھے، تفسیر کبیر میں لکھا ہے کہ جب وہ بالغ ہوتے تھے تو اُن کو اختیار ہوتا تھا کہ چاہیں اپنے تئیں خدا کے کاموں کے لئے وقف رکھیں چاہیں معبد سے چلے جاویں۔ بیٹی اس طرح پر معبد کی خدمت گذاری پر مامور نہیں ہوسکتی تھی، اسلئے جب لڑکی پیدا ہوئی تو حضرت مریم کی ماں نے افسوس کیا اور کہا کہ ” لیس الذکر کالانثیٰ “

فَتَقَبَّلَهَا رَبُّهَا بِقَبُولٍ حَسَنٍ وَّأَنْبَتَهَا نَبَاتًا حَسَنًا وَّكَفَّلَهَا زَكَرِيَّا كُلَّمَا دَخَلَ عَلَيْهَا زَكَرِيَّا الْمِحْرَابَ وَجَدَ عِنْدَهَا رِزْقًا قَالَ يَا مَرْيَمُ أَنَّىٰ لَكِ هَٰذَا قَالَتْ هُوَ مِنْ عِنْدِ اللَّهِ إِنَّ اللَّهَ يَرْزُقُ مَنْ يَشَاءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ ﴿۳۲﴾ هُنَالِكَ دَعَا زَكَرِيَّا رَبَّهُ قَالَ رَبِّ هَبْ لِي مِنْ لَدُنْكَ ذُرِّيَّةً طَيِّبَةً إِنَّكَ سَمِيعُ الدُّعَاءِ ﴿۳۳﴾ فَنَادَتْهُ الْمَلَائِكَةُ وَهُوَ قَائِمٌ يُصَلِّي فِي الْمِحْرَابِ أَنَّ اللَّهَ يُبَشِّرُكَ بِيَحْيَىٰ مُصَدِّقًا بِكَلِمَةٍ مِنَ اللَّهِ وَسَيِّدًا وَحَصُورًا وَنَبِيًّا مِنَ الصَّالِحِينَ ﴿۳۴﴾

جب حضرت مریم کسی قدر ہوشیار ہوگئیں جیسے کہ اِن لفظوں سے پایا جاتا ہے "وانبتھا نباتا حسنا" اُسوقت حضرت زکریا نبی کے سپرد ہوئیں، معبد کی خدمت پر تو مامور نہیں ہوسکتی تہیں مگر ایک بالاخانہ میں یا حجرہ میں اُنکو رکھا جو عابد و زاہد عورتوں کے لئے معین ہونگے اُس میں حضرت مریم خدا کی عبادت کرتی تھیں جیسے کہ قرآن مجید کی اس آیت سے معلوم ہوتا ہے" یا مریم اقنتی لربك واسجدی وارکعی مع الراکعین"

(۳۲) (قالت ھو من عند اللہ) اس امر کی نسبت کہ جب حضرت زکریا حضرت مریم کے پاس جاتے تھے تو اُنکے پاس کہانیکی کوئی چیز دیکھتے تھے مفسرین نے عجیب عجیب روایتیں نقل کی ہیں، حالانکہ اِس بات کے کہنے میں کہ اللہ کے پاس سے آیا ہے یا اللہ نے بھیجا ہے کوئی ایسی عجیب بات نہیں ہے یہ تو ایک روزمرہ کے محاورہ کی بات ہے۔ ابو علی جبائی نے گو کہ وہ معتزلی ہو اپنی تفسیر میں ٹھیک بات لکھی ہے جسکو تفسیر کبیر میں نقل کیا ہے کہ اس آیت کے معنی

پھر اُسکے پروردگار نے اُسکو قبول کیا اچھی طرح کا قبول کرنا اور اُسکو بڑا کیا اچھی طرح بڑا کرنا اور اُسکو

زکریا کے سپرد کیا جب (زکریا) اُنکے پاس حجرہ میں (یعنی جہاں حضرت مریم عبادت کرتی تھیں اور نماز پڑھتی

تھیں) جاتے تو اُنکے پاس کھانے کی کوئی چیز پاتے (زکریا) نے کہا اے مریم یہ کہاں سے تیرے

لئے آئی (مریم نے) کہا اللہ کے پاس سے اللہ رزق دیتا ہے جسکو چاہتا ہے بغیر حساب کے (۳۲)

اُسی جگہہ زکریا نے اپنے پروردگار سے دعا کی کہا اے پروردگار دے مجھکو اپنے پاس سے اچھی اولاد

بیشک تو دعا کا سننے والا ہے پھر فرشتوں نے اُسکو آواز دی اور وہ اُس حجرہ میں کھڑا ہوا نماز پڑھ رہا

تھا (۳۳) کہ اللہ تعالیٰ تجھکو خوشخبری دیتا ہے یحیٰی کی ماننے والا اللہ کے کلمہ (یعنی اللہ

کی کتاب) کا اور بردبار اور عورتوں سے پرہیز کرنے والا اور پیغمبر نیکوں میں سے (۳۴)

یہ ہیں کہ خدا تعالیٰ ایمان والوں کے ہاتھ سے جو زاہد و عابد عورتوں کی خبرگیری کرتے تھے حضرت مریم کو رزق پہنچاتا تھا، جب حضرت زکریا حضرت مریم پاس کوئی کھانے کی چیز دیکھتے تھے تو پوچھتے تھے کہ کہاں سے آئی ہے۔ اس تفسیر پر جو ابو علی جبائی رحمۃ اللہ علیہ نے کی حضرت مریم کا یہ جواب کہ "ھو من عند اللہ ان اللہ یرزق من یشاء بغیر حساب" بالکل صحیح و درست اور روزمرہ کے محاورہ کے مطابق ہوتا ہے۔

(۳۴) (بکلمۃ من اللہ) یہودی حضرت یحیٰی کو پیغمبر نہیں مانتے مگر عیسائی مذہب میں یہ امر تسلیم ہوا ہے کہ حضرت یحیٰی پیغمبر تھے اور وہ حضرت مسیح کی بشارت دینے کے لئے پیغمبر ہوئے تھے، علماء اسلام کی عادت ہے کہ یہودیوں اور عیسائیوں کی ایسی باتوں کو جو اُنکے خیال کے مخالف نہوں بلا عذر تسلیم کر لیتے ہیں اس آیت میں کلمہ کا لفظ آیا ہے اور حضرت مسیح کی نسبت بھی کلمہ کے لفظ کا اطلاق ہوا ہے پس مفسرین نے لکھدیا کہ "مصدقا بکلمۃ من اللہ" سے یہہ مراد ہے کہ وہ حضرت عیسیٰ کی بشارت دینگے یا حضرت عیسیٰ کی تصدیق کرینگے، حالانکہ حضرت عیسیٰ خود اُس زمانہ میں موجود تھے اور صرف چھہ مہینے

قَالَ رَبِّ اَنّٰى يَكُوْنُ لِيْ غُلٰمٌ وَّقَدْ بَلَغَنِيَ الْكِبَرُ وَامْرَاَتِيْ عَاقِرٌ ؕ قَالَ
كَذٰلِكَ اللّٰهُ يَفْعَلُ مَا يَشَآءُ ﴿۳۵﴾ قَالَ رَبِّ اجْعَلْ لِّيْٓ اٰيَةً ؕ قَالَ
اٰيَتُكَ اَلَّا تُكَلِّمَ النَّاسَ ثَلٰثَةَ اَيَّامٍ اِلَّا رَمْزًا ؕ وَاذْكُرْ رَّبَّكَ كَثِيْرًا وَّسَبِّحْ
بِالْعَشِيِّ وَالْاِبْكَارِ ﴿۳۶﴾ وَاِذْ قَالَتِ الْمَلٰٓئِكَةُ يٰمَرْيَمُ اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰىكِ
وَطَهَّرَكِ وَاصْطَفٰىكِ عَلٰى نِسَآءِ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۳۷﴾ يٰمَرْيَمُ اقْنُتِيْ
لِرَبِّكِ وَاسْجُدِيْ وَارْكَعِيْ مَعَ الرّٰكِعِيْنَ ﴿۳۸﴾ ذٰلِكَ مِنْ اَنْۢبَآءِ
الْغَيْبِ نُوْحِيْهِ اِلَيْكَ ؕ وَمَا كُنْتَ لَدَيْهِمْ اِذْ يُلْقُوْنَ اَقْلَامَهُمْ
اَيُّهُمْ يَكْفُلُ مَرْيَمَ ۪ وَمَا كُنْتَ لَدَيْهِمْ اِذْ يَخْتَصِمُوْنَ ﴿۳۹﴾ اِذْ
قَالَتِ الْمَلٰٓئِكَةُ يٰمَرْيَمُ اِنَّ اللّٰهَ يُبَشِّرُكِ بِكَلِمَةٍ مِّنْهُ ۖ اسْمُهُ
الْمَسِيْحُ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ وَجِيْهًا فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ وَ
مِنَ الْمُقَرَّبِيْنَ ﴿۴۰﴾ وَيُكَلِّمُ النَّاسَ فِي الْمَهْدِ وَكَهْلًا وَّمِنَ
الصّٰلِحِيْنَ ﴿۴۱﴾

حضرت یحییٰ سے چھوٹے تھے اور خود حضرت عیسیٰ نے اُن سے اصطباغ لیا تھا۔ ممکن ہے کہ حضرت یحییٰ نے کہا ہو کہ میرے بعد جو ہونیوالا ہے یعنی حضرت عیسیٰ جنکو غالباً وہ اپنا جانشین تصور کرتے ہونگے مجھ سے بھی برتر ہے، مگر اس امر کو اس آیت سے کچھ بھی تعلق نہیں ہے۔

(زکریا نے) کہا اے پروردگار کیونکر میرے بیٹا ہوگا مجھکو تو بڑھاپا آگیا ہے اور میری بی بی بانجھ ہے
(اللہ نے) کہا کہ یہی ہوگا (یعنی جو کہا گیا ہے وہ ہوگا) اللہ کرتا ہے جو چاہتا ہے (۳۵) (زکریا نے) کہا
اے پروردگار میرے لئے کوئی نشانی (یعنی حکم مقرر کر) (خدا نے) کہا کہ تیرے لئے نشانی (یعنی حکم)
یہہ ہے کہ تین دن تک کسی آدمی سے بجز اشارون کے بات نہ کرے[1] اور اپنے پروردگار کو بہت سا یاد کر،
اور اپنے پروردگار کے تقدس کو یاد کر شام و صبح کو (یعنی رات دن) (۳۶) اور جب کہا فرشتون نے اے مریم
بیشک اللہ نے تجھکو برگزیدہ کیا اور تجھکو پاک کیا اور تجھکو برگزیدہ کیا عالم کی عورتون پر (۳۷) اے مریم
اطاعت کرتی رہ اپنے پروردگار کی اور سجدہ کیا کر اور رکوع کیا کر رکوع کرنیوالون کے ساتھ (۳۸) یہہ ہے غیب
کی خبرون مین سے ہمنے اُسکی وحی تجھکو کی ہے اور تو اُنکے پاس نہ تھا جبکہ وہ اپنے قلمون کو (بطور
قرعہ کے) ڈالتے تھے کہ اُن میں سے کون مریم کی خبر گیری کا ذمہ لے اور تو اُنکے پاس نہ تھا جب کہ وہ
جھگڑتے تھے (۳۹) جب کہ فرشتون نے کہا اے مریم بیشک اللہ تجھکو خوشخبری دیتا ہے ایک کلمہ کی
اپنی طرف سے اُسکا نام (ہوگا) مسیح عیسی مریم کا بیٹا رویت دار دنیا میں اور آخرت میں اور (خدا کے) مقربون
سے (۴۰) اور کلام کریگا لوگون سے گہوارہ میں (یعنی بچپنے میں) اور بڑھاپے میں اور ہوگا نیکوں میں سے (۴۱)

،، مصدقاً بکلمۃ من اللہ ،، کے صاف معنی یہہ ہیں کہ اللہ کے حکم کی یا اللہ کی کتاب کی تصدیق کریگا

[1] تفسیر کبیر میں ابو مسلم کا قول لکھا ہے کہ الا تکلم الناس کا مطلب یہہ ہے کہ تو مامور ہوا ہے کہ تین دن تک
بات نہ کرے اسی لئے ہمنے اُس کا ترجمہ معنی نہی کیا ہے قول مذکور یہہ ہے
ان المعنی اٰیتک ان لا تکلم الناس تصیر ماموراً بان لا تکلم ثلاثۃ ایام انتھی ملخصاً۔

قَالَتْ رَبِّ اَنّٰى يَكُوْنُ لِىْ وَلَدٌ وَّلَمْ يَمْسَسْنِىْ بَشَرٌ قَالَ كَذٰلِكِ اللّٰهُ يَخْلُقُ مَا يَشَآءُ اِذَا قَضٰىٓ اَمْرًا فَاِنَّمَا يَقُوْلُ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ ﴿۴۲﴾ وَيُعَلِّمُهُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَالتَّوْرٰىةَ وَالْاِنْجِيْلَ وَرَسُوْلًا اِلٰى بَنِىْٓ اِسْرَآءِيْلَ اَنِّىْ قَدْ جِئْتُكُمْ بِاٰيَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ اَنِّىْٓ اَخْلُقُ لَكُمْ مِّنَ الطِّيْنِ كَهَيْئَةِ الطَّيْرِ فَاَنْفُخُ فِيْهِ فَيَكُوْنُ طَيْرًا بِاِذْنِ اللّٰهِ وَاُبْرِئُ الْاَكْمَهَ وَالْاَبْرَصَ وَاُحْىِ الْمَوْتٰى بِاِذْنِ اللّٰهِ وَاُنَبِّئُكُمْ بِمَا تَاْكُلُوْنَ وَمَا تَدَّخِرُوْنَ فِىْ بُيُوْتِكُمْ اِنَّ فِىْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿۴۳﴾

تمام قرآن کا محاورہ یہی ہے کہ انبیاء کی نسبت کتب سابقہ کی تصدیق کا اشارہ کیا جاتا ہے نہ کسی شخص معین کی تصدیق کا۔ تفسیر کبیر میں کلمۃ من اللہ کی نسبت ابی عبیدہ کا قول نقل کیا ہے کہ اس سے مراد کتاب من اللہ ہے اور اس بات پر استدلال کیا ہے کہ اہل عرب بولتے ہیں کہ "انشد فلان کلمۃ" اور اس سے مراد طول طویل قصیدہ کے پڑھنے کی ہوتی ہے۔

(۴۲) (قالت رب انی یکون لی ولد ولم یمسسنی بشر) حضرت عیسیٰ کی نسبت جو امور قرآن مجید میں مذکور ہیں بلاشبہ نہایت غور کے لایق ہیں۔ انمیں سے چند اس سورۃ میں بیان ہوئے ہیں اور سورہ مائدہ میں مجموعاً مذکور ہیں اور اسلئے ہم سورہ مائدہ کی تفسیر میں ان سب سے بحث کرینگے اس مقام پر صرف ولادت حضرت عیسیٰ پر غور کرتے ہیں۔

عیسائی اور مسلمان دونوں خیال کرتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ صرف خدا کے حکم سے عام انسانی پیدائش کے برخلاف بغیر باپ کے پیدا ہوئے تھے۔ اگر ایسا ہی ہونا فرض کیا جاوے تو اول اس بات پر غور کرنی ہوگی کہ بن باپ کے پیدا کرنے میں حکمت الٰہی کیا ہو سکتی ہے۔ ایسے واقعات جو خلاف

(مریم نے) کہا اے پروردگار کہاں سے ہوگا میرے بیٹا اور نہیں چھوا ہے مجھکو کسی آدمی نے خدا نے کہا یہی ہوگا (یعنی جو کہا گیا ہے وہ ہوگا) اللہ پیدا کرتا ہے جو چاہتا ہے جب کہ کوئی کام کرنا ٹھیرا چکتا ہے تو اسکے سوا اور کچھ نہیں کہ اُسکو کہتا ہے ہو پھر ہو جاتا ہے (۴۲) اور اُسکو سکھاویگا کتاب اور حکمت اور توریت اور انجیل اور (کریگا) پیغمبر بنی اسرائیل کا ہاں میں لایا ہوں تمہارے پاس نشانی اپنے پروردگار سے (یعنی خدا کا حکم یا انجیل) ہاں میں پیدا کرتا ہوں تمہارے لئے مٹی سے پرند کی صورت کی مانند پھر میں اُس میں پھونکتا ہوں تاکہ ہو جاوے پرند اللہ کے حکم سے اور اچھا کرتا ہوں اندھے کو اور کوڑھی کو اور زندہ کرتا ہوں مردے کو اللہ کی اجازت سے اور تمکو بتا دیتا ہوں جو کچھ تم کھاتے ہو اور جو کچھ اپنے گھروں میں ذخیرہ کر لیتے ہو ہاں اس میں البتہ تمہارے لئے نشانی ہے اگر تم ایمان والے ہو (۴۳)

عادت یا مافوق الفطرت تسلیم کئے جاتے ہیں اُن سے یا تو قدرت کاملہ پروردگار کا اظہار مقصود ہونا چاہیئے یا اُنکا وقوع بطور معجزہ مانا جاوے - جب کہ خداوند تعالیٰ اقسام حیوانات کو بغیر توالد و تناسل کے عادتاً پیدا کرتا رہتا ہے اور خود انسان کو بھی بلکہ تمام حیوانات کو ابتداءً اُسنے اسیطرح پیدا کیا ہے، یا یوں کہو کہ حضرت آدم کو بے ماں و بے باپ کے پیدا کیا تھا تو حضرت عیسیٰ کے صرف بے باپ کے پیدا کرنے میں اُس سے زیادہ قدرت کاملہ کا اظہار نہ تھا - اگر یہہ خیال کیا جاوے کہ صرف ماں سے پیدا کرنا دوسری طرح پر اظہار قدرت کاملہ تھا تو یہہ بھی صحیح نہیں ہوتا، اسلئے کہ اظہار قدرت کاملہ کے لئے ایک امر بین اور ایسا ظاہر ہونا چاہیئے کہ جس میں کسی کو شبہ نہ رہے بن باپ کے مولود کا ہونا ایک ایسا امر مخفی ہے جسکی نسبت یہہ نہیں کہا جا سکتا کہ اظہار قدرت کاملہ کے لئے کیا گیا ہے -

بطریق اعجاز حضرت عیسیٰ کے بن باپ کے پیدا ہونے پر معجزہ کا بھی اطلاق نہیں ہو سکتا

وَمُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيَّ مِنَ التَّوْرَاةِ

معجزہ بمقابلہ منکران نبوت صادر ہوتا ہے، قبل ولادت حضرت مسیح بلکہ قبل ادعائے نبوت یا الوہیت کوئی شخص منکر نہیں ہو سکتا تھا، پھر معجزہ کیونکر کہا جا سکتا ہے۔ معہذا اگر وہ معجزہ ہوتا تو حضرت مریم کا معجزہ ہوتا نہ حضرت مسیح کا۔ علاوہ اسکے جب کہ انکی ولادت ٹھیک اُسیطرح پر واقع ہوئی تھی جسطرح کہ عموماً بچوں کی ہوتی ہے کہ نو مہینے تک حمل میں رہے اور بروقت ولادت حضرت مریم پر وہ تمام حالات طاری ہوئے جو عموماً عورتوں پر بچہ پیدا ہونے میں طاری ہوتے ہیں تو کسیطرح اعجاز آنکے پیدا ہونے کا کسی کو احتمال بھی نہیں ہو سکتا تھا۔

اُنکے یعنی مریم کے جننے کے دن پورے ہوئے اور وہ اپنا پہلوٹا بیٹا جنی۔

(لوک باب ۲ ورس ۶ و ۷)

فاجأها المخاض الى جذع النخلة

(سورہ مریم)

قول ابن عباس رضی اللہ عنہما انما کانت (مدۃ حملها) تسعة اشهر کما فی سائر النساء (تفسیر کبیر)

عیسائی حضرت مسیح کے بن باپ کے پیدا ہونے کو ایک اور حکمت الٰہی پر منسوب کرسکتے ہیں کہ وہ گنہگار انسان کی آمیزش سے پاک اور بے گناہ ہوں تاکہ گنہگار انسانوں کیطرف سے فدیہ کئے جاویں مگر جب ماں کی شرکت سے وہ بری نہ تھے تو انسانی آمیزش سے پاک نہیں ہو سکتے تھے۔

لاطینی کلیسائی کونسل ٹرینٹ میں تسلیم کیا کہ حضرت مریم بھی بن باپ کے پیدا ہوئی تھیں، اگر یہ بھی مانا جاوے تو وہ بھی ماں کی شرکت سے بری نہ تھیں۔ انجام کار عیسائی کہہ سکتے ہیں کہ خدا نے حضرت مریم کو انسانی خاصیت یعنی گنہگار ہونے کی قابلیت سے اس لئے پاک کر دیا تھا کہ اُن سے فدیہ ہونیکے لائق مولود پیدا ہو تو خدا اسی طرح حضرت عیسیٰ کے باپ کو بھی پاک کر سکتا تھا، اور بن باپ کے پیدا کرنے میں کوئی خاص حکمت نہیں ہو سکتی تھی

ابتدا میں عیسائیوں کو یہ خیال نہیں تھا کہ حضرت عیسیٰ بن باپ کے پیدا ہوئے ہیں یا بن باپ کے پیدا ہونگے کیونکہ مسیح کی نسبت یقین کیا جاتا تھا کہ وہ داؤد کی نسل سے ہونگے۔ یہودیوں نے حضرت عیسیٰ کو مسیح موعود نہیں مانا، مگر جنہوں نے اُنکو مسیح موعود مانا اور عیسائی یا نصاریٰ کہلائے اُن سب کو کامل یقین تھا کہ وہ حضرت داؤد کی اولاد میں ہیں، چنانچہ انجیل متی میں لکھا ہے "یسوع مسیح ابن داؤد ابن ابراہیم" اور لوک کی انجیل باب ا ورس ۲۷۔ اور متی کی انجیل باب ۱ ورس ۱۶ سے پایا جاتا ہے کہ یوسف حضرت مریم کا شوہر داؤد کی نسل سے تھا۔ مسلمان بھی قرآن کی رو سے جیسے کہ

اور ماننے والا ہوں جو میرے ہاتھوں میں ہے یعنی توریت

سورہ انعام میں لکھا ہے حضرت عیسیٰ کو حضرت ابراہیم کی ذریت یعنی اولاد میں سمجھتے ہیں، پس اگر حضرت عیسیٰ بن باپ کے پیدا ہوئے ہوں تو وہ نسل داؤد یا اولاد ابراہیم سے کیونکر قرار پا سکتے ہیں۔ اگر یہہ کہا جاوے کہ ماں کے سبب سے اُنکو داؤد کی نسل سے قرار دیا گیا ہے تو یہہ بات دو وجہ سے غلط ہے۔ اول اس لئے کہ یھودی شریعت میں عورت کی طرف سے نسب قائم نہیں ہو سکتا۔ دوسرے یہہ کہ حضرت مریم کا داؤد کی نسل سے ہونا ثابت نہیں کیٹو سیکلو پیڈیا میں لکھا ہے کہ یوسیبیس جو قدیمی مذہبی مورخ ہے گو حضرت عیسیٰ کے نام پر اُس نے طول طویل بحث کی ہے مگر اُس کے بیان سے اور نیز متی اور لوک کی انجیلوں سے مریم کی پیدایش اور نسب پر کوئی نئی روشنی نہیں پڑتی۔ اپنی جو مریم کی ماں بیان کی گئی ہیں اُنکی نسبت جسقدر قصے ہیں وہ محض افسانے ہیں اور اُن کا کچھ ثبوت وشہادت نہیں ہے"۔ انجیل لوک باب (۱) ورس (۶) و ۷ و ۳ سے پایا جاتا ہے کہ حضرت مریم حضرت زکریا کی بیوی الیشبع کی رشتہ دار تھیں، اور الیشبع ھارون کی بیٹی تھیں، مگر نہ یہہ معلوم ہے کہ مریم و الیشبع میں کیا رشتہ تھا اور نہ یہہ معلوم ہے کہ ھارون کس کی اولاد میں تھے۔ قرآن مجید میں حضرت مریم کے باپ کا نام عمران لکھا ہے اُسپر استدلال کرنے سے بھی داؤد کی نسل سے حضرت مریم کا ہونا ثابت نہیں ہو سکتا۔ عیسائی مفسر جب کہ حضرت عیسیٰ کو بغیر باپ کے پیدا ہوئے تسلیم کر کر نسل داؤد سے ثابت کرنے میں عاجز ہوئے تو اُنھوں نے کہا کہ سینٹ لوک کی انجیل میں جو نسب نامہ یوسف کا لکھا ہے درحقیقت وہ مریم کا نسب نامہ ہے تاکہ مریم کا داؤد کی نسل سے ہونا ثابت کریں۔ دو انجیلوں میں حضرت عیسیٰ کے نسب نامے ہیں متی کی انجیل میں حضرت عیسیٰ کے باپ کا نام یوسف اور اُن کے باپ کا نام یعقوب لکھا ہے۔ اور لوک کی انجیل میں یوسف کے باپ کا نام ھیلی لکھا ہے پہلا نسب نامہ بذریعہ سلیمان کے داؤد تک پہونچتا ہے اور دوسرا نسب نامہ بذریعہ ناتان کے۔ یہہ دونوں نسب نامے بلاشبہ مختلف ہیں مگر عیسائی مفسر کہتے ہیں جیسے کہ تفسیر ھنری اسکاٹ میں مندرج ہے کہ یوسف نے ھیلی کی دختر سے یعنی حضرت مریم سے شادی کی تھی، اور شاید اُس نے یوسف کو متبنیٰ بھی کیا تھا، اور یوسف ھیلی کا بیٹا کہلاتا تھا، اور یہودیوں میں رواج تھا کہ نسب ناموں میں

وَلِاُحِلَّ لَكُمْ بَعْضَ الَّذِىْ حُرِّمَ عَلَيْكُمْ

صرف مردوں کا نام لکھتے تھے نہ عورتوں کا اس لیئے سینٹ لوک نے اُس نسب نامہ میں جو در حقیقت مریم کا ہے بجاے مریم کے یوسف کا نام لکھدیا ہے۔

اس بیان پر بعض عیسائی علما نے یہ اعتراض کیا ہے کہ یہہ نسب نامہ داؤد تک بذریعہ ناثان کے پہونچتا ہے اور حضرت مسیح کا بذریعہ سلیمان کے داؤد کی نسل میں ہونا چاہیئے اسکا جواب یہ دیا گیا ہے کہ یہہ کہیں نہیں لکھا ہے کہ حضرت عیسیٰ سلیمان کی اولاد میں ہونے والے تھے بلکہ صرف یہہ بیان ہوا ہے کہ وہ داؤد کے بیٹے اور لیشی کی نسل سے ہونگے اور سلیمان بطور ایک عمدہ نمونے حضرت مسیح کے بیان ہوئے ہیں۔

اگر یہہ بات فرض بھی کرلیجاے کہ اس پچھلے نسب نامے میں بجاے حضرت مریم کے یوسف کا نام لکھا گیا ہے، اور یہہ بھی فرض کرلیا جاوے کہ یوسف عیسیٰ کے متبنّیٰ اور داماد تھے، اور یہ بھی فرض کیا جاوے کہ حضرت عیسیٰ کا سلیمان کے ذریعہ سے داؤد کی اولاد میں ہونا کچھ ضرور نہ تھا، تو بھی اس بات کا جواب نہیں ہوسکتا کہ یہودی شریعت میں ماں کی طرف سے نسب نہ معتبر گنا جاتا تھا اور نہ بیان کیا جاتا تھا یہاں تک کہ عورتوں کا نام بھی نسب ناموں میں داخل نہ ہوتا تھا پس حضرت عیسیٰ مسیح کی نسبت جو پیشین گوئی تھی کہ وہ داؤد کی نسل میں سے ہونگے کسیطرح ماں کی طرف منسوب نہیں ہوسکتی، بلکہ موجب اُس پیشین گوئی کے ضرور ہے کہ حضرت عیسیٰ مسیح ایسے باپ کی اولاد ہوں جو داؤد کی نسل سے ہو۔

پادری رچارڈ واٹسن نے تفسیر انجیل لوک میں لکھا ہے کہ "یہہ عام یقین تھا کہ حضرت عیسیٰ یوسف کے بیٹے ہیں اور اُنکا معجزہ کے طور سے پیدا ہونا مشہور نہیں کیا گیا تھا بلکہ یوسف اور مریم کے دلوں ہی میں مخفی تھا، یہہ معلوم نہیں ہوتا کہ یہہ بات کب پہلے پہل ظاہر کیگئی چونکہ انجیل کے حالات میں اِس پر کچھ اشارہ نہیں پایا جاتا اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہہ بات حواریوں کو بھی ظاہر نہیں کی گئی تھی، اسلئے وہ اور نیز اَور بھی اُنکو یوسف اور مریم کا بیٹا سمجھتے تھے اور یہہ امر منجملہ اُن اُمور کے تھا جن کو مریم نے خدا کی ہدایت سے حضرت عیسیٰ کے مردوں سے جی اُٹھنے کے بعد تک اپنے دل میں چھپا رکھا اگر پیشتر سے یہہ بات مشہور ہوجاتی تو حضرت عیسیٰ کی تبلیغ رسالت کے بعد لوگ اکثر حضرت مریم کو تنگ

اور تمھارے لئے حلال کرتا ہوں وہ بعضی چیزیں جو تم پر حرام ہوئی تھیں،

کیا کرتے اور اہانت کی باتیں اُن سے پوچھا کرتے! اور جب کہ اسقدر اختلاف رائے عیسیٰ کی نسبت اُنکی دشمنی میں ہوتا تو مریم کو خطرہ پہنچنے کا اندیشہ تھا، کم سے کم یہہ ہوتا کہ وہ بہت دقت و تکلیف میں مبتلا ہو جاتیں - ان امور کے لحاظ سے ظن قوی ہوتا ہے کہ یہہ بات حضرت عیسیٰ کی زندگی بھر کسی کو معلوم نہیں ہوئی تھی، مگر سینٹ لوک کے اس فقرہ سے کہ "جیسا کہ وہ یوسف کا بیٹا خیال کیا جاتا تھا، یہہ ظاہر ہوتا ہے کہ بعد عروج مسیح یہہ امر منجملہ ان باتوں کے تھا جو پھیلے ہیں معلوم ہو گئیں تھیں، اور بغیر کسی شبہ کے وہ مان لیا گیا تھا، اور اسی وجہ سے یہ بات انجیل متی اور انجیل لوک میں داخل ہوئی ہے"

اس بات کو خود حواری حضرت عیسیٰ کے اور تمام عیسائی تسلیم کرتے ہیں کہ حضرت مریم کا خطبہ یوسف سے ہوا تھا، یہودیوں کے ہاں خطبہ کا یہہ دستور تھا جیسے کہ کٹو سیکلوپیڈیا میں لکھا ہے کہ شوہر اور زوجہ میں اقرار ہو جاتا تھا کہ اسقدر میعاد کے بعد شادی کرینگے - یہ اقرار یا تو ایک باقاعدہ تحریر یا معاہدہ کے ذریعہ سے گواہوں کی موجودگی میں ہوتا تھا جسطرح کہ ہم مسلمانوں کے ہاں نکاح کا خط لکھا جاتا ہے، یا بغیر تحریر کے اسطرح پر ہوتا تھا کہ مرد عورت کو گواہوں کے سامنے ایک ٹکڑا چاندی کا دیدیتا تھا اور یہہ لفظ کہتا تھا کہ یہہ چاندی کا ٹکڑا اُس امر کی کفالت میں قبول کر کہ اتنے دنوں بعد تو میری زوجہ ہو جاویگی -

یہہ معاہدے حقیقت میں عقد نکاح تھے صرف زوجہ کا گھر میں لانا باقی رہ جاتا تھا، اور وہ اُس میعاد پر ہوتا تھا جو اُس معاہدے میں قرار پاتی تھی - اسکی مثال بالکل ایسی ہے جیسی کہ مسلمانوں میں فاتحہ خیر ہوتی ہے جو درحقیقت ایک شرعی نکاح ہے لیکن زوجہ فی الفور گھر میں نہیں لائی جاتی - یا جیسے کہ اب بھی بعض دفعہ مسلمانوں میں نکاح یہ تحریر نکاح خط عمل میں آتا ہے اور زوجہ کا شوہر کے گھر بھیجنا کسی آیندہ وقت پر ملتوی رہتا ہے -

یہودیوں کے ہاں اس رسم کے ادا ہونیکے بعد مرد اور عورت باہم شوہر اور زوجہ ہو جاتے تھے اور بجز اسکے کہ زوجہ اپنے شوہر کے گھر رہنے کو اُس مدت کے بعد بھیجدی جاوے اور کوئی ایسی رسم جسپر جواز تزویج منحصر ہو عمل میں نہیں آتی تھی یہاں تک کہ اگر بعد اس رسم کے اور قبل رخصت کرنے کے اُن دونوں سے اولاد پیدا ہو تو وہ ناجائز اولاد تصور نہیں ہوتی تھی، بلکہ بے گناہ شرعی اولاد جائز تصور ہوتی تھی، شاید خلاف رسم بات ہونے سے معیوب گنی جاتی ہو گی اور دونوں کو ایک ساشرم اور خجالت کا باعث ہوتی ہو گی -

وَجِئْتُكُمْ بِآيَةٍ مِّن رَّبِّكُمْ فَاتَّقُوا اللَّهَ وَأَطِيعُونِ

امر مذکورہ کا ثبوت کیتھو سیکلوپیڈیا سے بھی ظاہر ہوتا ہے۔ اُنہیں لکھا ہے کہ جب یہہ معاہدہ شادی کا ہوتا تھا
میں ہو جاتا تھا تو زن و مرد ایک دوسرے کے دیکھنے کے مجاز ہوتے تھے جسکی اُنکو پہلے اجازت نہیں ہوتی
تھی۔ اُسی کتاب میں لکھا ہے کہ ایک نسبت شدہ باکرہ کے بطن سے خدا نے اپنے بیٹے کے پیدا
ہونے میں یہہ حکمتیں رکھی تھیں۔ اول یہہ کہ اُن پر غیر مشروع اولاد ہونیکا طعنہ عائد نہ ہو۔ دوم یہہ کہ
اُن کے والدین موافق یہودی شریعت کے سزا کے مستوجب نہوں۔ سوم یہہ کہ یوسف کے نسب
نامہ سے جنکی رشتہ دار مریم تھیں مریم کا نسب نامہ ظاہر ہو جاوے۔ چہارم یہہ کہ حضرت مسیح کا ایام طفولیت
میں کوئی مربی اور سرپرست ہو۔ ان تمام بیانات سے ثابت ہوتا ہے کہ یہودیوں میں اسطرح نسبت
کے بعد اولاد کا پیدا ہونا شرعاً ناجائز نہ تھا یہی وجہ ہے کہ یہودیوں نے نعوذ باللہ حضرت مریم پر جو
بہتان باندہا تھا وہ یوسف کے ساتھ نہیں باندہا تھا، بلکہ پنتھر اتالی کے ساتھ منسوب کیا تھا کیونکہ یوسف
اُنکے شرعی شوہر ہو چکے تھے۔ پس کوئی وجہ اس بات کے خیال کرنے کی نہیں ہے کہ یوسف
فی الواقع حضرت مسیح کے باپ نہ تھے۔ متی کی انجیل میں جو یہہ لکھا ہے کہ یوسف نے جب دیکھا کہ
حضرت مریم حاملہ ہیں تو اُنکے چھوڑ دینے کا ارادہ کیا، اگر یہہ بیان تسلیم کیا جاوے تو اُسکا سبب صرف
یہی ہو سکتا ہے کہ عام رسم کے برخلاف حاملہ ہو جانے سے یوسف کو رنج و خجالت ہوئی ہوگی جس کے
سبب سے ایسا خیال ہوا ہوگا، مگر چونکہ فی الحقیقت وہ پاک حمل تھا اور جو کچھ حضرت مریم کے پیٹ میں تھا وہ
روح القدس اور کلمۃ اللہ تھا یوسف نے خواہ خود ہی خواہ اپنی خواب کی تائید پر جسکا ذکر سینٹ متی کی انجیل
میں ہے وہ خیال چھوڑ دیا۔

اگرچہ ان چاروں مروج انجیلوں کے زمانہ تالیف میں نہایت اختلاف ہے مگر جو زمانہ کہ علمائے عیسائی نے قریب
صحت کے تسلیم کیا ہے اُسکی رو سے پایا جاتا ہے کہ متی کی انجیل حضرت عیسٰی کے بعد دوسرے یا تیسرے سال میں
اور لوک کی انجیل اکتیسویں یا بتیسویں سال میں اور یوحنا کی انجیل ترسٹھویں یا چونسٹھویں سال، اور مارک کی انجیل اسکے بھی بہت
دنوں بعد تحریر ہوئی تھی۔ مگر متی کی انجیل کی نسبت بخوبی ثابت ہو کہ وہ دراصل عبرانی میں لکھی گئی، اور موجودہ یونانی
انجیل اُسکا ترجمہ ہے جسکے مترجم کا نام اور زمانہ ترجمہ اب تک تحقیق نہیں ہوا پس متی کی موجودہ یونانی انجیل بھی قدیم نہیں ہے بلکہ

اور تمھارے پاس تمھارے پروردگار سے نشانی لایا ہوں پس اللہ سے ڈرو اور میرا کہا مانو۔

اخیر زمانہ کی لکھی ہوئی ہے۔

یہہ تمام انجیلیں اور حواریوں کے نامے اور اعمال حواریان انجیلوں کے اخیر میں شامل ہیں یونانی زبان میں لکھے گئے ہیں جس سے ثابت ہوتا ہے کہ یہہ کتابیں عیسائی مذہب کو اُن ملکوں میں رواج دینے کے لئے لکھی گئی تھیں جہاں یونانی زبان مروج تھی اور جہاں کے لوگ زیادہ تر یونانیوں کے سے خیالات رکھتے تھے یونانیوں میں ایک عام خیال تھا کہ نہایت مقدس اور بزرگ شخص کو خدا کا بیٹا کہتے تھے۔ ھرکیولیس۔ ڈیاس کوری۔ رامیولس۔ فیثاغورث۔ افلاطون۔ ان سب کو یونانی خدا کا بیٹا کہتے تھے۔ اور افلاطوں کے حمل کے قصہ کو مثل قصہ حمل حضرت عیسی بیان کرتے تھے غرضکہ جب حواریوں کو یونانی زبان کے ذریعہ سے دین عیسوی کا پھیلانا مدنظر ہوا تو حضرت عیسی کو ایسے بزرگ لقب سے ملقب کرنا پڑا ہوگا جو اُن لوگوں کے خیالات سے مناسب تھا جنکے لئے وہ انجیلیں لکھی گئی تھیں۔ اس لئے ہمارے نزدیک وہ انجیلیں حضرت عیسی کی ولادت کی نسبت اُن خاص خیالات کے ظاہر ہونیکا ذریعہ نہیں ہوسکتیں جو حضرت عیسی کے زمانہ میں اور ان انجیلوں کے تحریر ہونے سے پیشتر تھا۔ با ایں ہمہ ہم انہی انجیلوں میں متعدد جگہہ پاتے ہیں کہ یوسف کو حضرت مریم کا شوہر اور حضرت مسیح کو اُنکے باپ یوسف کا بیٹا تسلیم کیا ہے۔

انجیل متی باب ۱ درس ۱۶ میں لکھا ہے کہ یوسف مریم کا شوہر تھا بعض لوگ کہتے ہیں کہ متی کی انجیل میں حضرت عیسی کے نسب نامہ میں اَوروں کی نسبت یونانی لفظ "اجن نیسی" بیاے معروف استعمال ہوا ہے جس سے خاص باپ کا بیٹا ہونا پایا جاتا ہے اور حضرت عیسی کی نسبت یونانی لفظ "جنان" آیا ہے جس سے اُس ورس کے معنی یہہ ہوتے ہیں کہ "یعقوب سے پیدا ہوا یوسف شوہر مریم جس سے عیسی پیدا ہوا" مگر ولیطسطین نے یونانی زبان کی سند پر ثابت کیا ہے کہ "جنان" کا لفظ بھی ماں اور باپ دونوں سے پیدا ہونے پر بولا جاتا ہے۔ معہذا اس تغیر کا سبب وھی خیالات ہیں جو یونانیوں میں مذہب عیسوی پھیلانے کی بنا پر پیدا ہوئے تھے۔

لوک کی انجیل باب ۲۔ ورس ۳۳ کے موجودہ نسخوں میں یہہ لفظ ہیں "تب یوسف اور اُسکی ماں" مگر اس مقام پر بھی اُسی خیال سے تغیر کیا ہے ڈاکٹر گریسباخ کی صحیح اور مقابلہ کرکے چھاپی ہوئی انجیل مطبوعہ لیپسک ۱۸۰۵ء اور سنڈروف کی چھاپی ہوئی انجیل مطبوعہ ۱۸۴۹ء اور ردمن ولکٹ کے ترجمہ انگریزی میں یوسف کا نام نہیں ہے بلکہ اُس کا

اِنَّ اللّٰہَ رَبِّیْ وَرَبُّکُمْ فَاعْبُدُوْہُ

باپ اور اسکی ماں" لکھا ہے اور ٹروٹوپ نے یونانی انجیل کی شرح میں اسی کی تصحیح کی ہے جس سے یوسف کا پدر مسیح ہونا تسلیم ہوتا ہے۔

لوک کی انجیل کے اسی باب کے ۴۳ ورس میں بھی قدیم نسخے الکزنڈریانوس میں بھی "گونیس" کا لفظ ہے جسکے معنی والدین کے ہیں۔

لوک کی انجیل باب ۲ ورس ۴۸ میں حضرت مریم نے حضرت عیسٰی سے کہا کہ "دیکھ تیرا باپ اور میں غمگین ہو کر تجھے ڈھونڈھتے تھے"۔

لوک کی انجیل باب ۲ ورس ۲۷ و ۴۱ میں یوسف اور مریم کو حضرت عیسٰی کا ماں باپ لکھ کر تعبیر کیا ہے۔

متی کی انجیل باب ۱۳- ورس ۵۵ میں لکھا ہے کہ لوگوں نے حضرت عیسٰی کی نسبت کہا کہ "کیا یہہ بڑھئی کا بیٹا نہیں کیا اسکی ماں مریم نہیں کہلاتی"

اور انجیل یوحنا باب ۶ ورس ۴۲ میں ہے کہ لوگوں نے حضرت مسیح کی نسبت یہہ کہا کہ "کیا یہہ یسوع یوسف کا بیٹا جسکے ماں باپ کو ہم پہچانتے ہیں نہیں ہے"۔

انجیل یوحنا باب ۱ ورس ۴۵ میں لکھا ہے کہ "فلپ نے نتنئیل کو کہا کہ جسکا ذکر موسیٰ نے توریت میں اور نبیوں نے کیا ہے جسمنے اُسے پایا ہے وہ یوسف کا بیٹا یسوع ناصری ہے"۔

اعمال حواریین باب ۲ ورس ۳۰ میں پیترس حواری نے حضرت عیسٰی کے داؤد کی نسل میں ہونے کی نسبت کہا کہ "خدا نے اس سے (یعنی داؤد سے) قسم کر کے کہا کہ میں تیرے تخت پر بیٹھنے کیلئے جسم کے طور پر تیری کمر سے مسیح کو پیدا کرونگا"

سینٹ پال نے اپنے خط موسومہ رومیان باب ۱ ورس ۳ میں لکھا ہے کہ "وہ مسیح جسم کے حق میں داؤد کے تخم سے ہوا پر روح قدس کے حق میں جی اُٹھنے کی قوی دلیل سے خدا کا بیٹا ثابت ہوا"

اِن تمام سندوں سے ثابت ہے کہ حضرت مسیح کے زمانہ کے سب لوگ اور خود حواری بھی جانتے تھے اور یقین کرتے تھے کہ حضرت عیسٰی اپنے باپ یوسف کے تخم سے پیدا ہوئے ہیں نہ کہ بغیر باپ کے، مگر وہ حضرت مسیح کو خدا کا بیٹا روحانی اعتبار سے کہتے تھے اُسی خیال سے جس سے کہ یونانی اپنے ہاں کے بزرگوں کو خدا کا بیٹا کہتے تھے، اور اسبات کو نہایت صفائی سے سینٹ پال نے اپنے خط کی مذکورہ بالا آیت میں بیان کیا ہے۔ زمانہ کے

بیشک اللہ میرا پروردگار اور تمھارا پروردگار ہے پھر اُس کی عبادت کرو

گذرنے پر وہ خیال جس سے کہ حواریون نے حضرت عیسیٰ کو خدا کا بیٹا لکھا محو ہو گیا اور لوگ حضرت مسیح کو خدا کا بیٹا سمجھنے لگے اور اُسی کے ساتھ یہہ قرار دیا کہ وہ بے باپ کے پیدا ہوئے تھے اور اُنکی ضد سے یہودیوں نے یہہ کھنا شروع کیا کہ نعوذ باللہ وہ ناجائز طور پر پیدا ہوئے تھے۔ یہہ اتہام سلس نے جو تیسری صدی میں تھا کیا تھا اور ظاہر ہے وہ زمانہ ہے کہ جب عیسائیوں کو اسبات میں کہ حضرت عیسیٰ خدا کے بیٹے ہیں اور بن باپ کے پیدا ہوئے ہیں زیادہ تر غلو ہو گیا تھا۔

قرآن مجید نے اس بات میں کہ حضرت عیسیٰ بن باپ کے پیدا ہوئے تھے کچھ بحث نہیں کی۔ جب قرآن نازل ہوا اُسوقت دو فرقے مخالف موجود تھے ایک فرقہ نہایت نالائقی اور بدی سے یہہ کھتا تھا کہ حضرت مسیح بطور ناجائز مولود کے پیدا ہوئے ہیں۔ دوسرا فرقہ یہہ کھتا تھا کہ وہ خدا اور خدا کے بیٹے اور ثالث ثلاثہ ہیں۔ قرآن مجید نے ان دونوں فرقوں کے اعتقاد کو رد کر دیا اور حضرت مسیح کے مقدس اور روح پاک ہونے پر اور حضرت مریم کی عصمت و طہارت پر گواہی دی اور اس بات کو کہ وہ خدا یا خدا کے بیٹے اور ثالث ثلاثہ ہیں جھٹلا دیا اور بتلا دیا کہ وہ مثل اور انسانوں کے خدا کے بندے ہیں۔ قرآن مجید میں یہہ کھیں نہیں بیان ہوا کہ وہ بن باپ کے پیدا ہوئے تھے جہان تک کہ اشارہ ہے حضرت عیسیٰ کے روح القدس اور کلمۃ اللہ ہونیکا اور حضرت مریم کی عصمت و طہارت کا اشارہ ہے، جیسا کہ ہم آگے بیان کرتے ہیں ہمارا اعتقاد یہہ ہے کہ جو شخص حضرت مریم کی نسبت تہمت بدلگاوے وہ مسلمان نہیں ہے

سورہ آل عمران میں ہے کہ جب فرشتوں نے کھا اے مریم بے شک اللہ تجھکو خوشخبری دیتا ہے

اذ قالت الملائکة یا مریم ان الله یبشرك بکلمة منه اسمه المسیح عیسی ابن مریم وجیها فی الدنیا والاخرة ومن المقربین ویکلم الناس فی المهد وکهلا ومن الصلحین قالت رب انی یکون لی ولد ولم یمسسنی بشر قال کذلك الله یخلق ما یشاء اذا قضی امرا فانما یقول له کن فیکون (سورہ ال عمران)	ایک کلمہ کی اپنی طرف سے اُس کا نام (ہوگا) مسیح عیسیٰ مریم کا بیٹا وجیہت دار دنیا مین اور آخرت میں اور (خدا کے) مقربوں سے اور کلام کریگا لوگوں سے گھوارہ میں (یعنی بچپنے میں) اور بڑہاپے میں اور ہوگا نیکون میں سے۔ مریم نے کھا اے پروردگار کھاں سے ہوگا میرے بٹیا اور نہیں چھوا ہے مجھکو کسی آدمی نے خدا نے کھا یہی ہوتا اللہ پیدا کرتا ہے جو چاہتا ہے جب کہ کوئی کام کرنا ٹھیرا چکتا ہے تو اسکے سوا اور کچھ نہیں کہ اُسکو کہتا ہے کہ ہو پھر ہو جاتا ہے

هٰذَا صِرَاطٌ مُّسْتَقِيْمٌ ○

فارسلنا اليها روحنا فتمثل لها بشرا سويا قالت انى اعوذ بالرحمن منك ان كنت تقيا قال انما انا رسول ربك لاهب لك غلاما زكيا قالت انى يكون لى غلام ولم يمسسنى بشر ولم اك بغيا قال كذلك قال ربك هو على هين ولنجعله اية للناس ورحمة منا وكان امرا مقضيا۔ (سورہ مریم)	اور سورہ مریم میں ہے کہ پھر ہم نے بھیجا اُسکے (یعنی مریم کے) پاس اپنی روح کو پھر وہ بن گئی اُسکے لیے ٹھیک آدمی مریم نے کھا کہ بیشک میں تجھ سے خدا کی پناہ مانگتی ہون اگر تو خدا سے ڈرتا ہے اُسنے کھا کہ میں تو صرف تیرے خدا کا بھیجا ہوا ہوں تاکہ تجھکو پاکیزہ لڑکا دوں' مریم نے کہا کہ کہان سے ہوگا میرے لڑکا اور نہیں چھوا ہے مجھکو کسی آدمی نے اور نہ میں بدکار ہون۔ اُس نے کھا یہی ہوگا تیرے پروردگار نے کہا ہے کہ وہ مجھپر آسان ہے اور ہم اُسکو لوگوں کیلیے نشانی اور اپنی رحمت کرنا چاہتے ہیں اور تھی یہہ بات ٹھیر چکی۔

فرشتہ کا حضرت مریم کو بیٹا ہونے کی بشارت دینا اور اُن کا یہہ کہنا کہ مجھے مرد نے نہیں چھوا ہے سینٹ لوک کی انجیل میں بھی مذکور ہے۔ تمام یہودی یقین رکھتے تھے کہ اُن میں ایک مسیح پیدا ہونیوالا ہے جو یہودیوں کی بادشاہت کو پھر قایم کریگا اسلیے یہودی اور یہودی عورتیں بیٹا ہونے کی نہایت آرزو رکھتی تھیں اور دعائیں مانگتی تھیں اور عبادتیں کرتی تھیں کہ وہ شخص ہمارا ہی بیٹا ہو۔ ایسی حالتوں میں اُنکا اس قسم کی خوابوں کا دیکھنا یا ان بولنے والے کی آوازوں کا سننا یا تخیلہ میں کسی مجسم شے کا دکھلائی دینا ایسا امر ہے جو بمقتضاے فطرت انسانی واقع ہوتا ہے۔ بعض علماء کا یہہ قول ہے کہ اس سورۃ میں جو خطاب فرشتون کا حضرت مریم سے ہے وہ بطریق الہام اور روع فی النفث اور القاء فی القلب کے ہے۔ مگر مجھکو کچھ شبہ نہیں جیسے کہ سیاق کلام سے پایا جاتا ہے کہ امر بشارت جو اس سورۃ میں اور سورہ مریم میں بیان ہوا ہے وہ ایک ہی واقعہ ہے اور رویا میں واقع ہوا تھا' اور سینٹ متی کی انجیل سے بھی ایسا ہی مستنبط ہوتا ہے' کیونکہ بموجب اُس انجیل کے یوسف کو بھی اس حمل کی خبر خواب میں بذریعہ فرشتہ کے دی گئی تھی۔

بیٹا ہونے کی بشارت حضرت اسحق کو اور اُنکی بیوی کو اور حضرت زکریا کو بھی دی گئی تھی پس صرف بشارت سے تو بے باپ کے پیدا ہونا لازم نہیں آتا ہے' ہاں ان بشارتوں پر غور کرنا چاہیے کہ اُن میں کوئی ایسا لفظ تو نہیں ہے جس سے

یہی سیدھا رستہ ہے (۴۴)

بن باپ کے بیٹا پیدا ہونے کا اشارہ نکلے سو ایسا بھی کوئی لفظ ان بشارتوں میں نہیں ہے۔
سب سے زیادہ غور کے لائق لفظ" لم یمسسنی بشر ولم اک بغیا" ہے۔ بلاشبہہ یہہ دونوں کلمے نہایت صحیح ہیں، اور جس زمانہ میں بشارت ہوئی اُس زمانہ میں بلاشبہ حضرت مریم کو کسی مرد نے نہیں چھوا تھا بلکہ غالباً اُن کا خطبہ بھی یوسف کے ساتھ نہ ہوا تھا، مگر اِس سے یہہ لازم نہیں آتا کہ اُسکے بعد بھی یہہ امر واقع نہیں ہوا جسطرح کہ حضرت مریم کو اِس بشارت سے تعجب ہوا اُسی طرح حضرت اسحاق اور اُنکی بیوی اور حضرت زکریا کو بھی تعجب ہوا تھا، جب کہ وہ فرمانے لگیں، یاویلتیٰ االد وانا عجوز وھذا بعلی شیخاً ان ھذا لشئ عجیب" دوسری جگہہ فرمایا ہے" فاقبلت امرئتہ فی صرۃ فصکت وجھھا وقالت عجوز عقیم" اور حضرت زکریا نے فرمایا" انی یکون لی غلام وقد بلغنی الکبر وامرأتی عاقر" اور دوسری جگہہ فرمایا وکانت امرأتی عاقراً وقد بلغت من الکبر عتیا"۔ حضرت مریم کی حالت اولاد ہونے سے مایوسی کی نہ تھی، اور اسحاق واُنکی بیوی اور زکریا اور اُنکی بیوی کی حالت مایوسی کی قریب تھی مگر جب اُن دونوں سے بیٹے کا پیدا ہونا بغیر باپ کی تسلیم نہیں کیا گیا تو حضرت مریم کے تعجب سے جو صرف اُس وقت کی کیفیت پر تھا جب کہ بشارت ہوئی تھی نہ آیندہ کی ہونیوالی حالت پر کیونکر حضرت عیسیٰ کے بے باپ کے پیدا ہونے پر استدلال ہوسکتا ہے اور کیا عجب ہے کہ اِس خواب کے بعد ہی حضرت مریم کو اور اُنکے مربیوں کو حضرت مریم کی شادی کرنیکا خیال پیدا ہوا ہو جو آخر کار یوسف کی ساتھ عقد ہونے سے پورا ہوا۔

تعجب کے بعد فرشتہ نے حضرت مریم سے کہا" کذلک اللہ یخلق ما یشاء" اسیطرح حضرت زکریا سے کہا تھا کہ کذلک اللہ یفعل ما یشاء" حضرت مریم سے کہا" قال کذلک قال ربک ھو علیّ ھین" اسیطرح حضرت زکریا سے کہا کہ" قال کذلک قال ربک ھو علیّ ھین" لفظ" کن فیکون" جو سورہ آل عمران میں ہے وہ کسی امر کے ہونے پر بلا اسباب قدرتی وفطرتی کے دلالت نہیں کرتا کیونکہ ہر شے کے ہونے کو خدا اسیطرح فرماتا ہے" اذا اراد شیئا انما یقول لہ کن فیکون" پس ہر شے" کن" کے حکم سے ہمیشہ قانون قدرت اور قاعدہ فطرت کے مطابق ہوتی ہے۔ پس یہہ الفاظ کسیطرح اسبات پر کہ حضرت مسیح کی ولادت فی الفور بلا قاعدہ فطرت اور بغیر باپ کے ہوئی تھی دلالت نہیں کرتی۔

فَلَمَّآ اَحَسَّ عِیْسٰی مِنْهُمُ الْکُفْرَ قَالَ مَنْ اَنْصَارِیْٓ اِلَی اللّٰهِ

"آیۃ للناس" کے لفظ سے یہہ سمجھنا کہ حضرت مسیح کو بغیر باپ کے بطور ایک نشانی معجزہ کے پیدا کیا تھا محض بیجا ہے، اسلئے کہ بے باپ کے پیدا ہونا (اگر بالفرض ہوا بھی ہو) ایسا امر مخفی ہے جو کسیطرح "آیۃ للناس" نہین ہو سکتا۔ آیۃ کا لفظ قرآن مجید مین فرعون، اصحاب الکہف والرقیم، قوم نوح، نوح اور اصحاب سفینہ پر بھی اطلاق ہوا ہے۔ حضرت مریم بوجہ اپنی عبادت اور خدا پرستی اور نیکی کے اور حضرت عیسیٰ بہ سبب اس رحم دلی کے جو انجیل سے پائی جاتی ہے خدا کی عمدہ نشانی کے لقب کے مستحق تھے۔

"بکلمۃ منہ" کے الفاظ یا "کلمتہ القاھا الی مریم" کے الفاظ بھی کسیطرح بن باپ کے پیدا ہونے پر دلالت نہیں کرتے۔ خدا تعالیٰ نے قرآن مجید میں متعدد جگہہ لفظ "کلمہ" کو اپنی طرف منسوب کیا ہے۔ سورہ اعراف میں فرمایا ہے "وتمت کلمۃ ربک الحسنی علی بنی اسرائیل"۔ اور سورہ یونس میں فرمایا ہے "وکذلک حقت کلمۃ ربک علی الذین فسقوا"۔ اسیطرح اور بہت سی جگہہ آیا ہے۔ اور کلمۃ اللہ سے وہ امور محققہ مراد ہیں جو ہونے والے تھے۔ اور ہوئے اور ہونگے۔ حضرت مسیح کا حضرت مریم سے پیدا ہونا ایک امر محقق اور معین تھا، یا یوں کہو کہ موعود تھا۔ پس اُسی امر محقق یا موعود کو کلمہ کے لفظ سے تعبیر فرمایا ہے، اور جسطرح تمام قرآن میں کلمہ کو اپنی طرف منسوب کیا ہے اسیطرح اس مقام پر بھی کیا ہے۔ ان الفاظ سے بن باپ کے پیدا ہونے پر کچھہ بھی اشارہ نہیں نکلتا۔

سورۃ النساء میں جہان خدا تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ کی نسبت فرمایا ہے کہ "کلمتہ القاھا الی مریم" وہاں یہہ بھی فرمایا ہے "وروح منہ" اس لفظ سے بھی بن باپ کے پیدا ہونا نہیں ثابت ہوتا۔ تمام جانداروں کی نسبت کیا حیوان اور کیا انسان، "روح منہ" کا لفظ اطلاق کیا جا سکتا ہے۔ سوائے اسکے اور کسی معنی میں حضرت عیسیٰ کی نسبت اس لفظ کا اطلاق نہیں ہو سکتا، خصوصاً مسلمانون کے مذہب کے مطابق جو خدا کے یا خدا کی روح کے یا خدا کے کلمہ کے مجسم ہونیکے قائل نہیں ہیں، اور اُسکو "لم یلد ولم یولد" جانتے ہیں معہذا چند علماے مفسرین نے بھی جیسا کہ تفسیر کبیر میں لکھا ہے "روح منہ" سے قریباً قریباً ویسے ہی معنی مراد لئے ہیں جو ہمنے بیان کئے ہیں۔

اُس میں لکھا ہے کہ حضرت عیسیٰ لوگون کے لئے دینی زندگی کا سبب تھے اسلئے انکو روح سے تعبیر کیا ہے۔

پھر جب عیسیٰ نے انکا کفر معلوم کیا کہا کہ کون میری مدد اللہ کی طرف کرنے والے ہیں

خدا نے قرآن کی صفت میں فرمایا ہے "کذلک اوحینا الیک روحا من امرنا" اسیطرح حضرت عیسیٰ کو بھی روح کہا گیا ہے۔ اور روح کے لفظ سے انکی بزرگی بھی ظاہر ہوتی ہے، جیسے کہ کہتے ہیں کہ یہ تو خدا کی نعمت ہے، اور اُس سے صرف اُس نعمت کا بزرگ اور کامل ہونا مراد ہوتا ہے۔

اور یہ بھی لکھا ہے کہ روح سے رحمت مراد ہے۔ اس آیت کی تفسیر میں "وایدھم بروح منہ" کہا ہے ای برحمۃ منہ، اور چونکہ حضرت عیسیٰ خلق کیلئے رحمت تھے تو انکی نسبت روح منہ کا اطلاق کیا گیا ہے۔ سورہ مجادلہ میں تمام ایمان والوں کی نسبت کہا گیا ہے "اولئک کتب فی قلوبھم الایمان وایدھم بروح منہ" پھر حضرت عیسیٰ کی نسبت ایسے الفاظ کا استعمال کسی طرح اس بات کی طرف اشارہ نہیں کرتا کہ وہ بن باپ کے پیدا ہوئے تھے

سورہ مریم میں جو الفاظ وارد ہوئے ہیں اُن پر زیادہ زور دیا جاتا ہے اور سمجھا جاتا ہے کہ ان سے بن باپ کے پیدا ہونے کا اشارہ پایا جاتا ہے، مگر یہ بھی صحیح نہیں ہے۔ سورہ مریم میں حضرت مریم کے رویا کا واقعہ بیان ہوا ہے کہ اُنھوں نے انسانی صورت دیکھی جس نے کہا میں خدا کا بھیجا ہوا ہوں تاکہ تمکو بیٹا دوں، اسکے بعد جو کچھ بیان ہوا ہے اُسپر رفع تعقیب کی [illegible] کہ "فحملتہ فاجاءھا المخاض" مگر اس فے سے اتصال زمانی مستنبط نہیں ہوسکتا، جیسے کہ مثال سورہ [illegible] سے ظاہر ہے، کیونکہ اُنکے حاملہ ہونے اور دردزہ شروع ہونے میں اتصال زمانی نہ تھا۔ لوک کی انجیل میں بھی لکھا ہے کہ "جب مریم کے جننے کے دن پورے ہوئے وہ اپنا پھلوتا بیٹا جنی" تفسیر کبیر میں بھی مدت حمل نو مہینے یا آٹھ مہینے یا سات مہینے لکھے ہیں ابن عباس کی روایت نو مہینے کی ہے جو صحیح معلوم ہوتی ہے۔ غرضکہ اِس مقام پر جہاں فے آئی ہے اس سے ہر جگہ خواہ نخواہ اتصال زمانی مستنبط نہیں ہوسکتا ہے۔

اِس بات کے سمجھنے کے بعد آیات سورہ مریم پر غور کرنا چاہیے کہ جب حضرت مریم نے اپنے رویا میں انسان کو دیکھا تو اُنھوں نے کہا "انی اعوذ بالرحمٰن منک ان کنت تقیا" اُس نے کہا "انما انا رسول ربک لاھب لک غلاما زکیا" حضرت مریم نے کہا "انی یکون لی غلام ولم یمسسنی بشر ولم اک بغیا" اُس نے کہا "کذلک قال ربک ھو علی ھین ولنجعلہ ایۃ للناس ورحمۃ منا وکان امرا مقضیا" اس کے بعد ہی "فحملتہ"

قَالَ الْحَوَارِيُّونَ نَحْنُ أَنْصَارُ اللَّهِ آمَنَّا بِاللَّهِ وَاشْهَدْ بِأَنَّا مُسْلِمُونَ (۴۵)

پس اس حرف ف سے جو جملہ پر ہے یہہ لازم نہیں آتا کہ بمجرد اس گفتگو کے حضرت مریم حاملہ ہوگئیں تھیں، بلکہ پایا جاتا ہے کہ اس گفتگو کے کسی زمانہ ما بعد میں وہ حاملہ ہوئیں جسوقت کی یہہ گفتگو ہے بلاشبہ حضرت مریم کو کسی بشر نے نہیں چھوا تھا لیکن اُسکے بعد اُن کا خطبہ یوسف سے ہوا اور وہ حسب قانون فطرت انسانی اپنے شوہر یوسف سے حاملہ ہوئیں۔

اسی طرح "فاتت بہ قومہا تحملہ" کی ف کا حال ہے کہ وہ ولادت کے زمانہ سے متصل نہیں ہے، بلکہ امر مذکورہ ولادت کے بعد کسی زمانہ میں واقع ہوا ہے۔ تفسیر ابن عباس میں لکھا ہے کہ ولادت کے چالیس دن بعد یہہ واقعہ ہوا ہے، اور تفسیر کبیر میں لکھا ہے کہ یہہ واقعہ یعنی قوم کے پاس لانے کا اور حضرت عیسیٰ کے کلام کرنیکا حضرت عیسیٰ کی صغر سنی میں واقعہ ہوا تھا" اور ابو القاسم بلخی کا قول ہے کہ حضرت عیسیٰ جوان ہونے کے قریب تھے جب یہہ واقعہ ہوا تھا، چنانچہ تفسیر کبیر کی یہہ عبارت ہے "اختلف الناس فیه فالجمهور علی انه قال هذا الکلام حال صغره وقال ابو القاسم البلخی انه انما قال ذالك حین کان کالمراهق الذی یفهم وان لم یبلغ حد التکلیف" (تفسیر کبیر) غرض کہ علمائے مفسرین بھی تسلیم کرتے ہیں کہ تکلم حضرت عیسیٰ ولادت کے متصل نہ تھا۔

قرآن مجید سے صاف پایا جاتا ہے کہ یہہ واقعہ ایسے وقت میں واقع ہوا تھا جب حضرت عیسیٰ نبی ہو چکے تھے، کیونکہ آپ نے فرمایا ہے کہ "انی عبد الله اتانی الکتاب وجعلنی نبیاً" تاریخ پر اور انجیلوں پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت عیسیٰ کی بارہ برس کی عمر تھی (دیکھو انجیل لوک باب ۲) جب انھون نے بیت المقدس میں یہودی عالموں سے گفتگو کی، اسی بات پر یہودی عالم ناراض ہوئے اور انھون نے اگر حضرت مریم سے کہا کہ تیرے ماں باپ تو بڑے نیک تھے تو نے یہ کیسا عجیب یعنی بدمذہب لڑکا جنا ہے حضرت مریم نے خود اُسکا جواب نہین دیا اور حضرت عیسیٰ کو اُٹھا لائین، اُسوقت انھون نے فرمایا کہ "انی عبد الله اتانی الکتاب وجعلنی نبیا" اور ممکن ہے کہ یہہ واقعہ اُس کے بھی بعد ہوا ہو، یعنی جبکہ حضرت یحییٰ شہید ہو چکے تھے اور حضرت عیسیٰ نے یہودیوں کو سمجھانا اور انکی بدیوں کو وعظ

حواریوں نے کہا کہ ہم اللہ کے مددگار ہیں ایمان لائے ہیں اللہ پر اور تو گواہ رہ کہ ہم فرمانبردار ہیں (۴۵)

میں عمر لکھنا شروع کیا تھا۔

غرض کہ اسقدر تو جملہ علماء مفسرین تسلیم کرتے ہیں کہ یہہ واقعہ ولادت کے زمانہ کے متصل واقع نہیں ہوا تھا اُسکے بعد ہوا، کوئی مدت مابعد کے زمانہ کی چالیس دن اور کوئی قریب عمر مراہق یعنی بارہ برس کی قرار دیتا ہے اور ہم باستدلال قرآن مجید زمانہ نبوت قرار دیتے ہیں۔

قرآن مجید سے ثابت نہیں ہوتا کہ حضرت عیسی نے ایسی عمر میں جس میں حسب فطرت انسانی کوئی بچا کلام نہیں کرتا کلام کیا تھا۔ قرآن مجید کے یہہ لفظ ہیں "کیف نکلم من کان فی المھد صبیا" اس میں لفظ "کان" کا ہے جس کا مطلب یہہ ہے کہ ایک ایسے سے ہم کیونکر کلام کریں جو مہد میں تھا یعنی کم عمر لڑکا ہماری گفتگو کے لایق نہیں۔ یہہ اسیطرح کا محاورہ ہے جیسے کہ ہمارے محاورہ میں ایک بڑا شخص ایک کم عمر لڑکے کی نسبت کہے کہ ابھی ہونٹ پر سے تو اُس کے دودھ بھی نہیں سوکھا کیا یہہ ہمسے مباحثہ کے لایق ہے "کان" کا لفظ صاف دلالت کرتا ہے کہ اُسوقت وہ نہ مہد میں تھے نہ مہد کے لایق تھے اور اُسکے بعد کی آیت سے اس مراد کی اور بھی تائید ہوتی ہے۔ اور بالفرض حضرت عیسی نے اگر مہد میں کلام بھی کیا ہو تو اُس سے اُن کے بن باپ کے پیدا ہونے پر کیونکر استدلال ہو سکتا ہے۔

یہودیوں کے اِس قول سے بھی کہ "یا مریم لقد جئت شیئا فریا یا اخت ھارون ما کان ابوک امرء سوء وما کانت امک بغیا" حضرت عیسی کے بن باپ کے پیدا ہونے پر استدلال نہیں ہو سکتا۔ اسلئے کہ اُس زمانہ میں جب کہ یہودیوں نے حضرت مریم سے یہہ بات کہی کوئی بھی حضرت مریم پر بدکاری کی تہمت نہیں کرتا تھا، اور نہ اِس آیت میں اِس قسم کی تہمت کا اشارہ ہے "فری" کے معنی بدیع و عجیب کے ہیں۔ اس لفظ سے غالباً یہودیوں نے مراد لی ہوگی "شیئا عظیما منکرا" مگر اس سے یہہ بات کہ انھوں نے اُس وقت حضرت عیسی کی نسبت ناجائز مولود ہونے کی تہمت کی تھی لازم نہیں آتی بلکہ قرینہ اُسکے برخلاف ہے کیونکہ حضرت عیسی نے اُسکے جواب میں اُس تہمت سے بری ہونیکا کوئی لفظ بھی نہیں کہا، اگر اُس وقت یہودیوں کی مراد اُس سے تہمت بد نسبت حضرت مریم کے اور ناجائز مولود ہونے کی نسبت حضرت عیسی کے ہوتی تو ضرور حضرت عیسی اپنے جواب میں

رَبَّنَآ اٰمَنَّا بِمَآ اَنْزَلْتَ وَاتَّبَعْنَا الرَّسُوْلَ فَاكْتُبْنَا مَعَ الشّٰهِدِيْنَ (۴۶)

اپنی اور اپنی ماں کی بریت اُس تہمت سے ظاہر کرتے۔

صاف ظاہر ہے کہ حضرت عیسیٰ کی تلقین سے جو خلاف عقائد یہود تھی علماے یہود ناراض ہو کر حضرت مریم کے پاس آئے جس سے اُنکی غرض یہہ ہوگی کہ وہ حضرت عیسیٰ کو اُن باتوں سے باز رکھیں اور کہا کہ تیرا باپ اور تیری ماں تو بڑے نیک تھے تو نے یہہ کیسا عجیب بچا جنا ہے جو تمام عقائد کے برخلاف باتیں کرتا ہے، حضرت مریم نے کہا کہ اُسی سے ہی پوچھو اُس پر یہودیوں نے کہا کہ وہ کل کا بچا ہمارے مُنہہ لگنے کے لایق نہین، اُس پر حضرت مریم حضرت عیسیٰ کو اُٹھا لائیں اور اُنھوں نے کہا کہ میں خدا کا نبی ہوں - یہہ ایسا معاملہ ہے جو فطرت انسانی کے موافق واقع ہوا اور اب بھی واقع ہوتا ہے - شوخ و شریر لڑکے کی ماں سے اُسکی شکایت کی جاتی ہے جو شوخی کہ اُس نے کی ہو اُسکی نسبت اُسکی ماں کہتی ہے کہ اُسی سے پوچھو پس ان الفاظ سے جو قرآن مجید میں ہیں حضرت عیسیٰ کے بن باپ کے پیدا ہونے پر کسی طرح استدلال نہیں ہوسکتا - اُٹھا لانے کا لفظ اس مقام پر مجازاً بولا گیا ہے اِس سے خواہ نخواہ گود میں اُٹھا لانا لازم نہیں آتا -

سورہ انبیا میں حضرت مریم کی نسبت خدا نے فرمایا ہے "والتی احصنت فرجھا فنفخنا فیھا من روحنا وجعلنا ھا وابنھا آیۃ للعلمین" اس سے بھی حضرت عیسیٰ کا بن باپ کے پیدا ہونا ثابت نہیں ہوتا - اول تو کوئی مسلمان خدا کی روح کے مجسم ہونے پر اعتقاد نہیں کرسکتا "احصنت فرجھا" کے یہہ معنی نہیں کہ احصنت فرجھا من کل رجل، بلکہ یہہ معنی ہیں کہ احصنت فرجھا من غیر زوجھا - چنانچہ تفسیر کبیر میں لکھا ہے "احصنت اے عن الفواحش لانھا قذفت بالزنا" اِسکی نظیر خود قرآن میں موجود ہے، تفسیر کبیر میں لکھا ہے کہ حصان کے معنی عفیفہ عورت کے ہیں اور اُسکی مثال میں حضرت مریم کی نسبت جو لفظ "احصنت فرجھا" کا آیا ہے وہی لکھا ہے -

الحصان بالفتح المرءۃ العفیفۃ لمنعھا فرجھا من الفساد قال تعالی و مریم ابنت عمران التی احصنت فرجھا	پس صاف ظاہر ہے کہ اس لفظ سے حضرت مریم کا تہمت بد سے بری ہونا نکلتا ہے نہ حضرت عیسیٰ کا بن باپ کے پیدا ہونا - محصنات کے معنی عفاف کے

اے ہمارے پروردگار ہم ایمان لائے ہیں اُس پر جو تو نے اُتارا اور ہمنے پیروی کی رسول کی پھر ہمکو شاہدوں کے ساتھ لکھ لے (۴۶)

اور جگہہ بھی قرآن میں آئے ہیں جیسے کہ" محصنات غیر مسافحات" "محصنین غیر مسافحین" اور شوہر دار عورت کے بھی آئے ہیں جیسے کہ" والمحصنات من النساء" تفسیر کبیر میں لکھا ہے "یقال امرۃ محصنۃ اذا کانت ذات زوج" پس حضرت مریم کی نسبت احصنت کا لفظ زیادہ تر صاحب زوج ہونے پر دلالت کرتا ہے۔

نفخ روح حضرت عیسٰی میں کچھ دلیل اُن کے بن باپ ہونے کی نہیں ہوسکتی۔ تمام انسانوں کی نسبت خدا تعالٰی نے نفخ روح کہا ہے، جیسے کہ سورہ تنزیل میں فرمایا ہے" خلق الانسان من طین ثم جعل نسلہ من سلالۃ من ماء مھین ثم سواہ و نفخ فیہ من روحہ" پس جس طرح کہ اور تمام انسانوں میں اللہ اپنی روح نفخ کرتا ہے اسی طرح حضرت عیسٰی میں بھی کی تھی۔

سورہ آل عمران میں ہے" ان مثل عیسٰی عند اللہ کمثل ادم خلقہ من تراب ثم قال لہ کن فیکون" اس آیت سے بھی حضرت عیسٰی کا بن باپ کے پیدا ہونا ثابت نہیں ہوتا۔ مفسرین نے لکھا ہے کہ وفد نجران جب آنحضرت صلعم پاس آیا اور جو حضرت عیسٰی کے ابن اللہ ہونے پر یہہ دلیل لاتے تھے کہ وہ بن باپ سے کے پیدا ہوئے ہیں اس لئے خدا کے بیٹے ہیں اس دلیل کے رد کرنے کو یہہ آیت نازل ہوئی۔ اگر یہہ روایت صحیح مانی جاوے تو اِس سے یہہ لازم نہیں آتا کہ آنحضرت صلعم نے حضرت عیسٰی کا بن باپ کے پیدا ہونا تسلیم کر لیا ہو کیونکہ یہہ دلیل بطور دلیل الزامی کے ہے دلیل الزامی میں اس سے بحث نہیں ہوتی کہ جو مقدمہ مخالف نے قایم کیا ہے وہ صحیح ہے یا غلط، بلکہ اُس کے مقابلہ میں ایک اور مقدمہ مسلمہ پیش کیا جاتا ہے جس سے مخالف کی دلیل باطل ہوجاتی ہے۔ پس اس مقام پر دلیل الزامی اسطرح پر قایم ہوتی ہے کہ اگر بالفرض تم بوجہہ بن باپ کے پیدا ہونے کے حضرت عیسٰی کو خدا کا بیٹا مانتے ہو تو حضرت آدم کو جو بن ماں باپ کے پیدا ہوئے ہیں بدرجہ اولی خدا کا بیٹا ماننا چاہیئے، اور جب کہ تم حضرت آدم کو خدا کا بیٹا نہیں مانتے تو حضرت عیسٰی کو صرف بن باپ کے پیدا ہونے سے کیوں خدا کا بیٹا مانتے ہو۔

معہذا اگر لفظ مثل سے حضرت آدم اور حضرت عیسٰی میں مماثلت مراد ہے تو وہ مماثلت دونوں کی خلقت

وَمَكَرُوا وَمَكَرَ اللّٰهُ وَاللّٰهُ خَيْرُ الْمَاكِرِينَ ﴿۴۷﴾ إِذْ قَالَ اللّٰهُ يٰعِيسٰى إِنِّي مُتَوَفِّيكَ وَرَافِعُكَ إِلَيَّ وَمُطَهِّرُكَ مِنَ الَّذِينَ كَفَرُوا وَجَاعِلُ الَّذِينَ اتَّبَعُوكَ فَوْقَ الَّذِينَ كَفَرُوا إِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ

میں تو ہو نہیں سکتی کیونکہ حضرت آدم مٹی سے یا پانی سے پیدا ہوئے تھے اور وہ نہ نو مہینے کسی عورت کے پیٹ میں رہے اور نہ مثل ایسے انسانوں کے جو نطفہ سے پیدا ہوتے ہیں اُن کا حالت نطفہ سے جنین ہونے تک نشو و نما ہوا، برخلاف حضرت عیسیٰ کے پس حضرت عیسیٰ اور حضرت آدم کی پیدایش میں تو کسی طرح مماثلت نہیں ہو سکتی، اور اگر یہہ کہا جاوے کہ صرف باپ نہ ہونے میں مماثلت ہے تو یہہ بھی نہیں ہو سکتا، اسلئے کہ اول یہہ بات ثابت ہونی چاہیے کہ حضرت عیسیٰ بن باپ کے پیدا ہوئے تھے جب یہ بات ثابت ہو جاوے تو بن باپ پیدا ہونے میں مماثلت کا دعوی ہو سکتا ہے ؛ حالانکہ اُن کا بے باپ کے پیدا ہونا ابھی تک ثابت نہیں ہے۔ پس اگر مماثلت ہے تو یا تو نفخ روح میں ہے کہ حضرت آدم کی نسبت بھی کہا ہے کہ "نفخت فيه من روحي" اور حضرت عیسیٰ کی نسبت کہا ہے "فنفخنا فيه من روحنا" اور یا صرف مخلوق ہونے میں ہے کہ جسطرح آدم خدا کے بندے اور مخلوق تھے اسیطرح حضرت عیسیٰ بھی خدا کے بندے اور مخلوق ہیں، اور اسکی تائید قرآن مجید سے ہوتی ہے جہاں خدا نے فرمایا ہے " لن يستنكف المسيح ان يكون عبد الله" پس کوئی وجہ نہیں ہے کہ اِس آیت سے حضرت مسیح کے بن باپ ہونے پر استدلال کیا جاوے۔

بعضے لوگ کہتے ہیں کہ قرآن مجید میں ہر جگہہ حضرت عیسیٰ کو ابن مریم کہا گیا ہے اگر اُنکے کوئی باپ ہوتا تو اُنکی ابنیت باپ کی طرف منسوب کی جاتی نہ ماں کی طرف مگر یہہ دلیل نہایت بودی ہے کیونکہ جب قرآن نازل ہوا تو حضرت عیسیٰ یہود اور نصاری دونوں میں ابن مریم کے لقب سے مشہور تھے، وہی مشہور لقب اُن کا قرآن میں بھی بیان کیا گیا ہے اِس سے اُن کا بے باپ کے پیدا ہونا ثابت نہیں ہوتا۔

(۴۸) حضرت مسیح کے واقعات میں جیسے کہ آپ کی ولادت کا مسئلہ بحث طلب ہے، ویسا ھی آپ کی وفات کا مسئلہ بھی غور کے لایق ہے، یہودی یقین کرتے ہیں کہ اُنھوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو صلیب پر چڑھا کر قتل کر ڈالا

اور انھوں نے مکر کیا (یعنی اللہ کے ساتھ) اور اللہ نے مکر کیا (یعنی اُنکے ساتھ کہ وہ کفر کی گمراہی سے نہ نکلے) اور خدا سب مکر کرنیوالوں سے بہتر ہے (۴۷) جب خدا نے کہا اے عیسیٰ بیشک میں تجھکو مارنیوالا ہوں اور اپنے پاس اُٹھا لینے والا ہوں اور تجھکو پاک کرنے والا ہوں اُن لوگوں سے جو کافر ہوئے اور کرنیوالا ہوں اُن لوگوں کو جنھوں نے تیری تابعداری کی برتر اُن پر جو کافر ہوئے قیامت کے دن تک

عیسائی یقین رکھتے ہیں کہ یہودیوں نے انکو صلیب پر چڑھایا اور وہ صلیب ہی پر مر گئے پھر صلیب پر سے اُتار کر قبر میں دفن کیا پھر وہ جی اُٹھے۔ جمہور مسلمین کا یہ اعتقاد ہے کہ وہ صلیب پر چڑھائے بھی نہیں گئے۔ اصل بات یہہ ہے کہ یہودیوں نے حضرت عیسیٰ پر الحاد کا اور یہودی شریعت کے مسائل مقررہ سے پھر جانے کا الزام لگایا تھا۔ انجیل یوحنا کے ساتویں باب کی بارھویں آیت میں لکھا ہے کہ "لوگوں میں اُسکی (یعنی حضرت عیسیٰ کی) بابت بہت تکرار تھی بعضے کہتے تھے کہ وہ نیک ہے اور کتنے کہتے تھے کہ نہیں بلکہ وہ لوگوں کو گمراہ کرتا ہے" اور اُسی انجیل کے باب ۲۶ آیت ۶۵ میں لکھا ہے کہ "سردار امام نے اپنے کپڑے پھاڑ کر کہا کہ یہہ (یعنی حضرت عیسیٰ) کفر کہہ چکا ہے اب ہمکو اور گواہوں کی کیا درکار ہے دیکھو اب تمنے اُسکا کفر بکنا سُنا"

یہودی شریعت میں جیسے کہ توریت کی کتاب احبار باب ۲۴ ورس ۱۴ و کتاب استثنا باب ۱۳ سے پایا جاتا ہے ارتداد یا الحاد کی سزا سنگسار کرنا تھا۔ مگر اُس زمانہ میں رومیون کی سلطنت تھی اور وہ یہودی شریعت سے مرتد ہونیکے جرم میں کسیکو سنگسار نہیں کرتے تھے۔ اسلئے یہودیوں نے حضرت عیسیٰ پر بادشاہ وقت سے باغی ہونے کی تہمت لگائی اور پلاطس سے کہا کہ وہ اپنے تئیں یہودیوں کا بادشاہ کہتا ہے لوگوں کو ورغلاتا ہے اور قیصر کو خراج دینے سے منع کرتا ہے جرم بغاوت کی سزا صلیب پر چڑھا کر مار ڈالنا تھی اسلئے یہودیوں نے پلاطس سے جو وہاں کا حاکم تھا درخواست کی کہ وہ صلیب پر چڑھا دیا جاوے۔

واقعہ صلیب کے بعد مختلف فرقوں نے مختلف رائیں اُسکی نسبت قایم کیں یہودی اپنی شیخی سے یہ دعویٰ کرتے تھے کہ ہمنے حضرت عیسیٰ کو شریعت کے بموجب پہلے سنگسار کر کے قتل کر ڈالا اور پھر صلیب پر لٹکا دیا عیسائی سنگسار کر کے مار ڈالنا تو تسلیم نہیں کرتے جو در حقیقت غلط بھی ہے مگر صلیب پر چڑھا کر مار ڈالنا تسلیم کرتے ہیں او ر

* دیکھو انجیل متی باب ۲۶ ورس ۱۶ و باب ۲۷ ورس ۱۱ و ۲۰ – و انجیل لوک باب ۱۵ ورس ۲۲ و ۲۶ – باب ۲۳ ورس ۲ – انجیل یوحنا باب ۱۹ ورس ۱۲

ثُمَّ اِلَیَّ مَرْجِعُكُمْ فَاَحْكُمُ بَيْنَكُمْ فِيْمَا كُنْتُمْ فِيْهِ تَخْتَلِفُوْنَ ﴿۴۸﴾ فَاَمَّا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فَاُعَذِّبُهُمْ عَذَابًا شَدِيْدًا

دعویٰ کرتے ہیں کہ بعد اسکے حضرت عیسیٰ قبر میں دفن کیے گئے اور پھر مردوں میں سے جی اُٹھے اور حواریوں سے ملے اور پھر زندہ آسمان پر چلے گئے اور اپنے باپ یعنی خدا کے دائیں ہاتھ پر جا بیٹھے۔ بعض قدیم عیسائی فرقے جنکو حضرت عیسیٰ کا صلیب پر چڑھایا جانا نہایت ناگوار تھا حضرت عیسیٰ کے صلیب پر چڑھائے جانے سے قطعاً منکر تھے بعضے کہتے تھے کہ شمعون قرینی صلیب پر چڑھایا گیا اور بعض کہتے تھے کہ یہوداہ اسخریوطی شمعون وہ شخص ہے جو صلیب لیکر چلنے کو بیگار میں پکڑا گیا تھا اور یہوداہ وہ شخص ہے جسنے مخبری کر کے حضرت عیسیٰ کو پکڑوایا تھا۔

مسلمان مفسروں کی عادت ہے کہ پرانے قصوں میں بغیر تحقیقات اصلیت کے اور بلا غور کرنے کے مقصد قرآن مجید پر جہاں تک ہو سکتا ہے یہودیوں اور عیسائیوں کی روایتوں کو لے لیتے ہیں۔ انھوں نے پچھلی روایت کو زیادہ موذب سمجھا اور ظاہری الفاظ قرآن مجید کو اُسکے مناسب پایا اسلئے انھوں نے پچھلی روایت کو اختیار کیا اور قرآن مجید کے ایک لفظ کی بنا پر جسکو ہم آگے بیان کرینگے یہہ قرار دیا کہ شمعون یا یہوداہ کی صورت بدل کر بعینہٖ حضرت عیسیٰ کی سی صورت ہو گئی تھی اور یہودیوں نے اُسکو حضرت عیسیٰ جانکر صلیب پر چڑھا دیا تھا اور وہ زندہ آسمان پر چلے گئے تھے۔

ظاہر معلوم ہوتا ہے کہ حضرت عیسیٰ کے آسمان پر جانے میں مسلمانوں اور عیسائیوں کے اعتقاد میں چنداں تفاوت نہیں ہے کیونکہ دونوں حضرت عیسیٰ کے زندہ آسمان پر چلے جانے کا اعتقاد رکھتے ہیں مگر درحقیقت یہہ ایک مسئلہ ہے جو دونوں مذہبوں میں نہایت مختلف ہے۔ عیسائی مذہب میں حضرت عیسیٰ کے صلیب پر چڑھائے جانے اور صلیب ہی پر جان دینے کا اعتقاد رکن اعظم ایمان ہے کیونکہ اُن کے اعتقاد میں انسانوں کی نجات صرف حضرت عیسیٰ کے فدیہ ہونے یعنی صلیب پر جان دینے میں منحصر ہے۔ جو کوئی اس امر کا اعتقاد نہ کرے وہ موجودہ عیسائی مذہب کے مطابق عیسائی نہیں ہے اور نہ نجات کا مستحق ہے۔ پس مسلمانوں کا یہہ اعتقاد کہ حضرت عیسیٰ بغیر صلیب پر چڑھائے زندہ آسمان پر چلے گئے موجودہ عیسائی مذہب کے بالکل برخلاف ہے۔

پھر تمکو میرے پاس پھر آنا ہے تب تم مین فیصلہ کرونگا جس بات مین تم اختلاف کرتے تھے (۴۸) پھر جو لوگ کافر ہوئے اُن کو عذاب دونگا عذاب سخت۔

اس واقعہ پر بحث کرنے سے پہلے ہمکو مناسب ہے کہ صلیب دینے کی نسبت کچھ بیان کرین کہ وہ کیونکر دی جاتی تھی اور کسطرح اُس پر جان نکلتی تھی۔ جاننا چاہیئے کہ صلیب بطور چلیپا کے اس صورت کی ہوتی تھی۔ اُس پر چڑہانیکا طریق یہہ تھا کہ انسان کے دونون ہاتھ اُن لکڑیون پر جو یمین و یسار میں ہیں پھیلاتے تھے اور اُسکی ہتھیلیون کو اُن لکڑیون سے ملاکر آہنی کیلیں ٹھوک دیتے تھے تا جہان گول نشان ہے وہان ایک مضبوط لکڑی لگی ہوتی تھی جو دونون ٹانگون کے بیچ مین رہتی تھی اور انسان اُس پر ٹک جاتا تھا اس سے غرض یہہ تھی کہ انسان بدن کے بوجہ سے نیچے نہ کھسکے پہر دونون پاؤن کو اوپر تلے رکھے اور نیچے کی لمبی لکڑی پر رکھکر ایک لوہے کی میخ اسطرح ٹھوک دیتے تھے کہ دونون پاؤن کو توڑکر لکڑی مین نکل جاتی تھی۔ اور کبھی پاؤن مین میخ نہیں ٹھوکتے تھے بلکہ رسی سے خوب جکڑ کر باندہ دیتے تھے صلیب پر چڑہا دینے سے انسان مر نہین جاتا کیونکہ اُس کی صرف ہتہیلیان اور کبھی ہتھیلیان اور پاؤن زخمی ہوتے تھے اُسکے مرنیکا سبب یہہ ہوتا تھا کہ چار چار پانچ پانچ دن تک اُسکو صلیب پر لٹکائے رکھتے تھے اور ہاتھ پاؤن کے چھیدون اور بھوک اور پیاس اور دہوپ کا صدمہ اُٹھاتے اُٹھاتے کئی دن مین مرتا تھا۔ چنانچہ اسکی سند طیطلوس کی شہادت سے جو کتاب مطیری کان صفحہ ۱۱۱ مین اور ارنجیرس کی شہادت سے جو تفسیر انجیل متی مطبوعہ کوسیکارٹن صفحہ ۶۳ مین مندرج ہے اور ارلنسطریتان کی کتاب صفحہ ۲۹۰ سے جو حضرت مسیح کے حالات میں لکھی ہے اور یوسی بیس کی تاریخ کلیسا صفحہ ۲۹۱ سے بخوبی پائی جاتی ہے۔
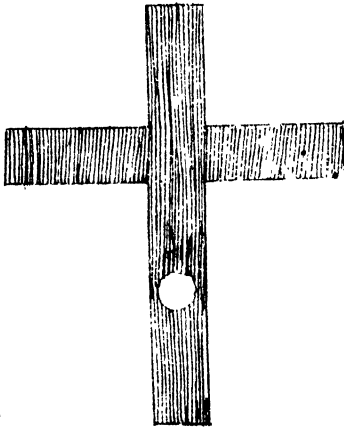
اب اسبات پر غور کرنی چاہیئے کہ حضرت عیسیٰ کو کسطرح صلیب پر چڑہایا تھا جس دن حضرت عیسیٰ صلیب پر چڑہائے گئے وہ جمعہ کا دن اور یہودیون کی عید فصح کا تھوارتھا اور دوپہر کا وقت تھا جب انکو صلیب پر چڑہایا گیا۔

فِى الدُّنيَا وَالاٰخِرَةِ وَمَا لَهُمْ مِّنْ نّٰصِرِيْنَ ﴿۴۹﴾

اس مین کچھ شبہ نہیں کہ اُنکی ہتیلیون مین کیلیں ٹھوکی گئین مگر یہہ امر مشتبہ ہے کہ پاؤن مین بھی کیلیں ٹھوکی گئین یا نہیں کیونکہ انجیل یوحنا میں صرف ہتیلیون کے چھید دیکھنے کا ذکر ہے اور لوک کی انجیل میں ہاتھ و پاؤن دونوں کا مگر اس اختلاف سے جو اصل امر ہے اُس مین کچھ اثر پیدا نہیں ہوتا۔

عید فسح کے دن کے ختم ہوئے پر یہودیون کا سبت شروع ہونے والا تھا اور یہودی مذہب کی رو سے ضرور تھا کہ مقتول یا مصلوب کی لاش قبل ختم ہونے دن کے یعنی قبل شروع ہونے سبت کے دفن کر دی جاوے مگر صلیب پر انسان اسقدر جلدی نہیں مر سکتا تھا اسلئے یہودیون نے درخواست کی کہ حضرت مسیح کی ٹانگیں توڑ دی جاویں تاکہ وہ فی الفور مر جاویں مگر حضرت عیسٰی کی ٹانگین توڑی نہیں گئیں اور لوگون نے جانا کہ وہ اتنی ہی دیر میں مر گئے۔ برچھی کا حضرت عیسٰی کے پہلو میں اُن کے زندہ یا مردہ ہونے کی شناخت کے لئے چبھونا صرف یوحنا کی انجیل مین ہے اور کسی انجیل میں نہیں ہے اور نہ اُس وقت جبکہ حضرت عیسٰی نے اپنے ہاتھوں کے چھید حواریون کو دکھلائے پسلی کے چھید کا دکھانا کسی انجیل میں لکھا ہے اس لئے برچھی کا چبھونا نہایت مشتبہ ہے علاوہ اگر وہ صحیح بھی ہو تو وہ بھی کوئی ایسا زخم جس سے فی الفور ہلاکت ہو متصور نہیں ہو سکتا جس طرح اُنکے ہاتھ پاؤن زخمی تھے اسیطرح پسلی کے نیچے بھی ایک زخم تسلیم کیا جاوے۔

جبکہ لوگوں نے غلطی سے جانا کہ حضرت عیسٰی درحقیقت مر گئے ہیں تو یوسف نے حاکم سے اُنکے دفن کر دینے کی درخواست کی وہ نہایت متعجب ہوا کہ ایسے جلد مر گئے اسقدر جلدی مر جانے کی خبر سے کچھ حاکم ہی کو تعجب نہین ہوا بلکہ عیسائی بھی اُسکو ناممکن سمجھتے تھے اور اسلئے تیسری صدی عیسوی میں جو عیسائی علما تھے اُنھوں نے حضرت عیسٰی کا اسقدر جلد صلیب پر مرنا آخرکار ایک معجزہ قرار دیا۔

غرضکہ یوسف کو دفن کرنیکی اجازت مل گئی اور حضرت عیسٰی صرف تین چار گھنٹے صلیب پر رہے۔ کسی کتاب سے نہین معلوم ہوتا کہ کوئی رسم تجہیز و تکفین کی حضرت عیسٰی کے ساتھ عمل میں آئی تھی بلکہ صرف یہ معلوم ہوتا ہے کہ یوسف نے اُنکو ایک لحد مین رکھا اور اُسپر ایک پتھر ڈھانک دیا۔ اسبات کا تصفیہ نہین ہو سکتا کہ یوسف نے یہ کام اسلئے کیا تھا تاکہ حضرت عیسٰی کے دشمن یقین کر لین کہ درحقیقت حضرت

دنیا میں اور آخرت میں اور کوئی اُن کا مدد کرنے والا نہ ہوگا (۴۹)

عیسی مر گئے اور وہ جانتا تھا کہ وہ مرے نہیں ہیں، یا آنکہ درحقیقت اُنکو مردہ سمجھکر اُسنے لحد میں رکھدیا
تھا بہر حال رات کو وہ اُس لحد میں نہ تھے اور اِس سے پہلی بات کی تائید ہوتی ہے۔ معلوم ہوتا ہے
کہ خود یہودیوں کو بھی شبہ تھا کہ وہ مر گئے ہیں یا نہیں اسلئے صبح کو یعنی بروز شنبہ اُنھوں نے حاکم
کی اجازت سے وہاں پہرہ متعین کردیا، مگر اب کیا فائدہ تھا جو کچھ ہونا تھا وہ اِس سے پہلے ہوچکا تھا۔

جب اس تمام واقعہ پر مورخانہ طور پر نظر ڈالی جاوے تو صاف ظاہر ہوتا ہے کہ حضرت عیسی صلیب
پر مرے نہ تھے بلکہ اُن پر ایسی حالت طاری ہوگئی تھی کہ لوگوں نے اُنکو مردہ سمجھا تھا۔ اس امر کی نظیرین
کہ صلیب پر سے لوگ زندہ اُترے ہیں تاریخ مین موجود ہین۔ ڈاکٹر کلارک نے متی کی انجیل کی تفسیر میں
لکھا ہے کہ ایسی کئی ایک مثالیں ہیں کہ شخص مصلوب کئی دن تک زندہ رہا ہے۔ ہیروڈوٹس رومی مورخ
نے لکھا ہے کہ سند وکیس دارا کے حکم سے صلیب پر چڑہایا گیا اور پھر اُسکے حکم سے اُتارا گیا وہ زندہ رہا اور
رہا کردیا گیا۔ یوسی فیس مورخ نے اپنے سوانح عمری مین لکھا ہے کہ ایک دفعہ طیطوس بادشاہ کے
حکم سے بہت سے قیدی صلیب پر چڑہائے گئے، اُن میں سے تین آدمی اُسکے ملاقاتی تھے اُسنے
بادشاہ سے اُنکی سفارش کی اور وہ صلیب پر سے اُتارے گئے اور اُن کا معالجہ کیا گیا، مگر اُن میں سے
دو آدمی مر گئے۔ اور ایک شخص اچھا ہوگیا۔ حضرت عیسی تین چار گھنٹے کے بعد صلیب پر سے اتار لیے گئے
تھے اور ہر طرح پر یقین ہوسکتا ہے کہ وہ زندہ تھے، رات کو وہ لحد میں سے نکال لئے گئے اور وہ مخفی اپنے
مریدوں کی حفاظت میں رہے، حواریوں نے اُنکو دیکھا اور ملے اور پھر کسی وقت اپنی موت سے
مر گئے۔ بلا شبہ اُن کو یہودیوں کی عداوت کے خوف سے نہایت مخفی طور پر کسی نامعلوم مقام
میں دفن کردیا ہوگا جو اب تک نامعلوم ہے، اور یہہ مشہور کیا ہوگا کہ وہ آسمان پر چلے گئے۔ حضرت
موسی کی وفات کے وقت بھی نہایت شبہ تھا کہ بنی اسرائل جو پہاڑوں اور جنگلوں مین پھرتے پھرتے
اور دشمنوں سے لڑتے لڑتے حضرت موسی کے ہاتھ سے نہایت تنگ ہوگئے تھے حضرت موسی کی لاش
کے ساتھ کیا کرینگے اسلئے اُنکو بھی ایک پہاڑ کی کھو میں ایسے نامعلوم مقام میں دفن کیا تھا کہ آج تک کسیکو
اُسکا پتہ معلوم نہین ہوا چنانچہ توریت کی پانچویں کتاب میں لکھا ہے کہ "پس موسی بندہ خداوند درانجا بزمین موآب

خَلَقَهٗ مِنْ تُرَابٍ ثُمَّ قَالَ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ ﴿۵۲﴾ اَلْحَقُّ مِنْ رَّبِّكَ فَلَا تَكُنْ مِّنَ الْمُمْتَرِيْنَ ﴿۵۳﴾ فَمَنْ حَآجَّكَ فِيْهِ مِنْ بَعْدِ مَا جَآءَكَ مِنَ الْعِلْمِ فَقُلْ تَعَالَوْا نَدْعُ اَبْنَآءَنَا

نہ یہ کہ اُنکے جسم کو اُٹھا لینے کا۔ تفسیر کبیر[1] میں بھی بعض علماء کا قول لکھا ہے کہ لفظ ''رفع'' کا تعظیماً اور تفخیماً بولا گیا ہے۔

جن علماء نے ''متوفیک'' کے معنی ''ممیتک'' کے قرار دیئے تھے اُنھوں نے قرآن مجید کے ٹھیک ٹھیک معنی سمجھے تھے اُن کا خیال تھا کہ یہودیوں نے حضرت عیسیٰ کو قتل نہیں کیا بلکہ وہ خود اپنی موت سے مرے مگر اُنھوں نے ''رافعک'' کے معنوں میں غلطی کی جو یہ خیال کیا کہ پھر زندہ ہو کر آسمان پر چلے گئے کیونکہ ''رافعک'' کے لفظ سے جیسا کہ ہمنے اوپر بیان کیا آسمان پر جانا لازم نہیں آتا تفسیر کبیر میں لکھا ہے کہ حضرت عیسیٰ پر موت طبعی طاری کرنے سے مقصود یہ تھا کہ اُنکے دشمن اُنکو قتل نہ کرسکیں۔ وہب کا یہ قول ہے کہ وہ تین گھنٹہ تک مردہ رہے اور محمد بن اسحاق کا قول ہے کہ سات گھنٹہ تک پھر زندہ ہوئے اور آسمان پر چلے گئے'' اور ربیع ابن انس کا قول ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آسمان پر اُٹھاتے وقت موت دی۔

متوفیک ای ممیتک وھو مروی عن ابن عباس ومحمد ابن اسحق قالوا والمقصود ان لا یصل اعداؤہ من الیھود الی قتلہ ثم انہ بعد ذلک اکرمہ بان رفعہ الی السماء ثم اختلفوا علی ثلاثۃ اوجہ احدھا قال وھب توفی ثلاث ساعات ثم رفع وثانیھا قال محمد ابن اسحاق توفی سبع ساعات ثم احیاہ اللہ ورفعہ الثالث قال الربیع بن انس انہ تعالی توفاہ حین رفعہ الی السماء قال تعالی اللہ یتوفی الانفس حین موتھا والتی لم تمت فی منامھا (تفسیر کبیر)

بہرحال ان اقوال سے اسقدر ثابت ہوا کہ بعض علماء اسبات کے قائل ہوئے ہیں کہ حضرت عیسیٰ کو موت طبعی طاری ہوئی'' اور بعض علماء نے رفع کے لفظ سے حضرت عیسیٰ کے جسم کا آسمان پر اُٹھا لینا مراد نہیں لیا، بلکہ اس سے اُنکی قدر و منزلت مراد لی ہے پس جب ان دونوں قولوں کو تسلیم کیا جاوے تو جو ہم بیان کرتے ہیں وہی پایا جاتا ہے کہ حضرت عیسیٰ کو یہودیوں نے نہ سنگسار کر کے قتل کیا نہ صلیب پر قتل کیا بلکہ وہ اپنی موت سے مرے اور خدا نے اُن کے درجہ اور مرتبہ کو مرتفع کیا۔

[1] قولہ رافعک الی ان المراد الی محل کرامتی وجعل ذلک رفعا الیہ للتفخیم والتعظیم ومثلہ قولہ انی ذاھب الی ربی وانما ذھب ابراھیم صلعم من العراق الی الشام وقد یقول السلطان ارفعوا ھذا الامر الی القاضی وقد یسمی الحجاج زوار اللہ ویسمی المجاورون جیران اللہ والمراد من کل ذلک التفخیم والتعظیم فکذا ھھنا۔

اُسکو پیدا کیا مٹی سے پھر اُسکو کہا کہ ہو پہر وہ ہوگیا (۵۲) یہہ ٹھیک بات ہے تیرے پروردگار سے پھر تو شک کرنیوالوں میں سے مت ہو (۵۳) پھر جو کوئی تجھ سے اس بات میں جھگڑا کریں (یعنی حضرت عیسٰی کو خدا کا بیٹا بتلاویں) بعد اسکے کہ تجھکو بخوبی علم آگیا ہے تو تو کہہ کہ بلاویں ہم اپنے بچوں کو۔

اِن آیتوں میں ایک اور لفظ بھی غور کے قابل ہے یعنی "مادمت فیھم" اِسکے صاف معنی ہیں کہ جبتک میں زندہ تھا، اور اِس کی سند خود قرآن مجید کی دوسری آیت میں موجود ہے جہاں فرمایا ہے "مادمت حیا" پس صاف ظاہر ہے کہ جو معنی "حیا" کے ہیں وہی معنی "فیھم" کے ہیں، اِسکے بعد ہے "فلما توفیتنی" تو اِس سے اور بھی ظاہر ہوتا ہے کہ اُس لفظ سے حیا ہی مراد تھی اور مطلب بالکل صاف ہو جاتا ہے کہ جب تک میں اُن میں تھا یعنی زندہ تھا تو میں اُس پر شاہد تھا، جب تو نے مجھے موت دی تو تو اُنکا نگہبان رہا۔ پس اِن دونوں آیتوں میں اس دنیا ہی میں حضرت عیسٰی کا زندہ رہنا اور اِس دنیا ہی میں اپنی موت سے مرنا بخوبی ظاہر ہوتا ہے۔

اب باقی رہی چوتھی آیت، مگر جب یہہ تحقیق ہوگیا کہ یہودی یہہ دعویٰ کرتے تھے کہ ہمنے حضرت عیسٰی کو سنگسار کر کے قتل کیا تھا، اور عیسائی یہہ یقین کرتے تھے کہ یہودیوں نے صلیب پر حضرت عیسٰی کو قتل کیا تھا، حالانکہ یہہ دونوں باتیں غلط تھیں، وہ سنگسار تو ہرگز نہیں ہوئے، صلیب پر البتہ لٹکائے گئے مگر صلیب پر مرے نہیں۔ اِن دونوں اعتقادوں کے رد کرنے کو خدا نے فرمایا کہ "ما قتلوہ وما صلبوہ"، پہلے "ما" نافیہ سے نفس قتل کا سلب ہوتا ہے اور دوسرے سے کمال صلیب کا کیونکہ صلیب پر چڑہانے کی تکمیل اُسی وقت تھی جب صلیب کے سبب موت واقع ہوتی حالانکہ صلیب پر موت واقع نہیں ہوئی "ولکن شبہ لھم" سے اور زیادہ تشریح اِس مطلب کی ہوتی ہے تشبیہ میں چار چیزیں ہوتی ہیں، ایک مشبہ، ایک مشبہ بہ، ایک وجہ تشبیہ، ایک مشبہ لہ۔ اِس آیت میں صرف دو چیزیں بیان ہوئی ہیں، ایک مشبہ جو حضرت عیسٰی علیہ السلام تھے۔ دوسری مشبہ لہم جو یہودی تھے۔ اور وجہ بے قتل حضرت مسیح تھے۔ مشبہ بہ قرآن میں مذکور نہیں ہے۔ علمای اسلام نے جب بعض عیسائی فرقوں کا یہہ قول پایا کہ شمعون یا یہودا صلیب پر چڑہایا گیا تھا اُنھوں نے جھٹ قرآن کے معنی بدل دئے، اور یہودا یا شمعون کو مشبہ بہ اور حضرت عیسٰی کو مشبہ، اور یہودا یا شمعون کی

وَاَبْنَآءَكُمْ وَنِسَآءَنَا وَنِسَآءَكُمْ وَاَنْفُسَنَا وَاَنْفُسَكُمْ ثُمَّ نَبْتَهِلْ فَنَجْعَلْ لَّعْنَتَ اللّٰهِ عَلَى الْكٰذِبِيْنَ ﴿۵۴﴾

تبدیل صورت کو وجہہ تشبیہہ قرار دیدیا، حالانکہ یہان صرف مشبہہ بہ محذوف ہے اور وہ "موتی" ہی اور وجہہ تشبیہ وہ حالت ہے جو حضرت عیسیٰ پر طاری ہوئی تھی جس کے سبب وہ مردہ تصور ہوتے تھے پس تقدیر آیت کی یہ ہے کہ "وماصلبوہ ولکن شبہ لھم بالموتی"۔ اسکی زیادہ تصریح اسی آیت کے اگلے لفظون سے ہوتی ہے جہان خدا نے فرمایا ہے کہ "جو لوگ اس مین اختلاف کرتے ہیں وہ شک میں ہیں اُن کو کچھ علم نہیں ہے بجز گمان کی پیروی کے" اور پھر اُسکے بعد تاکیداً اور یقیناً فرمایا کہ "انھون نے عیسیٰ کو قتل نہیں کیا" اور اس مقام پر صلیب کا کچھ ذکر نہیں کیا بلکہ صرف قتل کی نفی کی" اور اِس سے بخوبی ثابت ہوتا ہے کہ اوپر جو صلیب کی نفی کی تھی اُس سے نفی قتل بالصلیب مراد تھی نہ مطلق صلیب کی۔ ثم اماتہ اللہ باجل مسمی ورفعہ الیہ کما قال اللہ تعالیٰ بل رفعہ اللہ الیہ

انھی باتوں پر آنحضرت صلعم نے عیسائی عالموں سے مباہلہ چاہا جس سے ایک نہایت عمدہ طور پر فطرت انسانی ظاہر ہوتی ہے۔ تمام اہل مذاہب خواہ صحیح مذہب رکھتے رہون یا غلط دو قسم کے ہوتے ہیں جھلا اور علما۔ جھلا کا یقین مذہبی باتوں پر نہایت پختہ اور مستحکم ہوتا ہے" اور جو کچھ اُنھون نے سمجھا ہے یا سیکھا ہے اُسکے سواوہ اور کچھ نہیں جانتے" اور کوئی شبہہ اُنکے دل میں نہیں ہوتا" اُنکی مثال اندھے آدمی کی سی ہے کہ وہ اُس رستہ پر جو اُسکو کسینے بتلادیا ہے چلا جاتا ہے اور اُسکے ٹھیک ہونے پر یقین رکھتا ہے اور خود نھیں جانتا کہ درحقیقت یہہ راستہ اُسی جگہہ جاتا ہے جہان اُسکو جانا ہے یا نھیں۔ پھر اگر کسینے کھدیا کہ میان اندھے آگے گڑھا ہے یا دیوار ہے تو وہ بغیر کسی شک کے اُس پر یقین کرلیتا ہے اور ٹھیر جاتا ہے" پھر جسنے جو راہ بتائی اُسطرف ہولیا یہی جھلا ے اہل مذہب کا حال ہے جس مذہب میں وہ ہیں اُنکو اُس پر ذرا بھی شبہہ نہیں۔ مگر علما کا حال اُسکے برخلاف ہوتا ہے" گو وہ بھی مذہب کی پیروی کرتے ہیں اور جس مذہب میں وہ ہیں اُسکو سچ کہتے ہیں اور دل میں بھی اُسپر یقین رکھتے ہیں" مگر اُنکا دل شبہہ سے خالی نہیں ہوتا۔ وہ مذہب کے ہزارون مسئلوں کو سچ کہتے ہیں مگر اُنکی عقل اُنکو قبول نہیں کرتی" اُنکا علم

اور تمھارے بچون کو، اور اپنی عورتوں کو اور تمھاری عورتون کو، اور خود ہم بھی اور خود تم بھی (اُنمین ہون)، پھر سب عاجزی سے دعا کریں کہ جھوٹون پر خدا کی لعنت پڑے (۵۴)

اُنکے ویسے ہی ہونے پر اُنکی تصدیق نہیں کرتا، اور جب وہ اُس پر سچا یقین نہیں کر سکتے تو اپنے دلکو سمجھاتے ہیں کہ گو یہہ بات عقل سے اور سمجھ سے دور ہو مگر مذہب کی رو سے ہمکو یوں ہی ماننا اور اُس پر یقین کرنا ضرور ہے۔ پس درحقیقت اُن پر اُنکو سچا یقین نہیں ہوتا، دل میں ایک کانٹا کھٹکتا رہتا ہے اور جبکہ اُنکو حقیقی یقین نہیں ہوتا اُس پر یقین ٹھہلانا چاہتے ہیں۔ علمای عیسائی جو حضرت عیسیٰ کو خدا کا بیٹا کہتے تھے اور مرنے کے بعد جی اُٹھنے کا اعتقاد رکھتے تھے یہہ بھی ایسی ہی باتین تھین جنکو وہ مذہبًا مانتے تھے اور مذہبًا اُس پر اعتقاد رکھتے تھے، مگر سچائی سے دل نہین مانتا تھا۔ فطرت انسانی میں یہہ بات ہے کہ جو سچا شبہ اُسکے دل میں ہوتا ہے وہ دور کرنے سے دور نہیں ہوتا اور یقین ٹھہلانے سے یقین نہیں بیٹھتا، بلکہ وہ شبہ جب ہی دور ہوتا ہے جب حقیقتًا دور ہو جاوے اور یقین جب ہی آتا ہے جب کہ حقیقتًا یقین آجاوے۔ ایسی حالت میں کوئی شخص ایسی بات کرنے پر فطرتًا آمادہ نہیں ہو سکتا جو اُسکے دل میں کھٹکنے والے شبہہ کے برخلاف ہو۔ اسی لئے علمای عیسائی سے نہ جہلای عیسائی سے کہا گیا کہ اگر تم اُس پر سچا یقین رکھتے ہو تو مباہلہ کرو، اور ظاہر ہو گیا کہ وہی دل میں کھٹکنے والا شبہہ اُس پر آمادہ نہیں کر سکتا، اور ثابت ہو گیا کہ خود علمای عیسائی کو حضرت عیسیٰ کے ابن اللہ ہونے اور مر کے جی اُٹھنے پر سچا یقین نہیں تھا، اور میں کہہ سکتا ہوں کہ اب بھی بجز ایسے یقین کے جو مذہبًا ہوتا ہے سچا یقین نہیں ہے

ہم اہل اسلام کو بھی اِن باتوں سے بری نہیں سمجھتے۔ ہزاروں مسلمان اسوقت موجود ہیں جو بہت سی مسئلوں پر صرف اسوجہ سے یقین رکھتے ہیں کہ مذھبًا اُنپر یقین رکھنا چاہیئے مگر وہ دل میں کھٹکنے والا شبہہ اُنکے دل میں موجود ہے البتہ اسلام میں ایسے علما، و اہل اللہ بھی گذرے ہیں جنھوں نے درحقیقت مذہب اسلام پر غور و فکر کی ہے اور حقیقتًا تمام شبہات اُنکے دل سے دور ہوئے ہیں، اور حقیقتًا اُنکے دل میں یقین آیا ہے ایسی محققین کو ہمیشہ لوگوں نے کافر کہا ہے اور اب بھی کہتے ہیں، مگر کچھ شبہہ نہیں کہ خدا کے سامنے اُنکے کفر کے مقابلہ میں دوسروں کا ایمان بجو سے ہم نمی ارزد

إِنَّ هٰذَا لَهُوَ الْقَصَصُ الْحَقُّ وَمَا مِنْ إِلٰهٍ إِلَّا اللّٰهُ وَإِنَّ اللّٰهَ لَهُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ﴿۵۵﴾ فَإِنْ تَوَلَّوْا فَإِنَّ اللّٰهَ عَلِيمٌ بِالْمُفْسِدِينَ ﴿۵۶﴾

قُلْ يٰأَهْلَ الْكِتٰبِ تَعَالَوْا إِلٰى كَلِمَةٍ سَوَآءٍ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ أَلَّا نَعْبُدَ إِلَّا اللّٰهَ وَلَا نُشْرِكَ بِهٖ شَيْئًا وَّلَا يَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا أَرْبَابًا مِّنْ دُونِ اللّٰهِ فَإِنْ تَوَلَّوْا فَقُولُوا اشْهَدُوا بِأَنَّا مُسْلِمُونَ ﴿۵۷﴾

يٰأَهْلَ الْكِتٰبِ لِمَ تُحَآجُّونَ فِيٓ إِبْرٰهِيمَ وَمَآ أُنْزِلَتِ التَّوْرٰىةُ وَالْإِنْجِيلُ إِلَّا مِنْ بَعْدِهٖ أَفَلَا تَعْقِلُونَ ﴿۵۸﴾ هٰٓأَنْتُمْ هٰٓؤُلَآءِ حَاجَجْتُمْ فِيمَا لَكُمْ بِهٖ عِلْمٌ فَلِمَ تُحَآجُّونَ فِيمَا لَيْسَ لَكُمْ بِهٖ عِلْمٌ وَّاللّٰهُ يَعْلَمُ وَأَنْتُمْ لَا تَعْلَمُونَ ﴿۵۹﴾ مَا كَانَ إِبْرٰهِيمُ يَهُودِيًّا وَّلَا نَصْرَانِيًّا وَّلٰكِنْ كَانَ حَنِيفًا مُّسْلِمًا وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِينَ ﴿۶۰﴾ إِنَّ أَوْلَى النَّاسِ بِإِبْرٰهِيمَ لَلَّذِينَ اتَّبَعُوهُ وَهٰذَا النَّبِيُّ وَالَّذِينَ اٰمَنُوا وَاللّٰهُ وَلِيُّ الْمُؤْمِنِينَ ﴿۶۱﴾ وَدَّتْ طَّآئِفَةٌ مِّنْ أَهْلِ الْكِتٰبِ لَوْ يُضِلُّونَكُمْ وَمَا يُضِلُّونَ إِلَّآ أَنْفُسَهُمْ وَمَا يَشْعُرُونَ ﴿۶۲﴾

يٰٓأَهْلَ الْكِتٰبِ لِمَ تَكْفُرُونَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَأَنْتُمْ تَشْهَدُونَ ﴿۶۳﴾

اس میں کچھ شک نہیں کہ یہی وہ سچے قصے ہیں، اور نہیں کوئی خدا بجز اللہ کے، اور بیشک اللہ وہی زبردست ہے حکمت والا (۵۵) پھر اگر وہ (اسطرح کو سنا ڈالنے سے) پھر جاویں جب سے ثابت ہو جاویگا کہ جو بات وہ کہتے ہیں اُسکا اُنکو یقین نہیں، تو بے شک اللہ جانتا ہی مفسدون کو (۵۶) کہدے (اے پیغمبر) کہ اے اہل کتاب (یعنی اے عیسائیون) آؤ ایک بات پر جو ہم میں اور تم میں یکساں ہے کہ ہم کسی کی پرستش نہ کریں بجز خدا کے، اور ہم کسی چیز کو اُسکے ساتھ شریک نہ کریں اور نہ ٹھیراویں آپس میں ایک دوسرے کو (اپنا) رب خدا کے سوا، پھر اگر وہ (اس بات سے) پھر جاویں تو اُن سے کہدو کہ تم گواہ رہو کہ ہم مسلمان ہیں (۵۷) اے کتاب والوں تم کیوں جھگڑتے ہو ابراہیم پر، اور کیا توریت اور انجیل اُسکے بعد نہیں اوتری، کیا تم سمجھتے نہیں (۵۸) ہاں تم وہ لوگ ہو کہ تمنے ایسی بات میں جھگڑا کیا جسکو تم جانتے تھے (یعنی اُن باتوں پر جو توریت میں موجود تھیں) پھر کیوں جھگڑتے ہو ایسی بات پر جسکو نہیں جانتے (یعنی جو توریت میں بھی نہیں ہے) اور اللہ جانتا ہے اور تم نہیں جانتے (۵۹) ابراہیم نہ یہودی تھا اور نہ نصرانی ولیکن تھا خالص (ٹھیٹ) مسلمان، اور مشرکوں میں سے نہ تھا (۶۰) بلاشبہ لوگوں میں سب سے زیادہ دوست ابراہیم کے وہ لوگ ہیں جنھوں نے اُسکی پیروی کی، اور یہ نبی (یعنی محمد صلعم)، اور وہ لوگ جو ایمان لائے ہیں، اور اللہ دوست ہے ایمان والون کا (۶۱) چاہتا تھا ایک گروہ اہل کتاب کا کہ تمکو گمراہ کرے، اور وہ گمراہ نہیں کرتے مگر اپنے آپ کو، اور نہیں سمجھتے (۶۲) اے کتاب والو تم کیوں کفر کرتے ہو اللہ کی نشانیون کے ساتھ، اور تم جانتے ہو۔ (۶۳)

يٰۤاَهْلَ الْكِتٰبِ لِمَ تَلْبِسُوْنَ الْحَقَّ بِالْبَاطِلِ وَ تَكْتُمُوْنَ الْحَقَّ وَ اَنْتُمْ
تَعْلَمُوْنَ ﴿٦٤﴾ وَ قَالَتْ طَّآئِفَةٌ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ اٰمِنُوْا بِالَّذِيْۤ
اُنْزِلَ عَلَى الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَجْهَ النَّهَارِ وَ اكْفُرُوْۤا اٰخِرَهٗ لَعَلَّهُمْ
يَرْجِعُوْنَ ﴿٦٥﴾ وَ لَا تُؤْمِنُوْۤا اِلَّا لِمَنْ تَبِعَ دِيْنَكُمْ قُلْ اِنَّ الْهُدٰى
هُدَى اللّٰهِ اَنْ يُّؤْتٰۤى اَحَدٌ مِّثْلَ مَاۤ اُوْتِيْتُمْ اَوْ يُحَآجُّوْكُمْ عِنْدَ رَبِّكُمْ
قُلْ اِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ وَ اللّٰهُ وَاسِعٌ
عَلِيْمٌ ﴿٦٦﴾ يَّخْتَصُّ بِرَحْمَتِهٖ مَنْ يَّشَآءُ وَ اللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ
الْعَظِيْمِ ﴿٦٧﴾ وَ مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ مَنْ اِنْ تَاْمَنْهُ بِقِنْطَارٍ
يُّؤَدِّهٖۤ اِلَيْكَ وَ مِنْهُمْ مَّنْ اِنْ تَاْمَنْهُ بِدِيْنَارٍ لَّا يُؤَدِّهٖۤ اِلَيْكَ اِلَّا
مَا دُمْتَ عَلَيْهِ قَآئِمًا ﴿٦٨﴾ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَالُوْا لَيْسَ عَلَيْنَا فِي
الْاُمِّيّٖنَ سَبِيْلٌ وَ يَقُوْلُوْنَ عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ وَ هُمْ يَعْلَمُوْنَ ﴿٦٩﴾
بَلٰى مَنْ اَوْفٰى بِعَهْدِهٖ وَ اتَّقٰى فَاِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُتَّقِيْنَ ﴿٧٠﴾ اِنَّ
الَّذِيْنَ يَشْتَرُوْنَ بِعَهْدِ اللّٰهِ وَ اَيْمَانِهِمْ ثَمَنًا قَلِيْلًا اُولٰٓئِكَ لَا
خَلَاقَ لَهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ وَ لَا يُكَلِّمُهُمُ اللّٰهُ وَ لَا يَنْظُرُ اِلَيْهِمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ

اے کتاب والو تم کیوں ملا دیتے ہو سچ میں جھوٹ اور کیوں چھپاتے ہو سچ بات کو اور تم
جانتے ہو ۶۴ اہل کتاب میں سے ایک گروہ نے (آپسمیں) کہا کہ اِن لوگوں پر (یعنی مسلمانوں
پر) جو اترا ہے اُس پر ایمان لے آؤ دن چڑھتے ایمان لاؤ اور دن اُترتے انکار کرو شاید وہ بھی
(یعنی جو مسلمان ہو گئے ہیں) پھر جاویں ۶۵ اور (دل میں) ایمان نہ لاؤ مگر اُسی پر جو تمھاری
دین کی پیروی کرے کہدے (اے پیغمبر) کہ ہدایت اللہ کی ہدایت ہے کہ دیا جا سکتا ہے
ہر کوئی ایسی ہی جیسی تم کو دی گئی ہے (یعنی جسطرح شریعت موسوی دی گئی ہے اسیطرح
شریعت محمدی دی گئی ہے) یا تم سے تمھارے پروردگار کے پاس (اس بات پر کہ موسیٰ
کو شریعت کیوں دی گئی) جھگڑا کرینگے (پھر تم محمد صلعم کو شریعت ملنے پر کیوں جھگڑتے ہو)
کہدے (اے پیغمبر) بیشک فضل اللہ کے ہاتھ میں ہے دیتا ہے جسکو چاہتا ہے
اور اللہ وسیع نعمت والا ہے جاننے والا ۶۶ مخصوص کرتا ہے اپنی رحمت سے
جسکو چاہتا ہے اور اللہ بڑے فضل والا ہے ۶۷ اور اہل کتاب میں سے بعضا ایسا
ہے کہ اگر تو اُسکے پاس سونے کا ڈھیر امانت رکھدے تو تجھکو پھر دیدے اور اُن میں سے بعضا
ایسا ہے اگر تو اُسکے پاس ایک دینار امانت رکھدے تو تجھکو پھر نہ دے جب تک کہ تو اُسکے
(سر) پر کھڑا نہ رہے ۶۸ یہ بات اس لئے ہے کہ اُنھوں نے کہا کہ جاہلوں کو ہم پر (دعویٰ
کرنے کی) کوئی راہ نہیں اور جھوٹ بولتے ہیں اللہ پر اور وہ جانتے ہیں ۶۹ (بات یوں
نہیں ہے) بلکہ جو کوئی پورا کرے اپنا اقرار اور پرہیزگاری کرے تو بے شک اللہ دوست
رکھتا ہے پرہیزگاروں کو ۷۰ اس میں کچھ شک نہیں کہ جو لوگ اللہ کے عہد اور ا
کو تھوڑی سی قیمت کے بدلے بیچتے ہیں وہ وہی لوگ ہیں جنکے لئے آخرت میں کچھ حصہ
اور قیامت کے دن نہ اُنسے اللہ بات کریگا اور نہ اونکی طرف نگاہ کریگا

وَلَا يُزَكِّيهِمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيمٌ ﴿۷۷﴾ وَاِنَّ مِنْهُمْ لَفَرِيقًا يَّلْوٗنَ

اَلْسِنَتَهُمْ بِالْكِتٰبِ لِتَحْسَبُوْهُ مِنَ الْكِتٰبِ وَمَا هُوَ مِنَ الْكِتٰبِ وَ

يَقُوْلُوْنَ هُوَ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ وَمَا هُوَ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ وَيَقُوْلُوْنَ عَلَى

اللّٰهِ الْكَذِبَ وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ ﴿۷۸﴾ مَا كَانَ لِبَشَرٍ اَنْ يُّؤْتِيَهُ اللّٰهُ

الْكِتٰبَ وَالْحُكْمَ وَالنُّبُوَّةَ ثُمَّ يَقُوْلَ لِلنَّاسِ كُوْنُوْا عِبَادًا لِّيْ مِنْ

دُوْنِ اللّٰهِ وَلٰكِنْ كُوْنُوْا رَبّٰنِيّٖنَ بِمَا كُنْتُمْ تُعَلِّمُوْنَ الْكِتٰبَ وَبِمَا

كُنْتُمْ تَدْرُسُوْنَ ﴿۷۹﴾ وَلَا يَاْمُرَكُمْ اَنْ تَتَّخِذُوا الْمَلٰٓئِكَةَ وَالنَّبِيّٖنَ

اَرْبَابًا اَيَاْمُرُكُمْ بِالْكُفْرِ بَعْدَ اِذْ اَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ ﴿۸۰﴾ وَاِذْ اَخَذَ اللّٰهُ

مِيْثَاقَ النَّبِيّٖنَ لَمَآ اٰتَيْتُكُمْ مِّنْ كِتٰبٍ وَّحِكْمَةٍ ثُمَّ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ

مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهٖ وَلَتَنْصُرُنَّهٗ قَالَ ءَاَقْرَرْتُمْ

وَاَخَذْتُمْ عَلٰى ذٰلِكُمْ اِصْرِيْ قَالُوْٓا اَقْرَرْنَا قَالَ فَاشْهَدُوْا

وَاَنَا مَعَكُمْ مِّنَ الشّٰهِدِيْنَ ﴿۸۱﴾ فَمَنْ تَوَلّٰى بَعْدَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ

هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ﴿۸۲﴾ اَفَغَيْرَ دِيْنِ اللّٰهِ يَبْغُوْنَ وَلَهٗٓ اَسْلَمَ مَنْ

فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ طَوْعًا وَّكَرْهًا وَّاِلَيْهِ يُرْجَعُوْنَ ﴿۸۳﴾

اور نہ اُنکو پاک کریگا، اور اُنکے سلئے دکھ دینے والا عذاب ہے (۷۱) اور بے شبہ اُنہی میں سے وہ لوگ ہیں جو کتاب (یعنی توریت) پڑہنے میں اپنی زبانون کو پلٹ دیتے ہیں تاکہ تم جانو کہ وہ (پلٹا ہوا لفظ بھی) کتاب (یعنی توریت) میں سے ہے اور وہ کتاب میں سے نہیں ہے اور کہتے ہیں کہ وہ بھی اللہ کے پاس سے (نازل ہوا) ہے، اور وہ اللہ کے پاس سے نہیں (نازل ہوا) ہے اور جھوٹ بولتے ہیں اللہ پر اور وہ جانتے ہیں (۷۲) کوئی انسان نہیں کرسکتا کہ خدا تو اُسکو کتاب اور حکمت اور نبوت دے پھر وہ لوگوں سے کہے کہ تم میرے بندے ہو جاؤ سوائے خدا کے، مگر (یہہ کہیگا کہ) ہو جاؤ اللہ والے کتاب (اللہ) کے سکھانے سے اور (کتاب اللہ کے) پڑہتے رہنے سے † (۷۳) اور تم کو یہہ نہ کہیگا کہ تم ٹھیراؤ فرشتونکو اور نبیون کو پروردگار کیا وہ تم کو کفر کرنے کو کہیگا بعد اِسکے کہ تم مسلمان ہو گئے (۷۴) اور جبکہ اللہ نے نبیون سے پکا عہد لیا ‡ جسوقت کہ میں نے (یعنی اللہ نے) تمکو (یعنی نبیون کو) کتاب و حکمت دی - پھر (اے اہل کتاب) تمھارے پاس رسول آیا سچ بتاتا ہوا اُس کو جو تمھارے پاس ہے تو چاہیئے کہ تم اُس پر ایمان لاؤ اور چاہیئے کہ اُسکی مدد کرو - خدا نے (نبیون سے) کہا کہ کیا تمنے اقرار کیا اور تمنے اُس بات پر میرے عہد کا بوجھ اُٹھا لیا بولے کہ ہم نے اقرار کیا (خدا نے) کہا کہ تم شاہد رہو اور میں بھی تمھارے ساتھ شاہدونمیں ہوں (۷۵) پھر جو کوئی اُس سے پھر جاوے تو وہی لوگ فاسق ہیں (۷۶) پھر کیا خدا کی دین کے سوا کوئی (دوسرا دین) چاہتے ہیں اور اُسی کی فرمانبرداری کرتے ہیں جو آسمانون میں ہیں اور زمین میں چار یا ناچار اور اُسی کے پاس پھر جاوینگے (۷۷)

† ما بمعنی المصدر مع الفعل والتقدیر کو نوا ربانیین بسبب کونکم عالمین و معلمین و بسبب دراستکم الکتب (تفسیر کبیر) -

‡ لما اتیتکم یقول حین اعطیتکم (تفسیر ابن عباس)

قُلْ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَمَآ اُنْزِلَ عَلَيْنَا وَمَآ اُنْزِلَ عَلٰٓى اِبْرٰهِيْمَ وَاِسْمٰعِيْلَ
وَاِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ وَالْاَسْبَاطِ وَمَآ اُوْتِيَ مُوْسٰى وَعِيْسٰى
وَالنَّبِيُّوْنَ مِنْ رَّبِّهِمْ لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْهُمْ وَنَحْنُ
لَهٗ مُسْلِمُوْنَ ﴿۷۸﴾ وَمَنْ يَّبْتَغِ غَيْرَ الْاِسْلَامِ دِيْنًا فَلَنْ
يُّقْبَلَ مِنْهُ وَهُوَ فِي الْاٰخِرَةِ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ﴿۷۹﴾ كَيْفَ
يَهْدِي اللّٰهُ قَوْمًا كَفَرُوْا بَعْدَ اِيْمَانِهِمْ وَشَهِدُوْٓا اَنَّ
الرَّسُوْلَ حَقٌّ وَّجَآءَهُمُ الْبَيِّنٰتُ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۸۰﴾
اُولٰٓئِكَ جَزَآؤُهُمْ اَنَّ عَلَيْهِمْ لَعْنَةَ اللّٰهِ وَالْمَلٰٓئِكَةِ وَالنَّاسِ
اَجْمَعِيْنَ ﴿۸۱﴾ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا لَا يُخَفَّفُ عَنْهُمُ الْعَذَابُ وَلَا
هُمْ يُنْظَرُوْنَ ﴿۸۲﴾ اِلَّا الَّذِيْنَ تَابُوْا مِنْ بَعْدِ ذٰلِكَ وَاَصْلَحُوْا فَاِنَّ
اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۸۳﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بَعْدَ اِيْمَانِهِمْ ثُمَّ
ازْدَادُوْا كُفْرًا لَّنْ تُقْبَلَ تَوْبَتُهُمْ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الضَّآلُّوْنَ ﴿۸۴﴾
اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَمَاتُوْا وَهُمْ كُفَّارٌ فَلَنْ يُّقْبَلَ مِنْ اَحَدِهِمْ
مِّلْءُ الْاَرْضِ ذَهَبًا وَّلَوِ افْتَدٰى بِهٖ اُولٰٓئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ

کہدے (اے پیغمبر) کہ ہم اللہ پر ایمان لائے اور اُس پر جو ہم پر اُتارا گیا اور اُس پر جو ابراہیم اور اسمٰعیل اور اسحاق اور یعقوب اور اُس کے پوتون پر اُتارا گیا اور اُس پر جو موسیٰ اور عیسیٰ اور تمام نبیون کو اُن کے پروردگار کے پاس سے دیا گیا ہم فرق نہیں کرتے کسی میں اُن میں سے اور ہم اُسی کے فرمانبردار ہیں (۷۸) اور جو شخص سوائے اسلام کے دوسرا دین چاہے تو ہرگز اُس سے قبول نہ کیا جاوے گا اور وہ قیامت میں ٹوٹے والون میں ہوگا (۷۹) کیونکر اللہ ہدایت کرے ایسی قوم کو کہ کافر ہوگئی اپنے ایمان لانیکے بعد اور گواہی دی کہ بیشک رسول برحق ہے اور اُن کے پاس صریح نشانیان بھی آچکین اور اللہ ہدایت نہیں کرتا ظالم لوگون کو (۸۰) وہی ہیں جنکی سزا یہہ ہے کہ اُن پر ہے لعنت اللہ کی اور فرشتون کی اور آدمیون کی سب کی (۸۱) ہمیشہ اُسی میں رہینگے اُن سے عذاب کی تخفیف نہ ہوگی اور نہ اُنکو مہلت دی جاوے گی (۸۲) مگر جنھون نے اُسکے بعد توبہ کی اور نیکی کی تو بیشک اللہ بخشنے والا ہے مہربان (۸۳) بے شک جو کافر ہوئے اپنے ایمان کے بعد پھر زیادتی کی کفر میں ہرگز قبول نہ کی جاویگی اُنکی توبہ اور وہی ہیں گمراہ (۸۴) بے شک جو کافر ہوئے اور کفر ہی میں مر گئے تو نہ قبول ہوگا اُن میں سے ایک کا بھی زمین بھر کر سونا اگر وہ اُس کو بدلے میں دے اُنھی لوگون کے لئے عذاب

اَلِيْمٌ وَّمَا لَهُمْ مِّنْ نّٰصِرِيْنَ ﴿۸۵﴾ لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰى تُنْفِقُوْا مِمَّا
تُحِبُّوْنَ وَمَا تُنْفِقُوْا مِنْ شَيْءٍ فَاِنَّ اللّٰهَ بِهٖ عَلِيْمٌ ﴿۸۶﴾ كُلُّ الطَّعَامِ
كَانَ حِلًّا لِّبَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ اِلَّا مَا حَرَّمَ اِسْرَآءِيْلُ عَلٰى نَفْسِهٖ مِنْ
قَبْلِ اَنْ تُنَزَّلَ التَّوْرٰىةُ قُلْ فَاْتُوْا بِالتَّوْرٰىةِ فَاتْلُوْهَآ اِنْ كُنْتُمْ
صٰدِقِيْنَ ﴿۸۷﴾ فَمَنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ مِنْ بَعْدِ ذٰلِكَ
فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ﴿۸۸﴾ قُلْ صَدَقَ اللّٰهُ فَاتَّبِعُوْا مِلَّةَ
اِبْرٰهِيْمَ حَنِيْفًا وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ﴿۸۹﴾ اِنَّ اَوَّلَ بَيْتٍ
وُّضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِيْ بِبَكَّةَ مُبٰرَكًا وَّهُدًى لِّلْعٰلَمِيْنَ ﴿۹۰﴾ فِيْهِ
اٰيٰتٌ بَيِّنٰتٌ مَّقَامُ اِبْرٰهِيْمَ وَمَنْ دَخَلَهٗ كَانَ اٰمِنًا وَلِلّٰهِ
عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَيْهِ سَبِيْلًا ﴿۹۱﴾
وَمَنْ كَفَرَ فَاِنَّ اللّٰهَ غَنِيٌّ عَنِ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۹۲﴾ قُلْ يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ
لِمَ تَكْفُرُوْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَاللّٰهُ شَهِيْدٌ عَلٰى مَا تَعْمَلُوْنَ ﴿۹۳﴾
قُلْ يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ لِمَ تَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ مَنْ اٰمَنَ
تَبْغُوْنَهَا عِوَجًا وَّاَنْتُمْ شُهَدَآءُ وَمَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ ﴿۹۴﴾

دُکھ دینے والا ہے اور کوئی اُنکے لئے مددگار نہیں (۸۵) ہرگز نہ پہونچو گے بھلائی کو جب تک کہ خرچ کرو اُس میں سے جس سے محبت رکھتے ہو (یعنی مال و دولت میں سے) اور جو کوئی چیز تم خرچ کرو گے تو بیشک اللہ اُس کا جاننے والا ہے (۸۶) سب کھانیکی چیزیں حلال تھیں بنی اسرائیل پر مگر جو حرام کر لیا تھا اسرائیل نے خود اپنے پر قبل نازل کیے جانے توریت کے کہدے (اے پیغمبر) کہ لے آؤ توریت کو اور اُسکو پڑھو اگر تم سچے ہو (۸۷) پھر جو کوئی خدا پر اسکے بعد جھوٹا افترا کرے تو وہی لوگ ہیں ظالم (۸۸) کہدے (ای پیغمبر) کہ سچ کہا خدا نے پھر پیروی کرو ابراہیم کے خالص دین کی اور (ابراہیم) مشرکوں میں سے نہ تھا (۸۹) بے شک پہلا گھر جو لوگوں کے لئے بنایا گیا (یعنی لوگوں کے لئے خدا کی عبادت کرنے کو) وہ ہی جو مکہ میں ہے مبارک اور ہدایت عالموں کے لئے (۹۰) اُس میں صریح نشانیاں ہیں مقام ابراہیم کی اور جو کوئی وہاں آیا امن میں ہوا اور اللہ کیواسطے لوگوں پر اُس گھر کا حج کرنا ہے جسکو استطاعت ہو وہاں تک کے رستہ کی (۹۱) پھر جو کوئی کافر ہوا تو اللہ بے پرواہ ہے عالموں سے (۹۲) کہدے (اے پیغمبر) کہ ای اہل کتاب کیوں کفر کرتے ہو اللہ کی نشانیوں کے ساتھ اور اللہ گواہ ہے اُس پر جو تم کرتے ہو (۹۳) کہدے (اے پیغمبر) کہ اے اہل کتاب کیوں تم روکتے ہو اللہ کے رستہ سے اُس کو جو ایمان لایا تم اللہ کے رستہ کو ٹیڑھا کرنا چاہتے ہو اور تم جانتے ہو اور اللہ بیخبر نہیں ہے اُس سے جو تم کرتے ہو (۹۴)

يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنْ تُطِيْعُوْا فَرِيْقًا مِّنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ
يَرُدُّوْكُمْ بَعْدَ اِيْمَانِكُمْ كٰفِرِيْنَ ﴿۹۵﴾ وَكَيْفَ تَكْفُرُوْنَ وَاَنْتُمْ تُتْلٰى
عَلَيْكُمْ اٰيٰتُ اللّٰهِ وَفِيْكُمْ رَسُوْلُهٗ وَمَنْ يَّعْتَصِمْ بِاللّٰهِ فَقَدْ هُدِيَ
اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ﴿۹۶﴾ يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ حَقَّ تُقٰتِهٖ
وَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ ﴿۹۷﴾ وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ
جَمِيْعًا وَّلَا تَفَرَّقُوْا وَاذْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ اِذْ كُنْتُمْ اَعْدَآءً
فَاَلَّفَ بَيْنَ قُلُوْبِكُمْ فَاَصْبَحْتُمْ بِنِعْمَتِهٖٓ اِخْوَانًا ﴿۹۸﴾ وَكُنْتُمْ عَلٰى شَفَا
حُفْرَةٍ مِّنَ النَّارِ فَاَنْقَذَكُمْ مِّنْهَا كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمْ اٰيٰتِهٖ
لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ ﴿۹۹﴾ وَلْتَكُنْ مِّنْكُمْ اُمَّةٌ يَّدْعُوْنَ اِلَى الْخَيْرِ
وَيَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ
الْمُفْلِحُوْنَ ﴿۱۰۰﴾ وَلَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ تَفَرَّقُوْا وَاخْتَلَفُوْا مِنْ بَعْدِ
مَا جَآءَهُمُ الْبَيِّنٰتُ وَاُولٰٓئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ﴿۱۰۱﴾ يَّوْمَ
تَبْيَضُّ وُجُوْهٌ وَّتَسْوَدُّ وُجُوْهٌ فَاَمَّا الَّذِيْنَ اسْوَدَّتْ وُجُوْهُهُمْ
اَكَفَرْتُمْ بَعْدَ اِيْمَانِكُمْ فَذُوْقُوا الْعَذَابَ بِمَا كُنْتُمْ تَكْفُرُوْنَ ﴿۱۰۲﴾

اے لوگو جو ایمان لائے ہو اگر تم اطاعت کروگے ایک فرقہ کی اُنمیں سے جنکو کتاب دیگئی ہے پھیر دینگے تم کو تمھارے ایمان لانیکے بعد کافر بناکر (۹۵) اور کیونکر تم کافر ہوگے اور تم ہی ہو کہ پڑھ سُنائی جاتی ہیں تم کو اللہ کی نشانیاں اور تم میں اُس کا رسول ہے اور جو کوئی اللہ کو مضبوط پکڑے تو بے شک اُسکو سیدھا رستہ بتایا گیا (۹۶) اے لوگو جو ایمان لائے ہو اللہ سے ڈرو جیسا کہ اُس سے ڈرنے کا حق ہے اور تم ہرگز نہ مرو بجز ایسی حالت کے کہ تم مسلمان ہو (۹۷) اور مضبوط پکڑلو اللہ کی رسی سب ملکر اور متفرق مت ہو اور یاد کرو اللہ کی نعمتوں کو اپنے پر جبکہ تم آپس میں دشمن تھے پھر ملاپ کردیا تمھارے دلوں میں پھر تم اُس کی نعمت سے صبح کو اُٹھے آپس میں بھائی بنکر (۹۸) اور تم آگ بھرے ہوے گڑھے کے کنارہ پر تھے پھر تمکو اُس سے بچایا اس طرح تمکو اللہ بتلاتا ہے اپنی نشانیاں تاکہ تم ہدایت پاؤ (۹۹) اور تم میں ایک گروہ ہونا چاہیئے کہ بولاوے (لوگوں کو) نیکی کی طرف اور اچھے کام کرنے کو کھے اور بُرے کاموں سے منع کرے اور وہی لوگ ہیں فلاح پانیوالے (۱۰۰) اور اُن لوگوں کی مانند مت ہو جنھوں نے تفرقہ ڈالا اور اختلاف کیا بعد اِسکے کہ اُن کے پاس نشانیاں آئیں اور وہی لوگ ہیں کہ اُنکے لئے بڑا عذاب ہے (۱۰۱) جس دن کہ کچھ مُنھہ سفید ہونگے اور کچھ مُنھہ کالے ہونگے پھر جن کے مُنھہ کالے ہونگے (اُن سے کھا جاویگا) کہ کیا تم ایمان لانیکے بعد کافر ہوگئے تھے پھر عذاب (کا مزہ) چکھو اپنے کافر ہونے پر (۱۰۲)

وَأَمَّا الَّذِينَ ابْيَضَّتْ وُجُوهُهُمْ فَفِي رَحْمَةِ اللَّهِ هُمْ فِيهَا
خَالِدُونَ ﴿١٠٣﴾ تِلْكَ آيَاتُ اللَّهِ نَتْلُوهَا عَلَيْكَ بِالْحَقِّ وَمَا اللَّهُ
يُرِيدُ ظُلْمًا لِلْعَالَمِينَ ﴿١٠٤﴾ وَلِلَّهِ مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَمَا
فِي الْأَرْضِ وَإِلَى اللَّهِ تُرْجَعُ الْأُمُورُ ﴿١٠٥﴾ كُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ
لِلنَّاسِ تَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ
وَتُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَلَوْ آمَنَ أَهْلُ الْكِتَابِ لَكَانَ خَيْرًا لَهُمْ
مِنْهُمُ الْمُؤْمِنُونَ وَأَكْثَرُهُمُ الْفَاسِقُونَ ﴿١٠٦﴾ لَنْ يَضُرُّوكُمْ إِلَّا أَذًى
وَإِنْ يُقَاتِلُوكُمْ يُوَلُّوكُمُ الْأَدْبَارَ ثُمَّ لَا يُنْصَرُونَ ﴿١٠٧﴾ ضُرِبَتْ
عَلَيْهِمُ الذِّلَّةُ أَيْنَ مَا ثُقِفُوا إِلَّا بِحَبْلٍ مِنَ اللَّهِ وَحَبْلٍ مِنَ النَّاسِ
وَبَاءُوا بِغَضَبٍ مِنَ اللَّهِ وَضُرِبَتْ عَلَيْهِمُ الْمَسْكَنَةُ ذَٰلِكَ
بِأَنَّهُمْ كَانُوا يَكْفُرُونَ بِآيَاتِ اللَّهِ وَيَقْتُلُونَ الْأَنْبِيَاءَ بِغَيْرِ
حَقٍّ ذَٰلِكَ بِمَا عَصَوْا وَكَانُوا يَعْتَدُونَ ﴿١٠٨﴾ لَيْسُوا سَوَاءً مِنْ
أَهْلِ الْكِتَابِ أُمَّةٌ قَائِمَةٌ يَتْلُونَ آيَاتِ اللَّهِ آنَاءَ اللَّيْلِ وَهُمْ
يَسْجُدُونَ ﴿١٠٩﴾ يُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَيَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ

اور جن کے منہہ سفید ہونگے تو اللہ کی رحمت مین ہونگے وہ اُس میں ہمیشہ رہینگے (۱۰۳) یہ ہیں
نشانیان اللہ کی ہم تجھکو پڑھ سناتے ہین برحق' اور اللہ لوگون پر ظلم کرنے کا ارادہ نہین کرتا (۱۰۴)
اور اللہ ہی کے لئے ہے جو کچھ کہ آسمانون میں ہے اور جو کچھ کہ زمین میں ہے اور اللہ ہی
کی طرف سب کام رجوع کئے جاتے ہیں (۱۰۵) تم اچھی اُمت ہو جو لوگون کے لئے
پیدا کی گئی ہے اچھے کامون کے کرنے کو کہتے ہو بُرے کامون کے کرنے سے
منع کرتے ہو اللہ پر ایمان رکھتے ہو اور اگر اہل کتاب بھی ایمان لے آوین تو بلاشبہ
اُن کے لئے اچھا ہے اُن میں سے بعضے ایمان والے ہیں اور اکثر اُن میں
فاسق ہیں (۱۰۶) تمکو ضرر نہیں پہونچانے کے بجز تھوڑی سی اذیت دینے کے اور
اگر تم سے لڑینگے تو تم سے پیٹ پھیر دینگے پھر اُن کی مدد نہ کی جاویگی (۱۰۷) اُن پر
ذلت ڈالی گئی ہے جہان وہ ہون (وہ کہین نہیں ٹھیر سکتے) بغیر خدا کی پناہ یا آدمیون
کی پناہ لینے کے وہ پھر پڑے ہیں اللہ کے غضب میں یہہ بات اس لئے ہوئی کہ
وہ کفر کرتے تھے اللہ کی نشانیون سے اور مار ڈالتے تھے نبیون کو ناحق' یہ کام اُنکے
گناہ کرنیکے سبب ہوا اور وہ حد سے زیادہ بڑھ گئے تھے (۱۰۸) وہ ایک سے نہیں ہیں' اہل
کتاب ہی میں سے لوگ ہیں سیدھے وہ پڑھتے ہیں اللہ کی آیتوں کو پچھلی رات میں اور وہ
سجدہ کرتے ہیں (۱۰۹) ایمان لاتے ہیں اللہ پر اور آخرت کے دن پر اور اچھے کامونکے کرنیکو کہتے ہیں

وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَيُسَارِعُوْنَ فِي الْخَيْرٰتِ وَاُولٰٓئِكَ مِنَ
الصّٰلِحِيْنَ ﴿۱۱۰﴾ وَمَا يَفْعَلُوْا مِنْ خَيْرٍ فَلَنْ يُّكْفَرُوْهُ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌۢ
بِالْمُتَّقِيْنَ ﴿۱۱۱﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَنْ تُغْنِيَ عَنْهُمْ اَمْوَالُهُمْ وَلَآ
اَوْلَادُهُمْ مِّنَ اللّٰهِ شَيْـًٔا وَاُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ هُمْ فِيْهَا
خٰلِدُوْنَ ﴿۱۱۲﴾ مَثَلُ مَا يُنْفِقُوْنَ فِيْ هٰذِهِ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا كَمَثَلِ
رِيْحٍ فِيْهَا صِرٌّ اَصَابَتْ حَرْثَ قَوْمٍ ظَلَمُوْا اَنْفُسَهُمْ فَاَهْلَكَتْهُ
وَمَا ظَلَمَهُمُ اللّٰهُ وَلٰكِنْ اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ ﴿۱۱۳﴾ يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ
اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوْا بِطَانَةً مِّنْ دُوْنِكُمْ لَا يَاْلُوْنَكُمْ خَبَالًا ۭ وَدُّوْا
مَا عَنِتُّمْ قَدْ بَدَتِ الْبَغْضَاۗءُ مِنْ اَفْوَاهِهِمْ وَمَا تُخْفِيْ
صُدُوْرُهُمْ اَكْبَرُ قَدْ بَيَّنَّا لَكُمُ الْاٰيٰتِ اِنْ كُنْتُمْ تَعْقِلُوْنَ ﴿۱۱۴﴾
هٰٓاَنْتُمْ اُولَاۗءِ تُحِبُّوْنَهُمْ وَلَا يُحِبُّوْنَكُمْ وَتُؤْمِنُوْنَ بِالْكِتٰبِ كُلِّهٖ
وَاِذَا لَقُوْكُمْ قَالُوْٓا اٰمَنَّا وَاِذَا خَلَوْا عَضُّوْا عَلَيْكُمُ الْاَنَامِلَ
مِنَ الْغَيْظِ قُلْ مُوْتُوْا بِغَيْظِكُمْ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ﴿۱۱۵﴾
اِنْ تَمْسَسْكُمْ حَسَنَةٌ تَسُؤْهُمْ

اور بُرے کاموں کے کرنے سے منع کرتے ہیں اور جلدی کرتے ہیں بھلائیوں میں اور وہ لوگ نیکوں میں ہیں (۱۱۰) اور جو کچھ کہ وہ بھلائیوں میں سے کرتے ہیں وہ مٹائی نہ جاوینگی اور اللہ جانتا ہے پرہیزگاروں کو (۱۱۱) بیشک جو لوگ کافر ہوئے اُن کو اُن کا مال اور اُنکی اولاد اللہ سے کچھ بھی بے پرواہ نہیں کرنے کی اور وہ لوگ آگ میں پڑنے والے ہیں وہ اُس میں ہمیشہ رہیں گے (۱۱۲) جو کچھ کہ وہ دنیا کی اِس زندگانی میں خرچ کرتے ہیں اُسکی مثال ایسی ہوا کی مانند ہے جس میں سخت پالا ہو جو ایک قوم کی کھیتی پر پڑے جنھوں نے آپ اپنے پر ظلم کیا ہو پھر تمام کھیتی کو مار دے اور اُن پر خدا نے ظلم نہیں کیا ولیکن وہ آپ اپنے پر ظلم کرتے ہیں (۱۱۳) اے لوگوں جو ایمان لائے ہو اپنے لوگوں کے سوا کسی کو اپنا بھیدی مت بناؤ وہ تمھاری خرابی میں کمی نہیں کرتے وہ دوست رکھتے ہیں اُس چیز کو جو تمہیں رنج میں ڈالے بے شک اُن کے مُنہہ کی باتوں سے دشمنی ظاہر ہوگئی ہے اور جو کچھ اُن کے دل میں چھپا ہوا ہے وہ اُس سے زیادہ ہے بلاشبہہ ہمنے تمکو نشانیاں بتلادیں اگر تم سمجھتے ہو (۱۱۴) دیکھو جن لوگوں کو تم دوست رکھتے ہو اور وہ تم کو دوست نہیں رکھتے اور ہر ایک کتاب پر ایمان رکھتے ہو اور جب وہ تم سے ملتے ہیں تو کہتے ہیں کہ ہم ایمان لائے اور جب وہ اکیلے ہوتے ہیں تو تم پر غصہ کے مارے اُنگلیاں کاٹ کھاتے ہیں کہدے (اے پیغمبر) کہ مرو اپنے غصہ میں بے شک اللہ جانتا ہے دل کی باتوں کو (۱۱۵) اگر تم کو کوئی بھلائی پہونچتی ہے تو اُنکو رنج دیتی ہے

وَاِنْ تُصِبْكُمْ سَيِّئَةٌ يَّفْرَحُوْا بِهَا وَاِنْ تَصْبِرُوْا وَتَتَّقُوْا لَا يَضُرُّكُمْ كَيْدُهُمْ شَيْـًٔا اِنَّ اللّٰهَ بِمَا يَعْمَلُوْنَ مُحِيْطٌ ﴿۱۱۶﴾ وَاِذْ غَدَوْتَ مِنْ اَهْلِكَ تُبَوِّئُ الْمُؤْمِنِيْنَ مَقَاعِدَ لِلْقِتَالِ وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ﴿۱۱۷﴾ اِذْ هَمَّتْ طَّآئِفَتٰنِ مِنْكُمْ اَنْ تَفْشَلَا وَاللّٰهُ وَلِيُّهُمَا وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ ﴿۱۱۸﴾ وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ بِبَدْرٍ وَّاَنْتُمْ اَذِلَّةٌ فَاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ﴿۱۱۹﴾ اِذْ تَقُوْلُ لِلْمُؤْمِنِيْنَ اَلَنْ يَّكْفِيَكُمْ اَنْ يُّمِدَّكُمْ رَبُّكُمْ بِثَلٰثَةِ اٰلٰفٍ مِّنَ الْمَلٰٓئِكَةِ مُنْزَلِيْنَ ﴿۱۲۰﴾

(۱۱۸) (اذ ھمت طائفتن) پہلی آیتوں میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ جو لوگ درحقیقت تمھارے دوست نہیں ہیں اُنکو اپنا بھید مت بتلاؤ، وہ ظاہر میں دوست ہیں اور باطن میں دشمن، اُسکی مثال میں اللہ تعالیٰ نے جنگ اُحد کے واقعہ کو یاد دلایا۔ اُس لڑائی میں عبداللہ ابن ابی یہودی بھی تین سو آدمی لیکر شامل تھا، وہ ظاہر میں مسلمانوں سے ملا ہوا تھا مگر دل میں نفاق رکھتا تھا، اور جسطرح پر لڑنا ٹھیرا تھا اُن بھیدوں کی اُسکو بھی خبر تھی، جب لڑائی شروع ہوئی تو وہ معہ اپنے تین سو آدمیوں کے بھاگ نکلا اُسکو بھاگتا ہوا دیکھ کر بنو سلمہ جو بنی خزرج کے قبیلہ کے تھے اور بنو حارثہ جو اَوس کے قبیلہ میں سے تھے اور یہہ دونوں گروہ انصار میں سے اور سچے مسلماں تھے گھبرا گئے، اور اُنھوں نے بھی بھاگنے کا ارادہ کیا مگر پھیر دل مضبوط کر کے قایم رہے اور لڑائی میں ایسی بےترتیبی ہو گئی کہ آنحضرت صلعم کے دندان مبارک کو بھی صدمہ پہونچا، آخر کار ہزار خرابی پھر سب مسلمان یکجا ہوئے اور دلیری سے لڑے اور دشمنوں کو ہزیمت دی۔

(۱۱۹) (ولقد نصرکم) اُحد کی لڑائی کی مثال تو خدا نے اُس ضرر کے بتانیکی دی تھی جو غیر لوگوں کو بھید کی خبر کر دینے سے ہوتا ہے اب یہ دوسری مثال بدر کے واقعہ کی دی ہے جس میں کوئی غیر شخص لڑائی کے بھیدوں سے واقف

اور اگر تمپر کوئی برائی پڑتی ہے تو وہ اُس سے خوش ہوتے ہیں، اور اگر تم صبر کرو اور
بچتے رہو تو تم کو اُن کا فریب کچھ بھی ضرر نہ کرے، بے شک اللہ اُن چیزون پر جو وہ کرتے
ہیں حاوی ہے (۱۱۶) اور (یاد کر) جب کہ تو اپنے لوگوں میں سے صبح کو اُٹھا تا بیٹھا تا
تھا مسلمانون کو کمین گاہ میں لڑنے کے لئے، اور اللہ سننے والا ہے جاننے والا (۱۱۷)
جب کہ تم میں سے دو گروہوں نے ارادہ کیا بزدلی کرنے کا اور اللہ اُن کا حمایتی تھا،
اور چاہیئے کہ ایمان والے اللہ ہی پر توکل کرین (۱۱۸) اور بے شک اللہ نے تمھاری
مدد بدر (کی لڑائی) میں کی تھی اور تم بے حقیقت (یعنی تھوڑے اور کمزور) تھے پھر اللہ سے
ڈرو تا کہ تم شکر کرو (۱۱۹) جب کہ تو مسلمانوں سے کہتا تھا کہ کیا تمکو کافی نہ ہوگا کہ تمھارا
پروردگار تین ہزار بھیجے ہوئے فرشتون سے تمہاری مدد کرے (۱۲۰)

نہ تھا اور باوجودیکہ مسلمان نہایت کم اور کمزور تھے اور دشمن بہت زیادہ اور قوی اُسپر بھی مسلمانوں نے
فتح پائی۔

ٹر اسئلہ بحث طلب اِس آیت مین فرشتوں کا لڑائی مین دشمنون سے لڑنیکے لئے اُترنا ہے، میں اسبات
کا بالکل مُنکر ہوں، مجھے یقین ہے کہ کوئی فرشتہ لڑنیکو سپاہی بنکر یا گھوڑے پر چڑھکر نہیں آیا۔ مجھکو یہ بھی یقین ہے
کہ قرآن مجید سے بھی اُن جنگ جو فرشتون کا اُترنا ثابت نہیں ہے، مگر تمام مسلمانوں کا اعتقاد اُسکے برخلاف
ہے، وہ یقین کرتے ہیں کہ درحقیقت فرشتوں کا رسالہ لڑنیکو اُترا تھا، وہ نادانی سے یہہ بھی کہتے ہیں کہ فرشتوں
کا لڑائی کے لئے اُترنا منصوص ہے اور اُس سے انکار کرنا قرآن کا انکار کرنا ہے مگر اُن کا یہہ خیال محض غلط ہے
مجھکو فکر تھی کہ اَور کسی مسلمان نے بھی اِس سے انکار کیا ہے یا نہیں، تو مجھکو ایک مسلمان ملا جسنے
اِس سے انکار کیا ہے، تفسیر کبیر مین لکھا ہے کہ ابوبکر اصم اس سے سخت منکر تھے، اُنھون نے اپنے انکار کی
چار دلیلیں بیان کی ہیں، ایک یہ کہ ایک فرشتہ بھی تمام دنیا کے غارت کر دینے کو کافی تھا پھر فرشتون کی فوج بھیجنے
سے کیا فائدہ تھا۔ دوسرے یہ کہ جو کفار کہ لڑے اُنکو سب لوگ جانتے تھے اور جو صحابہ اُنکے مقابل ہوئے اُنکو بھی لوگ

بَلٰٓى ۙ اِنْ تَصْبِرُوْا وَتَتَّقُوْا وَيَاْتُوْكُمْ مِّنْ فَوْرِهِمْ هٰذَا يُمْدِدْكُمْ رَبُّكُمْ بِخَمْسَةِ اٰلٰفٍ مِّنَ الْمَلٰٓئِكَةِ مُسَوِّمِيْنَ ﴿۱۲۱﴾ وَمَا جَعَلَهُ اللّٰهُ اِلَّا بُشْرٰى لَكُمْ وَلِتَطْمَئِنَّ قُلُوْبُكُمْ بِهٖ ۭ وَمَا النَّصْرُ اِلَّا مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ الْعَزِيْزِ الْحَكِيْمِ ۙ لِيَقْطَعَ طَرَفًا مِّنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَوْ يَكْبِتَهُمْ فَيَنْقَلِبُوْا خَآئِبِيْنَ ﴿۱۲۲﴾ لَيْسَ لَكَ مِنَ الْاَمْرِ شَيْءٌ اَوْ يَتُوْبَ عَلَيْهِمْ اَوْ يُعَذِّبَهُمْ فَاِنَّهُمْ ظٰلِمُوْنَ ﴿۱۲۳﴾ وَلِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ۭ يَغْفِرُ لِمَنْ يَّشَآءُ وَيُعَذِّبُ مَنْ يَّشَآءُ ۭ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۱۲۴﴾

جانتے تھے پھر یہ نہیں کہا جا سکتا کہ کفار کو فرشتوں نے مارا تھا تیسرے یہ کہ اگر فرشتے لڑے تھے تو وہ لوگوں کو دکھائی دیتے تھے یا نہیں، اور اگر دکھائی دیتے تھے تو آدمیوں کی صورت میں دکھائی دیتے تھے یا اور کسی صورت میں، اگر آدمیوں کی صورت میں دکھائی دیتے تھے تو وہ آنحضرت صلعم کے لشکر میں شمار ہوتے تھے، اور اسلئے آنحضرت صلعم کا لشکر تین ہزار یا اُس سے زیادہ ہو گیا ہو گا، اور اتنا لشکر کسی نے بیان نہیں کیا، اور قرآن کے بھی برخلاف ہے کیونکہ دشمنوں کی آنکھوں میں تھوڑا لشکر دکھائی دیتا تھا، اور اگر اور کسی صورت پر دکھائی دیتے تو تمام لوگوں کے دل پر دہشت پڑ جاتی، اور اگر وہ لوگوں کو دکھائی نہ دیتے تو کفار کو لوگ بغیر قتل کرنے والے کے قتل ہوتا ہوا دیکھتے، اور یہ واقعہ اعظم معجزات میں سے ہوتا، مگر اِس طرح پر کفار دنکا مارا جانا وقوع میں نہیں آیا، چوتھے یہ کہ جو فرشتے آئے تھے اُنکے اجسام کثیف تھے یا لطیف اگر کثیف تھے تو اُنکو سب لوگ دیکھتے حالانکہ اُنکو کسی نے نہیں دیکھا، اور اگر اُنکے اجسام ہوا کی طرح لطیف تھے تو وہ گھوڑے پر سوار ہو کر نہیں آسکتے تھے۔

امام فخر الدین رازی نے اِن شبہوں میں سے کسیکا جواب نہیں دیا اور ملانوں کیطرح یہ بات کہی کہ ایسے شبہے کرنا اُس شخص کو لایق ہے جو قرآن اور نبوت کا منکر ہو، مگر جو شخص کہ قرآن اور نبوت کو مانتا ہو اُسکو ایسے شبہے کرنے لایق نہیں

بلکہ اگر تم صبر کرو اور (بزدلی سے) بچتے رہو اور ابھی وہ تمسے آبھڑیں اُسی دم، تمھاری مدد کریگا تمھارا پروردگار پانچ ہزار نشان وار فرشتون سے (۱۲۱) اور نہیں کیا اللہ نے اُسکو مگر بشارت واسطے تمھارے اور تاکہ اُس سے تمھارے دل مطمئن ہو جاویں اور فتح نہیں ہے مگر اللہ کی طرف سے جو بڑا ہے حکمت والا (بدر کی لڑائی میں تمکو اِس لئے فتح دی) تاکہ توڑ دے اُن لوگون کے ایک گروہ کو جو کافر ہوئے یا اُنکو ذلیل کر دے پھر وہ نامراد ہو کر اُلٹے پھر جاویں (۱۲۲) تجھکو اِس سے کچھ کام نہیں یا اُن کو معاف کرے یا اُنکو عذاب دے کیونکہ بے شک وہ ظالم ہیں (۱۲۳) اللہ ہی کیلئے ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے بخشتا ہے جسکو چاہتا ہے، اور عذاب دیتا ہے جسکو چاہتا ہے، اور اللہ بخشنے والا ہے مہربان (۱۲۴)

پس ابو بکر اصم کو لایق نہ تھا کہ اُن باتوں کا انکار کرتا باوجود اسکے کہ نص قرآن سے اُنکا ہونا پایا جاتا ہے اور ایسی حدیثون میں جو تواتر کے قریب ہیں اُنکا بیان ہے۔

امام صاحب نے اخیر بات تو یقینی غلط کہی ہے، کیونکہ تواتر تو درکنار کسی صحیح اور قوی حدیث سے بھی اِن باتون کا ثبوت نہیں ہے، تمام ضعیف اور موضوع حدیثیں ہیں جنمیں ایسی باتیں مذکور ہیں علماے محققین ایسی حدیثون پر اعتبار نہیں کرتے اور اصول حدیث سے بھی اُنکی تقویت نہیں ہوتی۔ پہلی بات بھی امام صاحب کی صحیح نہیں ہے، کیونکہ قرآن مجید سے فی الواقع سپاہی بنکر فرشتون کا اُترنا پایا نہیں جاتا، بلکہ صرف وہ ایک بشارت تھی مسلمانوں کے دلوں کو مضبوط کرنے اور لڑائی میں ثابت قدم رہنے کی، جیسے کہ خود خدا نے اس جگہ اور سورہ انفال میں فرمایا ہے، "وما جعله الله الا بشری لکم ولتطمئن قلوبکم به"، مگر اس سورہ میں جنگ بدر کی واقعہ کا جس سے یہہ آیت متعلق ہے بہت ہی تھوڑا بیان ہے، اور سورہ انفال میں وہ واقعہ بالاستیعاب بیان ہوا ہے اور اُس میں ہزار فرشتون کی مدد کا ذکر ہے، پس ہم اسکی زیادہ تفصیل اور فرشتوں کی امداد کی حقیقت اور تین ہزار و پانچ ہزار اور ایک ہزار کے عدد کے کہنے کی وجہہ خدا نے چاہا تو سورہ انفال کی تفسیر میں بیان کرینگے۔

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَاْكُلُوا الرِّبٰۤوا اَضْعَافًا مُّضٰعَفَةً وَّاتَّقُوا اللّٰهَ
لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ﴿۱۲۵﴾ وَاتَّقُوا النَّارَ الَّتِيْۤ اُعِدَّتْ لِلْكٰفِرِيْنَ وَاَطِيْعُوا
اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ﴿۱۲۶﴾ وَسَارِعُوْۤا اِلٰى مَغْفِرَةٍ
مِّنْ رَّبِّكُمْ وَجَنَّةٍ عَرْضُهَا السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ اُعِدَّتْ لِلْمُتَّقِيْنَ ﴿۱۲۷﴾
الَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ فِي السَّرَّآءِ وَالضَّرَّآءِ وَالْكٰظِمِيْنَ الْغَيْظَ
وَالْعَافِيْنَ عَنِ النَّاسِ وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۱۲۸﴾ وَالَّذِيْنَ
اِذَا فَعَلُوْا فَاحِشَةً اَوْ ظَلَمُوْۤا اَنْفُسَهُمْ ذَكَرُوا اللّٰهَ فَاسْتَغْفَرُوْا
لِذُنُوْبِهِمْ وَمَنْ يَّغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اللّٰهُ وَلَمْ يُصِرُّوْا عَلٰى مَا فَعَلُوْا
وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ ﴿۱۲۹﴾ اُولٰٓئِكَ جَزَآؤُهُمْ مَّغْفِرَةٌ مِّنْ رَّبِّهِمْ وَجَنّٰتٌ
تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا وَنِعْمَ اَجْرُ الْعٰمِلِيْنَ ﴿۱۳۰﴾
قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِكُمْ سُنَنٌ فَسِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ فَانْظُرُوْا
كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُكَذِّبِيْنَ ﴿۱۳۱﴾ هٰذَا بَيَانٌ لِّلنَّاسِ وَ
هُدًى وَّمَوْعِظَةٌ لِّلْمُتَّقِيْنَ ﴿۱۳۲﴾ وَلَا تَهِنُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا وَاَنْتُمُ
الْاَعْلَوْنَ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿۱۳۳﴾

اے لوگو جو ایمان لائے ہو سود مت کھاؤ دگنے پر دوگنا اور اللہ سے ڈرو تاکہ تم فلاح پاؤ (۱۲۵) اور بچو اُس آگ سے جو طیار کی گئی ہے کافروں کے لئے اور اطاعت کرو خدا کی اور رسول کی تاکہ تم پر رحم کیا جاوے (۱۲۶) اور دوڑو اپنے پروردگار کی مغفرت کی طرف اور جنت کیطرف جسکی چوڑان آسمانون اور زمین کی مانند ہے طیار کی گئی ہے پرہیزگاروں کے لئے (۱۲۷) وہ لوگ وہ ہیں جو اپنا مال خرچ کرتے ہیں فراخی میں اور تنگی میں اور غصہ کو پی جاتے ہیں، اور لوگون کو معاف کرتے ہیں، اور اللہ دوست رکھتا ہے احسان کرنے والون کو (۱۲۸) اور وہ لوگ وہ ہیں کہ جب کوئی بُرا کام کرتے ہیں، یا اپنے پر آپ ظلم کرتے ہیں، تو اللہ کو یاد کرتے ہیں، پھر معافی چاہتے ہیں اپنے گناہون کی، اور کون بخشتا ہے گناہوں کو بجز خدا کے اور (وہ لوگ) اپنے کئے پر ہٹ نہیں کرتے اور وہ جانتے ہیں (۱۲۹) وہی لوگ ہیں کہ انکی جزا اُن کے پروردگار سے بخشش ہے اور جنتیں کہ اُنکے نیچے نہریں بہتی ہین، وہ ہمیشہ اُن میں رہیں گے، اور اچھا بدلا ہے نیک عمل کرنے والوں کا (۱۳۰) بے شک تمسے پہلے (بہت سے) واقعات ہو چکے ہیں پھر زمین کی (یعنی دنیا کی یا ملکون کی) سیر کرو، پھر دیکھو کہ کیونکر ہوا انجام جھٹلانے والون کا (۱۳۱) یہہ لوگون کے لئے (ایک) بیان ہے اور ہدایت اور نصیحت ہے پرہیزگاروں کے لئے (۱۳۲) تم سست مت ہو اور رنج مت کرو اور تم ہی اعلی ہو اگر تم ایمان والے ہو (۱۳۳)

وَمَا كَانَ قَوْلَهُمْ إِلَّا أَنْ قَالُوا رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا ذُنُوبَنَا وَإِسْرَافَنَا
فِي أَمْرِنَا وَثَبِّتْ أَقْدَامَنَا وَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِينَ فَاٰتٰهُمُ
اللّٰهُ ثَوَابَ الدُّنْيَا وَحُسْنَ ثَوَابِ الْاٰخِرَةِ وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِينَ ﴿۱۴۱﴾
يٰٓاَيُّهَا الَّذِينَ اٰمَنُوٓا إِنْ تُطِيعُوا الَّذِينَ كَفَرُوا يَرُدُّوكُمْ عَلٰٓى أَعْقَابِكُمْ
فَتَنْقَلِبُوا خٰسِرِينَ ﴿۱۴۲﴾ بَلِ اللّٰهُ مَوْلٰكُمْ وَهُوَ خَيْرُ النّٰصِرِينَ ﴿۱۴۳﴾
سَنُلْقِي فِي قُلُوبِ الَّذِينَ كَفَرُوا الرُّعْبَ بِمَآ أَشْرَكُوا بِاللّٰهِ مَا لَمْ
يُنَزِّلْ بِهٖ سُلْطٰنًا وَمَاْوٰىهُمُ النَّارُ وَبِئْسَ مَثْوَى الظّٰلِمِينَ ﴿۱۴۴﴾
وَلَقَدْ صَدَقَكُمُ اللّٰهُ وَعْدَهٗٓ إِذْ تَحُسُّونَهُمْ بِإِذْنِهٖ حَتّٰٓى إِذَا
فَشِلْتُمْ وَتَنٰزَعْتُمْ فِي الْأَمْرِ وَعَصَيْتُمْ مِّنْ بَعْدِ مَآ أَرٰىكُمْ مَّا
تُحِبُّونَ ﴿۱۴۵﴾ مِنْكُمْ مَّنْ يُّرِيدُ الدُّنْيَا وَمِنْكُمْ مَّنْ يُّرِيدُ الْاٰخِرَةَ
ثُمَّ صَرَفَكُمْ عَنْهُمْ لِيَبْتَلِيَكُمْ وَلَقَدْ عَفَا عَنْكُمْ وَاللّٰهُ ذُو فَضْلٍ
عَلَى الْمُؤْمِنِينَ ﴿۱۴۶﴾ إِذْ تُصْعِدُونَ وَلَا تَلْوٗنَ عَلٰٓى أَحَدٍ وَّالرَّسُولُ
يَدْعُوكُمْ فِيٓ أُخْرٰىكُمْ فَأَثَابَكُمْ غَمًّا بِغَمٍّ لِّكَيْلَا تَحْزَنُوا عَلٰى مَا
فَاتَكُمْ وَلَا مَآ أَصَابَكُمْ

اُنکا قول بجز اسکے نہ تھا کہ وہ کہتے تھے کہ اے ہمارے پروردگار ہمارے گناہ اور ہمارے کاموں میں ہماری زیادتیاں ہمکو معاف کردے اور ہمارے قدموں کو (کافرونکے مقابلہ میں) قایم رکھ اور ہمکو مدد دے کافرونکی قوم پر پھر اللہ نے اُنکو دنیا کی بھلائی اور آخرت کا اچھا ثواب عطا کیا اور اللہ دوست رکھتا ہے احسان کرنے والوں کو (۱۴۱) اے لوگوں جو ایمان لائے ہو اگر تم اطاعت کروگے کافروں کی تو وہ تمکو پھیر دینگے تمھاری ایڑیوں پر پھر تم ہو جاؤگے ٹوٹا اوٹھانے والے (۱۴۲) بلکہ اللہ تمھارا مددگار ہے اور وہ اچھا مدد کرنیوالا ہے (۱۴۳) ہم جلد دہشت ڈال دینگے اُن لوگوں کے دلوں میں جو کافر ہوئے اسلیئے کہ وہ شریک کرتے ہیں اللہ کے ساتھ اُس چیز کو کہ اُسکے لیئے کوئی حجت نہیں اُتاری اور اُنکی جگہہ آگ ہے اور وہ بُری جگہہ ہے ظالموں کے رہنے کی (۱۴۴) اور ہاں بے شک تمسے اللہ نے اپنا سچا وعدہ کیا (یعنی اُحد کی لڑائی میں) جبکہ تم اُنکو (یعنی اپنے دشمنوں کو) ہٹکاتے تھے اُسکے حکم سے یہانتک کہ جب تمنے بزدلی کی اور تمنے (اپنے متعلق) کام میں جھگڑا کیا اور تمنے نافرمانی کی (یعنی پیغمبر کی) بعد اسکے کہ دکھا دیا تم کو جو تم چاہتے تھے (یعنی دشمنوں پر فتح اور غلبہ) (۱۴۵) تم میں سے وہ تھے جو دنیا کو چاہتے تھے اور تم میں سے وہ تھے جو آخرت کو چاہتے تھے پھر تم کو اُن سے شکست دلوا کر لوٹایا تاکہ تمکو مبتلا کرے اور ہاں بیشک تمکو معاف کیا اور اللہ فضل کرنیوالا ہے مسلمانوں پر (۱۴۶) جسوقت کہ تم بے تحاشا بھاگے جاتے تھے اور کسی کی طرف مڑتے بھی نہ تھے اور پیغمبر تمکو بلاتا تھا تمھاری پچھلی صف میں پھر سزا دی تمکو غم پر غم کی (اللہ نے تمکو معاف کیا) تاکہ جو کچھ کہ تم نے کھو دیا اُسپر غمگین نہو اور نہ اسپر جو کچھ کہ تم کو پہونچا۔

وَاللّٰهُ خَبِيْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ﴿۱۴۷﴾ ثُمَّ اَنْزَلَ عَلَيْكُمْ مِّنْۢ بَعْدِ الْغَمِّ اَمَنَةً نُّعَاسًا يَّغْشٰى طَآئِفَةً مِّنْكُمْ

﴿۱۴۸﴾ (امنة نعاسا) یہہ مضمون دو آیتوں میں آیا ہے ایک اسی آیت میں اور دوسرے سورہ انفال کی آیت میں جہاں فرمایا ہے ''اذ یغشیکم النعاس امنة منه'' پہلی آیت جنگ اُحد سے متعلق ہے اور دوسری جنگ بدر سے۔ جنگ اُحد میں یہہ امر پیش آیا تھا کہ لڑائی شروع ہونے پر مسلمانوں کی فتح اور دشمنوں کی شکست ہونی شروع ہوئی، مسلمانوں کا ایک گروہ تو بدستور لڑنے کی جگہہ قایم رہا اور لڑا کیا۔ مگر ایک گروہ نے لوٹ کے لالچ سے اُن مقاموں کو جہاں وہ متعین تھے چھوڑ دیا اور لوٹ پر جا پڑے دشمن اس بے ترتیبی کو دیکھ کر پھر پڑے اور خوب مارا یہاں تک کہ فتح کی شکست ہوگئی اور وہ لوگ جو لوٹ کر لالچ میں پڑ پڑے تھے اور اُنکی دیکھا دیکھی اور لوگ بے تحاشا بھاگ نکلے آنحضرت صلعم کو بھی ایک پتھر جا لگا جس سے دندان مبارک کو سخت صدمہ پہونچا اور آپ بھی ایک گڑھے میں گر پڑے مگر پھر سنبھل کر لوگوں کو پکارا اور اکٹھا کیا اور اُن کے دل کو تقویت دی اور دشمنوں پر حملہ کیا وہ بھاگ نکلے اور اخیر کو مسلمانوں کی فتح ہوئی۔ شکست کے بعد جو لوگوں کے دل کو تقویت اور دوبارہ حملہ کرنے کی جرأت ہوئی اُس کا ذکر خدا تعالی نے اس آیت میں ان لفظون سے کیا ہے کہ ثم انزل علیکم من بعد الغم امنة نعاسا۔

دوسری آیت جو جنگ بدر سے متعلق ہے اُس میں یہ واقعہ پیش آیا تھا کہ مسلمان نہایت اقل قلیل تھے تین سو تک بھی اُنکی تعداد نہ تھی اور ہتھیار بھی نہایت کم معدودے چند تھے اُنکا دفعتاً مقابلہ دشمن کے گروہ کثیر سے جو بخوبی مسلح تھے ہو گیا مسلمانوں پر نہایت مایوسی اور وحشت طاری ہوئی دل چھوٹ گئے دشمنوں کی کثرت سے گھبرا گئے مگر آنحضرت صلعم نے اُنکے دلونکو تقویت دلائی خدا کے بھروسہ پر لڑنیکو آمادہ کیا سب کے دل میں طمانیت اور جرأت پیدا ہوئی دشمنون سے مقابلہ کیا اور ایسی بہادری و دلیری سے مقابلہ کیا کہ دشمنون کا دل چھوٹ گیا وہ بھاگ نکلے اور بہت سے مارے گئے ایک قلیل گروہ کو خدا نے جم غفیر پر فتح دی۔ اُس پہلی ہراس و مایوسی اور وحشت کے بعد جو تقویت و طمانیت و جرأت مسلمانون کے دلوں میں پیدا ہوئی اُسکا ذکر خدا نے دوسری آیت میں ان لفظون سے کیا ہے ''اذ یغشیکم النعاس امنة منه''

اور اللہ خبر رکھتا ہے جو کچھ کہ تم کرتے ہو (۱۴۷) پھر تم پر اس غم کے بعد امن اوتارا ایسا کامل جسمیں اونگھ آجاوے چھالیتا تھا ایک گروہ کو تم میں سے

ان دونوں آیتوں میں جو نعاس کا لفظ ہے اس پر لوگوں نے روایتیں گھڑنی شروع کیں اور کہا کہ درحقیقت اُس لڑائی میں وہ گروہ جسنے فتح حاصل کی اونگھ گئے تھے ایک راوی نے ابوطلحہ کا قول نقل کیا کہ ہم ایسے اونگھ گئے تھے کہ ہمارے ہاتھ سے تلوار چھوٹ پڑتی تھی پھر ہم اُسکو اُٹھاتے تھے اور پھر اونگھ کے مارے چھوٹ پڑتی تھی۔ پھر ان بے اصل روایتوں پر علمائے طبع آزمائی شروع کی اور کہا کہ ایسے خوف کی حالت میں اونگھ کا آجانا ایک معجزہ تھا اور یہ معجزہ اسلئے ہوا تھا کہ مسلمانوں کا ایمان اور خدا کی قدرت پر یقین اور زیادہ بڑھ جاوے" اور نیند آجانے سے کسل وضعف رفع ہوجاوے" اور جن لوگوں کو دشمن قتل کررہے تھے اُنکا قتل ہونا نہ دیکھیں" کیونکہ اگر وہ لوگ جو قتل ہونے سے بچ گئے اونگھ نہ جاتے اور اپنے عزیز و اقارب کو قتل ہوتے دیکھتے تو اُن پر خوف وہراس چھا جاتی۔ اور جو لوگ باوجود اونگھ جانے کے قتل ہونے سے بچ گئے اُنکو خدا کی حفاظت پر زیادہ یقین ہوگیا۔ یہ ایسے بیہودہ خیالات ہیں کہ جو کوئی اُنکو پڑھتا ہے افسوس کرتا ہوگا۔

ہمارے علما مفسرین کی عادت ہے کہ ضعیف اور موضوع بے اصل روایتوں کو اپنی تفسیروں کا زیور سمجھتے ہیں اور کیسی ہی ضعیف و بے اصل روایت اُنکے کان تک پہونچے قرآن مجید کے اصل مطالب پر غور کئے بغیر قرآن کی آیتوں کو توڑ مروڑ کر اُن بے اصل روایتوں کے مطابق کرنا چاہتے ہیں" اُسی اپنی عادت کے مطابق اُنھوں نے اِن دونوں آیتوں کو بھی توڑا مروڑا ہے۔

پہلی آیت میں اُنھوں نے" امنۃ نعاسا" کو بدل ومبدل منہ قرار دیا ہے یعنی امنۃ کو مبدل منہ اور نعاسا کو بدل اور جو کہ بدل ومبدل منہ میں مقصود بدل ہوتا ہے اسلئے اُنھوں نے قرار دیا کہ خدا نے فی الحقیقت نیند ہی کو مسلط کیا تھا۔ مگر اس مقام پر بدل کل تو صحیح نہیں ہوسکتا اسلئے کہ بدل کل اور مبدل منہ میں اتحاد ذاتی ضرور ہے اور امن اور نعاس میں اتحاد ذاتی نہیں۔ اور بدل بعض بھی نہیں ہوسکتا کیونکہ اُس میں بدل مبدل منہ کا جزو ہونا چاہیئے اور نعاس امن کا جزو نہیں ہے اور عام طور سے بدل اشتمال بھی نہیں ہوسکتا کیونکہ اُس میں بدل کا مبدل منہ سے ایک ایسا تعلق ہونا چاہیئے کہ اُسکا تصور مبدل منہ کے تصور کا

وَطَآئِفَةٌ قَدْ اَهَمَّتْهُمْ اَنْفُسُهُمْ يَظُنُّوْنَ بِاللّٰهِ غَيْرَ الْحَقِّ ظَنَّ الْجَاهِلِيَّةِ يَقُوْلُوْنَ هَلْ لَّنَا مِنَ الْاَمْرِ مِنْ شَيْءٍ

مستلزم ہو شاید اُنھوں نے امنۃ نعاسا کو بدل اشتمال کی وہ قسم قرار دیا ہو جس میں مبدل منہ بدل کا جزو ہوتا ہے اور اُنھوں نے امن کو نعاس کا جزو قرار دیا ہو گا کہ وہ بغیر امن کے نہیں ہو سکتی۔

سورہ انفال کی آیت سے یہہ مطلب حاصل ہونا نہایت مشکل بلکہ درحقیقت ناممکن ہے، مگر ہمارے مفسرین نے اُس سیدہی صاف آیت کو بھی توڑ مروڑ ڈالا ہے۔ اُنھوں نے نعاس کو یغشی فعل متعدی کا مفعول بہ اور امنۃ کو مفعول لہ قرار دیا ہے، مگر امنۃ مفعول لہ نہیں ہو سکتا تھا اِسلئے کہ مفعول لہ ہونیکے لئے ضرور ہے کہ فعل جو عامل ہے اُسکا اور مفعول لہ دونوں کا فاعل واحد ہو اس جگہہ یغشی فعل متعدی کا فاعل تو خدا تھا اور امنۃ جو باب لازمی سے ہے وہ ایک صفت ہے جو خود مخاطبین میں قایم تھی، اب ہمارے مفسرین نے خواہ نخواہ قرآن مجید کو اُن بے اصل قاعدوں سے مطابق کرنیکے لئے جنکو قبل از غور معانی قرآن بطور سچ کے تسلیم کر لیا تھا، اور امنۃ کو مفعول لہ ٹھیرانے کیلئے تمام سیاق قرآن مجید کو بدل دیا۔ صاحب بیضاوی فرماتے ہیں کہ "وہو مفعول لہ باعتبار المعنیٰ فان قولہ یغشیکم النعاس متضمن معنی تنعسون" یعنی امنۃ لفظوں کے اعتبار سے نہیں بلکہ معنوں کے اعتبار سے مفعول لہ ہے کیونکہ خدا کا یہہ کہنا کہ چھا دیا۔ (یعنی اللہ نے) تم پر اونگھ کو اس کے معنی یہہ ہیں کہ تم اونگھ گئے۔ اونگھ جانا بھی ایک صفت ہے جو مخاطبین میں قایم تھی پس گویا دونوں کے فاعل مخاطبین ہو گئے اور امنۃ کا مفعول لہ ہونا درست ہو گیا مگر ہر شخص انصاف سے دیکھ سکتا ہے کہ اسطرح آیت کے معنی قرار دینا بالکل نظم قرآنی کو بدل دینا ہے اول یغشی جو متعدی ہے اُسکو باعتبار معنی مفروضہ لازمی قرار دینا ہے۔ دوسرے۔ تمام سیاق قرآنی اس مقام پر اسطرح واقع ہوا ہے کہ خدا تعالیٰ اپنے احسانوں کو یاد دلاتا ہے اور اپنے تئیں اُنکا فاعل بیان کرتا ہے۔ اس آیت کے قبل بیان فرمایا ہے "واذ یعدکم اللہ" پھر فرمایا "اذ تستغیثون ربکم فاستجاب لکم" پھر اُس آیت کے بعد فرمایا "اذ یوحی ربک" پس اگر اذ یغشیکم النعاس کو بمعنی تنعسون لیا جاوے اور فعل متعدی کو بہ معنے لازمی قرار دیا جاوے تو تمام سیاق قرآنی اُلٹ جاتا ہے۔

اور ایک گروہ تھا کہ انکو انکی جانوں ہی نے فکر میں ڈالا تھا گمان کرتے تھے اللہ پر ناحق جاہلیت کا گمان، کہتے تھے کہ کیا اس کام میں ہمارے اختیار میں کچھ ہے۔

ہی بلکہ سلسلہ عطف و معطوف کا درست نہیں رہتا۔ ان تمام خرابیوں کا سبب یہہ ہے کہ اُن لے اصل روایتوں پر پہلے سے دل میں یقین بٹھالیا ہے کہ درحقیقت لڑائی میں لوگ سو رہے تھے اور پھر اسکی مطابقت کرنیکو اسقدر تکلف کیا ہے۔

قرآن مجید کی دونوں آیتوں کے معنی نہایت صاف ہیں، کوئی شخص لڑائی میں نہ سویا تھا نہ اونگھا تھا، بلکہ "امنۃ نعاسا" سے کنایہ غایت امن اور کامل امن سے ہے۔ انسان اُسی وقت سوتا ہے جب کہ اُس کو پورا امن ہو اسلئے نعاسا سے غایت امن یا کامل امن کا کنایہ کیا گیا ہے۔ پس پہلی آیت میں "امنۃ" موصوف ہے اور "نعاسا" اُسکی صفت ہے، مصادر میں تانیث و تذکیر ضروری امر نہیں ہے پس تقدیر کلام کی یوں ہے کہ "امنۃ کامنۃ النعاس" یعنی نیند کا سا امن۔ جب رسول خدا صلعم نے شکست ہونیکے بعد لوگوں کا دل بڑہایا اور ہمت دلائی تو خدا نے اُنکے دلوں پر کامل اور غایت درجہ کا امن اور تسلی و طمانیت ڈالی کہ وہ شکست کے بعد پھر پڑے اور دشمنوں پر فتح پائی۔

تفسیر کبیر میں بھی لکھا ہے کہ بعض لوگوں کا قول ہے کہ اس آیت میں "نعاس" کے لفظ سے کنایہ غایت امن کا ہے، لیکن اس پر یہہ اعتراض کیا ہے کہ بغیر کسی دلیل کے لفظ نعاس کے حقیقی معنی چھوڑکر مجازی معنی لئے جاتے ہیں، مگر یہہ اعتراض اُن کا صحیح نہیں ہے کیونکہ اس جگہہ لفظ نعاس کو مجازی معنوں میں لینے کے لئے خود سورہ انفال کی آیت دلیل موجود ہے جیسے کہ ہم بیان کرتے ہیں۔

اور جبکہ ہم نعاس کو امن کامل سے کنایہ کہتے ہیں تو اگر "امنۃ نعاسا" کو بدل و مبدل منہ ہی قرار دیں تو بھی کچھ ہرج نہیں ہے کیونکہ امن کامل اور امن میں اتحاد ذاتی ہے اس صورت میں "امنۃ نعاسا" بدل کل ہو جاویگا جیسے کہ سورہ انفال کی آیت میں ہے۔

جو معنی کہ مفسرین نے سورہ انفال کی آیت کے لئے تھے اُن کی غلطی اور بے ترتیبی ہم نے اوپر بیان کردی ہے اور وہ بے ترتیبی اسی لئے کی گئی تھی کہ جو غلط معنی سورہ آل عمران کی آیت کے قرار دئے تھے اُسی کے مطابق سورہ انفال کی آیت کے معنی ہو جاویں، لیکن جب اُن تمام خیالات کو

قُلْ اِنَّ الْاَمْرَ كُلَّهٗ لِلّٰهِ يُخْفُوْنَ فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ مَّا لَا يُبْدُوْنَ لَكَ يَقُوْلُوْنَ
لَوْ كَانَ لَنَا مِنَ الْاَمْرِ شَيْءٌ مَّا قُتِلْنَا هٰهُنَا قُلْ لَّوْ كُنْتُمْ فِيْ
بُيُوْتِكُمْ لَبَرَزَ الَّذِيْنَ كُتِبَ عَلَيْهِمُ الْقَتْلُ اِلٰى مَضَاجِعِهِمْ وَلِيَبْتَلِيَ
اللّٰهُ مَا فِيْ صُدُوْرِكُمْ وَلِيُمَحِّصَ مَا فِيْ قُلُوْبِكُمْ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ بِذَاتِ
الصُّدُوْرِ ﴿۱۴۸﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ تَوَلَّوْا مِنْكُمْ يَوْمَ الْتَقَى الْجَمْعٰنِ اِنَّمَا
اسْتَزَلَّهُمُ الشَّيْطٰنُ بِبَعْضِ مَا كَسَبُوْا وَلَقَدْ عَفَا اللّٰهُ عَنْهُمْ
اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ حَلِيْمٌ ﴿۱۴۹﴾ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ
كَفَرُوْا وَقَالُوْا لِاِخْوَانِهِمْ اِذَا ضَرَبُوْا فِي الْاَرْضِ اَوْ كَانُوْا غُزًّى
لَّوْ كَانُوْا عِنْدَنَا مَا مَاتُوْا وَمَا قُتِلُوْا لِيَجْعَلَ اللّٰهُ ذٰلِكَ حَسْرَةً
فِيْ قُلُوْبِهِمْ

جو پہلے سے دل میں بیٹھا لئے ہیں دور کر دیا جاوے تو سورہ انفال کی آیت کے معنی صاف ہو جاتے ہیں اور سورہ آل عمران کی آیت کے معنی صاف ہو جاتے ہیں اور سورہ آل عمراں کی آیت کے معنی اُس مطلب کے بالکل مطابق ہیں جو ہم نے بیان کیا ہے۔

سورہ انفال کی آیت کے یہ لفظ ہیں " اذ یغشیکم النعاس امنۃ منہ " یعنی جب کہ چھا دیا تم پر خدا نے اونگھ کو کہ وہ امن تھا خدا کی طرف سے۔ اس آیت میں " نعاس " کا لفظ مبدل منہ ہے اور " امنۃ " موصوف ہے اور " منہ " جار مجرور نازلۃ کے متعلق ہو کر صفت ہے موصوف کی اور موصوف صفت دونوں ملکر بدل ہیں مبدل منہ سے جیسے کہ آیت " بالناصیۃ ناصیۃ کاذبۃ " میں ہے۔ بدل و مبدل منہ میں

کہدے اے پیغمبر کہ تمام کام اللہ ہی کے اختیار میں ہیں چھپائے رکھتے ہیں اپنے دلوں میں
وہ باتیں جو نہیں ظاہر کرتے تجھپر، کہتے ہیں کہ اگر اس کام میں ہمارے اختیار میں کچھ ہوتا تو ہم
یہاں نہ مارے جاتے، کہدے کہ اگر تم اپنے گھروں میں ہوتے تو بھی بے شک وہ لوگ
جن پر قتل ہونا لکھا تھا اپنے قتل ہونے کی جگہ پر نکل کھڑے ہوتے، اور تاکہ امتحان کرے
اللہ جو کچھ کہ تمھارے سینوں میں ہے، اور کسوٹی پر کس لے جو کچھ کہ تمھارے دلون
میں ہے، اور اللہ جانتا ہے دلوں کی باتوں کو (۱۴۸) - بے شک جنھوں نے
تم میں سے پیٹھ پھیر دی دو فوجوں کے بھڑ جانے کے دن اس کے سوا کچھ نہ تھا کہ ڈگمگا دیا
اُنکو شیطان نے اُن بعض کاموں کے سبب جو اُنھوں نے کئے، اور ہاں بے شبہہ اللہ نے
اُنکو معاف کیا، بیشک اللہ بخشنے والا حلم والا ہے (۱۴۹) ای لوگو جو ایمان لائے ہو اُن لوگوں کی مانند مت
ہو جو کافر ہوئے اور اپنے بھائیوں کو کہا جب کہ وہ سفر کرنیکو چلے یا جب وہ لڑائی پر تھے کہ اگر وہ ہمارے
پاس ہوتے تو نہ مرتے اور نہ مارے جاتے تاکہ کردے اللہ اسکو پچھتاوا اُن کے دلوں میں۔

مبدل منہ مقصود بالذات نہیں ہوتا بلکہ بدل مقصود بالذات ہوتا ہے، پس ظاہر ہے کہ نعاس مقصود بالذات
نہیں ہے بلکہ امن من اللہ مقصود بالذات ہے، اس سے ثابت ہوتا ہے کہ درحقیقت نعاس نازل نہیں
ہوا تھا بلکہ امن نازل ہوا تھا اور نعاس کا لفظ صرف امن کامل سے کنایہ ہے۔ امن کامل سے امن من
اللہ زیادہ تر افضل ہے اسلئے اُس کا بدل، امنۃ منہ لایا گیا ہے، یہ معنی ایسے صاف ہیں جنکو ہر شخص ادنی
غور کے بعد تسلیم کر سکتا ہے اور دونوں آیتوں میں بلا کسی تکلف کے مطابقت ظاہر ہوتی ہے اور
پہلی آیت میں نعاس کے لفظ کو کنایہ غایت امن سے قرار دینے کو خود دوسری آیت بطور دلیل کے موجود ہے
، فافھم وتدبر،

وَاللّٰهُ يُحْيٖ وَيُمِيْتُ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ﴿۱۵۰﴾ وَلَئِنْ
قُتِلْتُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَوْ مُتُّمْ لَمَغْفِرَةٌ مِّنَ اللّٰهِ وَرَحْمَةٌ خَيْرٌ
مِّمَّا يَجْمَعُوْنَ ﴿۱۵۱﴾ وَلَئِنْ مُّتُّمْ اَوْ قُتِلْتُمْ لَاِالَى اللّٰهِ
تُحْشَرُوْنَ ﴿۱۵۲﴾ فَبِمَا رَحْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ لِنْتَ لَهُمْ وَلَوْ كُنْتَ
فَظًّا غَلِيْظَ الْقَلْبِ لَانْفَضُّوْا مِنْ حَوْلِكَ فَاعْفُ عَنْهُمْ وَ
اسْتَغْفِرْ لَهُمْ وَشَاوِرْهُمْ فِي الْاَمْرِ فَاِذَا عَزَمْتَ فَتَوَكَّلْ
عَلَى اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُتَوَكِّلِيْنَ ﴿۱۵۳﴾ اِنْ يَّنْصُرْكُمُ اللّٰهُ فَلَا
غَالِبَ لَكُمْ وَاِنْ يَّخْذُلْكُمْ فَمَنْ ذَا الَّذِيْ يَنْصُرُكُمْ مِّنْ بَعْدِهٖ
وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ ﴿۱۵۴﴾ وَمَا كَانَ لِنَبِيٍّ اَنْ يَّغُلَّ
وَمَنْ يَّغْلُلْ يَاْتِ بِمَا غَلَّ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ثُمَّ تُوَفّٰى كُلُّ نَفْسٍ مَّا كَسَبَتْ
وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ ﴿۱۵۵﴾ اَفَمَنِ اتَّبَعَ رِضْوَانَ اللّٰهِ كَمَنْ بَآءَ
بِسَخَطٍ مِّنَ اللّٰهِ وَمَاْوٰىهُ جَهَنَّمُ وَبِئْسَ الْمَصِيْرُ ﴿۱۵۶﴾ هُمْ
دَرَجٰتٌ عِنْدَ اللّٰهِ وَاللّٰهُ بَصِيْرٌ بِمَا يَعْمَلُوْنَ ﴿۱۵۷﴾ لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ
عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ بَعَثَ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْ اَنْفُسِهِمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ

اور اللہ جلاتا ہے اور مارتا ہے اور اللہ جو کچھ تم کرتے ہو اُسکو دیکھتا ہے (۱۵۰) اور اگر تم مارے جاؤ اللہ کی راہ میں یا مر جاؤ تو بلاشبہہ بخشش اللہ کی اور رحمت بہتر ہے اُس سے جو وہ جمع کرتے ہیں (۱۵۱) اور اگر تم مر جاؤ یا مارے جاؤ بے شبہہ اللہ کے پاس لیجائے جاؤ گے (۱۵۲) پھر خدا کی رحمت سے ہے کہ تو اُنکے لئے نرم (مزاج) ہوا اور اگر تو تند خو اور سخت دل ہوتا تو تیرے اردگرد سے بھاگ جاتے، پھر اُنکو معاف کر اور اُنکے لئے (خدا سے) معافی چاہ اور اِس کام میں اُن سے مشورہ کر پھر جب تو مصمم ارادہ کر لے تو اللہ پر توکل کر، بے شک اللہ دوست رکھتا ہے توکل کرنے والوں کو (۱۵۳) اگر تمھاری مدد خدا کرے تو پھر تم پر کوئی غالب نہیں، اور اگر تم کو خوار کرے تو پھر کون ایسا ہے جو اُس کے بعد تمھاری مدد کرے اور اللہ پر توکل کرتے ہیں ایمان والے (۱۵۴) اور کسی نبی کے لایق نہیں ہے کہ (غنیمت کے مال میں) غبن کرے اور جو کوئی غبن کریگا آویگا اُس چیز سمیت جسکو غبن کیا ہے قیامت کے دن پھر پوری دی جاویگی (سزا) ہر ایک شخص کو اُس کی جو اُسنے کمایا ہے اور اُن پر ظلم نکیا جاویگا (۱۵۵) پھر کیا وہ شخص جسنے تابعداری کی اللہ کی رضامندی کی اُس شخص کی مانند ہوگا جسنے کمایا غصہ اللہ کا اور اُسکی جگہ جہنم ہے اور بُری جگہ جانے کی ہے (۱۵۶) اُنکے درجے ہیں اللہ کے پاس اور اللہ دیکھتا ہے جو کچھ وہ کرتے ہیں (۱۵۷) بے شک اللہ نے احسان کیا ہے ایمان والوں پر جب بھیجا اُن میں رسول اُنہی میں سے پڑھ سناتا ہے اُنکو اُسکی نشانیاں

وَيُزَكِّيهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَإِنْ كَانُوا مِنْ قَبْلُ
لَفِي ضَلٰلٍ مُّبِينٍ ﴿۱۵۸﴾ أَوَلَمَّا أَصَابَتْكُمْ مُّصِيبَةٌ قَدْ أَصَبْتُمْ
مِّثْلَيْهَا قُلْتُمْ أَنّٰى هٰذَا قُلْ هُوَ مِنْ عِنْدِ أَنْفُسِكُمْ إِنَّ اللّٰهَ عَلٰى
كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ﴿۱۵۹﴾ وَمَا أَصَابَكُمْ يَوْمَ الْتَقَى الْجَمْعٰنِ فَبِإِذْنِ
اللّٰهِ وَلِيَعْلَمَ الْمُؤْمِنِينَ وَلِيَعْلَمَ الَّذِينَ نَافَقُوا وَقِيلَ لَهُمْ
تَعَالَوْا قَاتِلُوا فِي سَبِيلِ اللّٰهِ أَوِ ادْفَعُوا قَالُوا لَوْ نَعْلَمُ قِتَالًا لَّا
تَّبَعْنٰكُمْ هُمْ لِلْكُفْرِ يَوْمَئِذٍ أَقْرَبُ مِنْهُمْ لِلْإِيمَانِ ﴿۱۶۰﴾
يَقُولُونَ بِأَفْوَاهِهِمْ مَّا لَيْسَ فِي قُلُوبِهِمْ وَاللّٰهُ أَعْلَمُ بِمَا
يَكْتُمُونَ ﴿۱۶۱﴾ الَّذِينَ قَالُوا لِإِخْوَانِهِمْ وَقَعَدُوا لَوْ أَطَاعُونَا
مَا قُتِلُوا قُلْ فَادْرَءُوا عَنْ أَنْفُسِكُمُ الْمَوْتَ إِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِينَ ﴿۱۶۲﴾
وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِينَ قُتِلُوا فِي سَبِيلِ اللّٰهِ أَمْوَاتًا

(۱۶۳) (ولا تحسبن الذین) اس آیت کی تفسیر میں امام فخر الدین رازی نے تفسیر کبیر میں مفسرین کے تمام رطب و یابس اقوال نقل کئے ہیں اُن میں سے صرف قول اصم بلخی کا صحیح و درست ہے جسکو ہم اس آیت کی تفسیر میں کافی سمجھتے ہیں اور وہ یہ ہے کہ "مرے ہوئے شخص کا جب دین کے لحاظ سے بہت بڑا درجہ ہو اور قیامت میں اُسکو خوشی اور بزرگی اور سعادت نصیب ہونیوالی ہو تو اُسکی نسبت یہ کہنا کہ وہ زندہ ہے مرا نہیں صحیح ہے، جیسے کہ ایک جاہل کی نسبت جس سے نہ اُس کی ذات کو نفع پہونچتا ہو نہ

اور پاک کرتا ہے اُنکو اور سکھاتا ہے انکو کتاب اور حکمت اور بے شک وہ تھے اس سے
پہلے کھُلی ہوئی گمراہی میں (۱۵۸) کیا جب تمکو پہونچی مصیبت (اُحد کی لڑائی میں) بے شک
پہونچے تھے تم اُس سے دو چند کو (بدر کی لڑائی میں) تم نے کہا کہ یہہ کہاں سے ہے
(یعنی بدر کی لڑائی کی مصیبت) کہدے کہ وہ خود تمہیں میں سے ہے بے شک اللہ
ہر چیز پر قادر ہے (۱۵۹) اور جو کچھ تمکو پہونچا دو گروہوں کی مٹ بھیڑ کے دن پھر اللہ کے
حکم سے تھا اور تا کہ جان لے ایمان والوں کو اور تا کہ جان لے اُن لوگوں کو جنہوں نے
نفاق کیا اور کہا گیا اُنکو بڑھو لڑو اللہ کی راہ میں یا (کافروں کے حملے کو) دفع کرو کہنے لگے
کہ اگر ہم لڑنا جانتے تو بے شک تمہاری پیروی کرتے وہ کفر کے لئے اُس دن قریب
تر تھے بہ نسبت اسکے کہ اُن میں سے (کوئی) واسطے ایمان کے (۱۶۰) کہتے ہیں اپنے
مُنہوں سے جو نہیں ہے اُنکے دلوں میں اور اللہ جانتا ہے جو وہ چھپاتے ہیں (۱۶۱) جن لوگوں
نے کہا اپنے بھائیوں کو اور آپ بیٹھ رہے کہ اگر ہمارا کہا مانتے تو نہ مارے جاتے کہدے کہ ہٹاؤ
اپنے آپ پر سے موت کو (۱۶۲) اور نہ گن اُن لوگوں کو جو مارے گئے اللہ کی راہ میں مرے ہوئے

کسی دوسرے کو یہہ کہنا صحیح ہے کہ وہ مردہ ہے زندہ نہیں ہے، اور جیسے کہ احمق آدمی کی نسبت کہا جاتا ہے
کہ وہ گدہا ہے اور موذی آدمی کی نسبت کہا جاتا ہے کہ وہ درندہ ہے، کہتے ہیں کہ جب عبدالملک بن مروان زہری سے ملے اور اُنکی تفقہ
اور تحقیق کو جانا تو اُنکے باپ کی نسبت جو مر چکے تھے کہا کہ وہ شخص نہیں مرا جسنے تجھسا بیٹا چھوڑا۔ غرضکہ اس میں کچھ
شک نہیں کہ انسان جب کہ مر جاوے اور کوئی اچھا کام اور اچھی یادگاری چھوڑ جاوے تو اُسکی نسبت
بطریق مجاز کہا جاتا ہے کہ وہ مرا نہیں بلکہ زندہ ہے۔ اسیطرح اس آیت میں شہدا کی نسبت کہا گیا ہے

بَلْ اَحْيَآءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُوْنَ ﴿۱۶۳﴾ فَرِحِيْنَ بِمَآ اٰتٰهُمُ اللّٰهُ
مِنْ فَضْلِهٖ وَيَسْتَبْشِرُوْنَ بِالَّذِيْنَ لَمْ يَلْحَقُوْا بِهِمْ مِّنْ خَلْفِهِمْ
اَلَّا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ﴿۱۶۴﴾ يَسْتَبْشِرُوْنَ
بِنِعْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ وَفَضْلٍ وَّاَنَّ اللّٰهَ لَا يُضِيْعُ اَجْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۱۶۵﴾
اَلَّذِيْنَ اسْتَجَابُوْا لِلّٰهِ وَالرَّسُوْلِ مِنْۢ بَعْدِ مَآ اَصَابَهُمُ الْقَرْحُ
لِلَّذِيْنَ اَحْسَنُوْا مِنْهُمْ وَاتَّقَوْا اَجْرٌ عَظِيْمٌ ﴿۱۶۶﴾ اَلَّذِيْنَ قَالَ
لَهُمُ النَّاسُ اِنَّ النَّاسَ قَدْ جَمَعُوْا لَكُمْ فَاخْشَوْهُمْ

کہ وہ مرے نہیں بلکہ زندہ ہیں۔

تمام الفاظ جو اس آیت میں آئے ہیں وہ اسی مطلب پر دلالت کرتے ہیں جو اصم بلخی نے بیان کیا ہے، مثلاً اس آیت میں ہے کہ "بل احیاء عند ربھم" یعنی بلکہ وہ زندہ ہیں اپنے پروردگار کے نزدیک" اس لفظ سے کہ اپنے پروردگار کے نزدیک زندہ ہیں ثابت ہوتا ہے کہ ان کی زندگی زندہ انسانوں کی سی زندگی نہیں ہے" اور نہ اس زندگی کو ابدان سے کچھ تعلق ہے۔"

"یرزقون فرحین" کے بعد آیا ہے "بما اتاھم اللہ" یعنی انکا رزق دیا جانا اور خوش ہونا ان اشیا یا اسباب سے نہیں ہے جس سے ایسے زندے جنکو تعلق ابدان سے ہوتا ہے رزق دئے جاتے ہیں اور خوش ہوتے ہیں، بلکہ انکا رزق دیا جانا اور خوش ہونا اس چیز سے ہے جو خدا نے انکو دی ہے۔ پھر آگے اسکا بیان کیا ہے کہ وہ چیز کیا ہے، وہ اللہ کا فضل ہے۔ پس معنی یہہ ہوئے کہ وہ اللہ کے فضل اور کرم و رحمت سے رزق دئے جاتے ہیں اور خوش ہوتے ہیں نہ مثل زندہ انسانوں کے اشیای خوردنی و نوشیدنی سے۔

تفسیر کبیر میں ایک حدیث نقل کی ہے کہ "قال علیہ الصلوٰۃ والسلام ابیت عند ربی یطعمنی و یسقینی"

بلکہ زندہ ہیں اپنے پروردگار کے نزدیک رزق دئیے جاتے ہیں (۱۶۳) خوش ہیں اُس چیز سے جو دیا ہے اُنکو اللہ نے اپنے فضل سے خوش خبری دیتے ہیں (ایک دوسرے کو اُن لوگوں سے جو اُنکے بعد (ابھی تک) اُن سے آکر نہیں ملے (یعنی ابھی تک شہید نہیں ہوئے) کہ اُنکو کچھ خوف نہیں ہے اور نہ وہ غمگین ہونگے (یعنی شہید ہونیکے بعد) (۱۶۴) خوشخبری دیتے ہیں (اپنے آپکو) اللہ کی نعمت سے اور فضل سے اور بیشک اللہ نہیں ضایع کرتا اجر ایمان والوں کا (۱۶۵) جن لوگوں نے قبول کیا (حمراء اسد میں ابوسفیان کے حملہ کو روکنے کے لئے جانا) اللہ و رسول کیلئے بعد اسکے کہ اُن کو زخم پہنچا تھا (اُحد کی لڑائی میں) تو اُن میں سے اُن لوگوں کیلئے جنہوں نے اچھے کام کئے اور پرہیزگاری کی بہت بڑا اجر ہے (۱۶۶) وہ لوگ جن سے لوگوں نے کہا تھا کہ بے شبہہ بہت لوگ تم سے لڑنے کو جمع ہوئے ہیں (بدر صغریٰ کے مقام میں) پھر اُن سے ڈرو

"یعنی آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ میں ایک رات خدا کے پاس مہمان رہا وہ مجھکو کھلاتا تھا اور مجھکو پلاتا تھا" پر امام رازی رقام فرماتے ہیں کہ کچھ شک نہیں کہ اِس کھانے اور پینے سے معرفت و محبت الٰہی اور انوار عالم غیب سے اکتساب نور مراد ہے۔ ہم اسوقت نہ اِس حدیث کی صحت و عدم صحت پر بحث کرتے ہیں نہ اُسکے معنوں پر بلکہ اس مقام پر اُسکو صرف اسلئے نقل کیا ہے کہ علماء اسلام نے متعدد جگہ طعام و شراب سے یعنی رزق سے وہ معنی مراد لئے ہیں جو ارواح سے متعلق ہوتے ہیں نہ ابدان سے۔

اب یہہ سوال باقی رہتا ہے کہ مرنے کے بعد کیا چیز باقی رہتی ہے، جسکی نسبت کہا جاتا ہے کہ " یُرزقون فرحین من فضله" اسکا جواب یہی ہو سکتا ہے کہ وہ چیز باقی رہتی ہے جسکو روح کہتے ہیں۔ روح کی اور اُسکی بقا کی اور اُسکی فرحت و الم کی بحث نہایت دقیق و طویل ہے ہم اُسکو اس مقام میں مخلوط کر دینا نہیں چاہتے، بلکہ اس بحث کو جہاں تک کہ ہماری سمجھ اور ہمارے خیال کی رسائی ہے، اور جہاں تک کہ قرآن مجید سے اُسکو ہم مستنبط کر سکتے ہیں اور جو ایک ایسی بحث ہے کہ انسان کی زندگی میں تجربہ میں نہیں آسکتی سورہ بنی اسرائیل کی اُس آیت کی تفسیر میں بیان کرینگے جس میں خدا نے فرمایا ہے " قل الروح من امر ربی "

فَزَادَهُمْ إِيمَانًا وَقَالُوا حَسْبُنَا اللَّهُ وَنِعْمَ الْوَكِيلُ ﴿١٦٧﴾ فَانْقَلَبُوا
بِنِعْمَةٍ مِنَ اللَّهِ وَفَضْلٍ لَمْ يَمْسَسْهُمْ سُوءٌ وَاتَّبَعُوا رِضْوَانَ اللَّهِ
وَاللَّهُ ذُو فَضْلٍ عَظِيمٍ ﴿١٦٨﴾ إِنَّمَا ذَٰلِكُمُ الشَّيْطَانُ يُخَوِّفُ أَوْلِيَاءَهُ
فَلَا تَخَافُوهُمْ وَخَافُونِ إِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِينَ ﴿١٦٩﴾ وَلَا يَحْزُنْكَ
الَّذِينَ يُسَارِعُونَ فِي الْكُفْرِ إِنَّهُمْ لَنْ يَضُرُّوا اللَّهَ شَيْئًا يُرِيدُ
اللَّهُ أَلَّا يَجْعَلَ لَهُمْ حَظًّا فِي الْآخِرَةِ وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ ﴿١٧٠﴾
إِنَّ الَّذِينَ اشْتَرَوُا الْكُفْرَ بِالْإِيمَانِ لَنْ يَضُرُّوا اللَّهَ شَيْئًا
وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ ﴿١٧١﴾ وَلَا يَحْسَبَنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا أَنَّمَا نُمْلِي
لَهُمْ خَيْرٌ لِأَنْفُسِهِمْ إِنَّمَا نُمْلِي لَهُمْ لِيَزْدَادُوا إِثْمًا وَلَهُمْ عَذَابٌ
مُهِينٌ ﴿١٧٢﴾ مَا كَانَ اللَّهُ لِيَذَرَ الْمُؤْمِنِينَ عَلَىٰ مَا أَنْتُمْ عَلَيْهِ حَتَّىٰ
يَمِيزَ الْخَبِيثَ مِنَ الطَّيِّبِ ﴿١٧٣﴾ وَمَا كَانَ اللَّهُ لِيُطْلِعَكُمْ عَلَى
الْغَيْبِ وَلَٰكِنَّ اللَّهَ يَجْتَبِي مِنْ رُسُلِهِ مَنْ يَشَاءُ فَآمِنُوا بِاللَّهِ
وَرُسُلِهِ وَإِنْ تُؤْمِنُوا وَتَتَّقُوا فَلَكُمْ أَجْرٌ عَظِيمٌ ﴿١٧٤﴾ وَلَا يَحْسَبَنَّ
الَّذِينَ يَبْخَلُونَ بِمَا آتَاهُمُ اللَّهُ مِنْ فَضْلِهِ هُوَ خَيْرًا لَهُمْ

اس کہنے نے انکے ایمان کو زیادہ کردیا اور انھوں نے کہا کہ ہمارے لئے اللہ کافی ہے اور اچھا کارساز ہے (۱۶۷)
پھر وہ وہاں سے پھر آئے اللہ کیطرف سے نعمت اور فضل کے ساتھ انکو کسی برائی نے چھوا تک نہیں
اور انھوں نے پیروی کی اللہ کی رضامندی کی اور اللہ بڑا فضل والا ہے (۱۶۸) اسکے سوا کچھ
نہ تھا کہ یہہ کہنے والا شیطان تھا ڈراتا تھا اللہ کے دوستوں کو پھر تم انسے مت ڈرو اور مجھ
سے ڈرو اگر تم ایمان والے ہو (۱۶۹) اور تجھکو غمگین نہ کرینگے (اے پیغمبر) وہ لوگ جو بڑھتے جاتے
ہیں کفر میں بے شک وہ کچھ بھی اللہ کو ضرر نہیں پہونچا سکتے خدا چاہتا ہے کہ انکے لئے کوئی
حصہ آخرت میں نہ کرے اور انکے لئے بڑا عذاب ہے (۱۷۰) بیشک جن لوگوں نے خریدا
کفر کو ایمان کے بدلے وہ کچھ بھی اللہ کو ضرر نہ پہونچا وینگے (۱۷۱) اور نہ گمان کریں وہ لوگ جو کافر
ہوئے کہ ہمارا انکو مہلت دینا انکے حق میں بہتر ہے اسکے سوا کچھ نہیں کہ ہم انکو اسلئے مہلت
دیتے ہیں تاکہ گناہوں میں زیادہ ہو جاویں اور انکے لئے ذلیل کرنیوالا عذاب ہے (۱۷۲)
نہ چھوڑیگا اللہ ایمان والوں کو اس حالت پر جس پر کہ تم اب ہو یہانتک کہ جدا کرے پاک کو ناپاک
سے (۱۷۳) اور نہ مطلع کریگا تمکو اللہ غیب پر ولیکن اللہ چن لیتا ہے اپنے رسولوں میں سے
جسکو چاہتا ہے پھر ایمان لاؤ اللہ پر اور اسکے رسولوں پر اور اگر تم ایمان لاؤگے اور پرہیزگاری
کروگے تو تمھارے لئے بڑا اجر ہے (۱۷۴) اور نہ گمان کریں وہ لوگ جو بخل کرتے ہیں اسمیں جو دیا ہے انکو
اللہ نے اپنے فضل سے کہ وہ (بخل) انکے لئے اچھا ہے

بَلْ هُوَ شَرٌّ لَّهُمْ ﴿١٧٥﴾ سَيُطَوَّقُونَ مَا بَخِلُوا بِهِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَلِلّٰهِ مِيرَاثُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُونَ خَبِيرٌ ﴿١٧٦﴾ لَقَدْ سَمِعَ اللّٰهُ قَوْلَ الَّذِينَ قَالُوا اِنَّ اللّٰهَ فَقِيرٌ وَّنَحْنُ اَغْنِيَآءُ سَنَكْتُبُ مَا قَالُوا وَقَتْلَهُمُ الْاَنْبِيَآءَ بِغَيْرِ حَقٍّ وَّنَقُولُ ذُوقُوا عَذَابَ الْحَرِيقِ ﴿١٧٧﴾ ذٰلِكَ بِمَا قَدَّمَتْ اَيْدِيكُمْ وَاَنَّ اللّٰهَ لَيْسَ بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِيدِ ﴿١٧٨﴾ اَلَّذِينَ قَالُوا اِنَّ اللّٰهَ عَهِدَ اِلَيْنَا اَلَّا نُؤْمِنَ لِرَسُولٍ حَتّٰى يَاْتِيَنَا بِقُرْبَانٍ تَاْكُلُهُ النَّارُ ﴿١٧٩﴾

---

(١٧٩) (يا تينا بقربانٍ تاكله النار) يہودی جس جانور کی قربانی بنظر تقرب الی اللہ یا بطور کفارہ گناہ کرتے تھے اُسکو ذبح کرنیکے بعد آگ میں جلادیتے تھے، توریت سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ رسم حضرت آدم اور حضرت نوح کے وقت سے چلی آتی تھی، تاریخ کی کتابوں سے معلوم ہوتا ہے کہ بت پرست لوگوں میں اور یونانی بت پرستوں میں بھی یہہ رسم تھی، مذہب اسلام اس قسم کی قربانیوں کے بالکل برخلاف تھا۔ اسپر یہودیوں نے آنحضرت صلعم سے کہا کہ "توریت میں حکم ہے کہ کسی نبی پر جبتک کہ وہ ایسی قربانی نہ کرے جسکو آگ جلاوے ایمان نہ لاؤ"، خدا نے اُن پر حجت الزامی قایم کی کہ آنحضرت صلعم سے پہلے تمھارے پاس انبیاء صریح نشانیاں لیکر آئے اور جسطرح کہ تم کہتے ہو اُسیطرح کی قربانی بھی اُنھوں نے کی، پھر تم نے کیوں اُنکو مار ڈالا اگر تم سچے ہو۔ اِس سے ثابت ہوا کہ تمھارا یہہ بیان کہ، توریت میں ایسا حکم ہے اور تمھارا یہہ کہنا کہ جو بھی ایسی قربانی کرے اُس پر ایمان لاؤ گے یہہ دونوں باتیں سچ نہیں ہیں۔

ہمارے علماء مفسرین نے اِس مقام پر بڑی غلطی کی ہے، اُنھوں نے یہودیوں کی بعض بیہودہ روایتوں سے یہہ سُن لیا کہ جو قربانی آگ سے جلائی جاتی تھی اُسکے جلانے کو آسمان پر سے ایک سفید آگ بغیر دھوئیں کے ایک سنسناہٹ کے ساتھ اُترتی تھی اور قربانی کئے ہوئے

بلکہ وہ اُنکے لئے بُرا ہے ﴿۱۷۵﴾ جس چیز کا کہ اُنھوں نے بخل کیا ہے اُسی کا طوق قیامت کے دن اُن کو پہنایا جائیگا اور اللہ کے لئے ہے میراث آسمانوں کی اور زمین کی اور اللہ خبر رکھتا ہے اُسکی جو تم کرتے ہو ﴿۱۷۶﴾ بے شک اللہ نے سُنا اُن لوگوں کا کہنا جنھوں نے کہا کہ بے شک اللہ فقیر ہے اور ہم غنی ہیں ہم لکھ رکھتے ہیں جو کچھ کہ اُنھوں نے کہا اور (لکھ رکھتے ہیں) اُن کا نبیوں کو مارنا ناحق اور ہم کہینگے (یعنی قیامت کے دن) کہ چکھو جلانیوالا عذاب ﴿۱۷۷﴾ یہہ اُسکا بدلا ہے جو تمھارے ہاتھوں نے آگے بھیجا ہے اور بے شک اللہ ظلم کرنے والا نہیں ہے بندوں پر ﴿۱۷۸﴾ وہ لوگ جنھوں نے کہا کہ بے شک اللہ نے ہم سے عہد لیا ہے کہ ہم نہ ایمان لاویں کسی رسول پر جب تک کہ ہمارے پاس ایسی قربانی لاوے کہ اُس کو آگ کھالے ﴿۱۷۹﴾

جانور کو جلا کر خاکستر کرجاتی تھی۔ انھوں نے سمجھا کہ انبیاء بنی اسرائیل کا یہہ معجزہ تھا اور یہودیوں نے یہی معجزہ آنحضرت صلعم سے طلب کیا تھا۔ آنحضرت صلعم نے یہہ معجزہ تو نہیں دکھایا مگر اور دلیلوں سے اُنکو ساکت کردیا۔

یہہ خیال مفسرین کا محض غلط ہے، توریت میں کہیں یہہ حکم نہیں ہے کہ جب تک کوئی نبی آگ سے جلنے والی قربانی نہ کرے اُسپر ایمان مت لاؤ۔ اور نہ توریت میں کہیں اسبات کا ذکر ہے کہ قربانی کے جلانیکو آسمان پر سے آگ اُترتی تھی۔

قربانی سوختنی کا ذکر بہت جگہہ توریت میں آیا ہے، حضرت موسیٰ نے اُسکے قواعد مقرر کئے ہیں اور وہ سب قواعد (جنکو پڑہ کر تعجب ہوتا ہے) توریت سفر لویاں میں مندرج ہیں، اُس سے ثابت ہے کہ قربانی سوختنی کو کاہن آگ جلا کر اُس میں جلا دیتا تھا، چنانچہ باب اول سفر لوئیان ورس ۶ و ۷ میں لکھا ہے کہ "قربانی سوختنی را پوست کندہ آنرا پارہ پارہ نمایذ و پسران ہارون کاہن آتش را بر مذبح بگذارند و ہیزم را بالا آتش بچینند" اسیطرح اور بہت سی مقام ہیں جنمیں ذکر ہے کہ کاہن آگ جلا کر اُس میں قربانی سوختنی کو جلاتے تھے نہ یہہ کہ آسمان پر سے آگ اُترتی تھی،

قُلْ قَدْ جَآءَكُمْ رُسُلٌ مِّنْ قَبْلِىْ بِالْبَيِّنٰتِ وَبِالَّذِىْ قُلْتُمْ فَلِمَ قَتَلْتُمُوْهُمْ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿۱۸۰﴾ فَاِنْ كَذَّبُوْكَ فَقَدْ كُذِّبَ رُسُلٌ مِّنْ قَبْلِكَ جَآءُوْ بِالْبَيِّنٰتِ وَالزُّبُرِ وَالْكِتٰبِ الْمُنِيْرِ ﴿۱۸۱﴾ كُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَةُ الْمَوْتِ وَاِنَّمَا تُوَفَّوْنَ اُجُوْرَكُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فَمَنْ زُحْزِحَ عَنِ النَّارِ وَاُدْخِلَ الْجَنَّةَ فَقَدْ فَازَ وَمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَآ اِلَّا مَتَاعُ الْغُرُوْرِ ﴿۱۸۲﴾ لَتُبْلَوُنَّ فِىْ اَمْوَالِكُمْ وَاَنْفُسِكُمْ وَلَتَسْمَعُنَّ مِنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِكُمْ وَمِنَ الَّذِيْنَ اَشْرَكُوْٓا اَذًى كَثِيْرًا وَاِنْ تَصْبِرُوْا وَتَتَّقُوْا فَاِنَّ ذٰلِكَ مِنْ عَزْمِ الْاُمُوْرِ ﴿۱۸۳﴾

وَاِذْ اَخَذَ اللّٰهُ

انسان کے گناہوں کے کفارہ میں قربانی کرنا اور انسان کے جرم کے سبب ایک جانور کی جان مارنا اور یہ سمجھنا کہ انسان اُس گناہ سے پاک ہو گیا ایک عجیب و غریب خیال ہے جو نہایت تاریکی اور جہالت کے زمانہ میں لوگوں کو پیدا ہوا تھا۔ عام جاہلوں کے خیال کا بقیہ ہر ایک زمانہ میں چلا آتا ہے اور کیسا ہی بڑا مصلح کیوں نہ ہو کچھ نہ کچھ دھبہ اُسکے زمانہ میں بھی باقی رہتا ہے۔ انبیاء علیہم السلام ایسے اُمور کی جو خدا کی وحدانیت اور ایمان کے برخلاف نہ تھے اور ایسے امور کی جن سے عام جاہلوں کے خیال میں کسی قسم کا خیال تقدس و تقرب الی اللہ پیدا ہوتا تھا (گو فی نفسہ وہ بے اصل ہی ہو) کچھ پرواہ نہ کرتے تھے اور اُسی حال پر چھوڑ دیتے تھے، یہی سبب تھا کہ حضرت موسیٰ نے اُس قدیم رسم کو جاری رہنے دیا، لیکن نبی آخر الزمان کا یہ کام تھا کہ اس قسم کے خیالات کو بھی توڑ دے۔ کسی قربانی کا حکم بطور انسانی گناہوں کے کفارہ کے قرآن مجید میں نہیں آیا ہے، حج کی قربانیاں درحقیقت مذہبی قربانیاں نہیں ہیں، نہ اُنکی فرضیت قرآن مجید سے بالنص صریح سے پائی جاتی ہے، یہی سبب ہے کہ ہمارے

کھدے (اے پیغمبر) کہ بے شک تمھارے پاس رسول آئے مجھ سے پہلے صریح (نشانیوں) کے ساتھ اور اُسکے ساتھ جو تمنے کہا پھر کس لئے تمنے اُنکو مار ڈالا اگر تم سچے ہو ﴿۱۸۰﴾ پھر اگر وہ تجھکو جھٹلاویں تو بے شک جھٹلائے گئے ہیں رسول تجھ سے پہلے آئے تھے صریح نشانیوں اور صحیفوں اور روشن کتابوں کے ساتھ ﴿۱۸۱﴾ ہر جاندار موت کا ذائقہ چکھنے والا ہے، اور اِسکے سوا کچھ نہیں کہ تمھاری مزدوریاں قیامت کے دن پوری دی جاوینگی، پھر جو کوئی آگ سے بچادیا گیا اور جنت میں داخل کیا گیا تو بے شک مراد کو پہونچا، اور دنیا کی زندگی کچھ ہی نہیں مگر پونجی فریب دینے والی ﴿۱۸۲﴾ البتہ تم آزمائے جاؤ گے اپنے مالوں میں اور اپنی جانوں میں، اور البتہ تم سنو گے اُن لوگون سے جنکو کتاب دی گئی ہے اور اُن لوگوں سے جو مشرک ہیں بہت سی ایذا دینے والی باتیں، اور اگر تم صبر کرو گے اور پرہیزگاری کرو گے تو بے شک یہہ ہمت کے کاموں میں سے ہے ﴿۱۸۳﴾ اور جسوقت وعدہ لیا اللہ نے

علمای مجتہدین نے کتب فقہ میں کسی قربانیکو فرض نہیں قرار دیا ہے، زیادہ سے زیادہ جو کوشش کی ہے تو واجب لکھا ہے اور ہمکو اُس میں بھی کلام ہے۔

اسلام نے کوئی قربانی بطور تقرب الی اللہ یا بطور کفارہ گناہ مقرر نہیں کی، یہودی سمجھتے تھے کہ بدون قربانی سوختنی انسان پاک ہو نہیں سکتا، پھر وہ کیونکر ایسے نبی پر ایمان لاتے جس کے ہاں انسان کے گناہوں کے کفارہ کے لئے نہ قربانی تھی نہ قربانی سوختنی، وہ سمجھتے تھے کہ اگر ہم ایسے نبی پر ایمان لائے تو گناہوں سے کیونکر پاک ہونگے۔ مگر وہ نہ سمجھے کہ اسلام نے گناہوں سے پاک ہونے کے لئے کسی بے گناہ جانور کے مارنے کے بدلے خود گنہگار کے دل کی قربانی مقرر کی ہے جسکو مذہبی اصطلاح میں توبہ و استغفار سے تعبیر کیا ہے اور یہی قربانی حقیقت میں حقیقی قربانی ہے۔

مِيْثَاقَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ لَتُبَيِّنُنَّهٗ لِلنَّاسِ وَلَا تَكْتُمُوْنَهٗ
فَنَبَذُوْهُ وَرَآءَ ظُهُوْرِهِمْ وَاشْتَرَوْا بِهٖ ثَمَنًا قَلِيْلًا فَبِئْسَ
مَا يَشْتَرُوْنَ ﴿۱۸۴﴾ لَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ يَفْرَحُوْنَ بِمَآ اَتَوْا وَّ
يُحِبُّوْنَ اَنْ يُّحْمَدُوْا بِمَا لَمْ يَفْعَلُوْا فَلَا تَحْسَبَنَّهُمْ بِمَفَازَةٍ مِّنَ الْعَذَابِ
وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۱۸۵﴾ وَلِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاللّٰهُ عَلٰى
كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿۱۸۶﴾ اِنَّ فِيْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاخْتِلَافِ
الَّيْلِ وَالنَّهَارِ لَاٰيٰتٍ لِّاُولِي الْاَلْبَابِ ﴿۱۸۷﴾ الَّذِيْنَ يَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ
قِيَامًا وَّقُعُوْدًا وَّعَلٰى جُنُوْبِهِمْ وَيَتَفَكَّرُوْنَ فِيْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَ
الْاَرْضِ رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ هٰذَا بَاطِلًا سُبْحٰنَكَ فَقِنَا عَذَابَ
النَّارِ ﴿۱۸۸﴾ رَبَّنَآ اِنَّكَ مَنْ تُدْخِلِ النَّارَ فَقَدْ اَخْزَيْتَهٗ وَمَا
لِلظّٰلِمِيْنَ مِنْ اَنْصَارٍ ﴿۱۸۹﴾ رَبَّنَآ اِنَّنَا سَمِعْنَا مُنَادِيًا يُّنَادِيْ لِلْاِيْمَانِ
اَنْ اٰمِنُوْا بِرَبِّكُمْ فَاٰمَنَّا ﴿۱۹۰﴾ رَبَّنَا فَاغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَا وَكَفِّرْ عَنَّا سَيِّاٰتِنَا
وَتَوَفَّنَا مَعَ الْاَبْرَارِ ﴿۱۹۱﴾ رَبَّنَا وَاٰتِنَا مَا وَعَدْتَّنَا عَلٰى رُسُلِكَ
وَلَا تُخْزِنَا يَوْمَ الْقِيٰمَةِ

اُن لوگوں سے جنکو کتاب دی گئی تھی کہ بتا وینگے اُسکو لوگوں کو اور اُسکو نہ چھُپا وینگے پھر پھینکدیا
اُسکو اُنھوں نے اپنی پیٹھوں کے پیچھے اور لیا اُسکے بدلے میں مول تھوڑا پھر بُری ہے وہ چیز
جو وہ لیتے ہیں (۱۸۴) مت گمان کر اُن لوگوں کو جو خوش ہوتے ہیں اُس کام سے جو اُنھوں نے
کیا اور پسند کرتے ہیں کہ اُنکی تعریف کی جاوے اُسپر جو اُنھوں نے نہیں کیا پھر مت گمان کر اُن کو
عذاب سے چھٹکارے میں اور اُنکے لئے عذاب ہے دُکھ دینے والا (۱۸۵) اور اللہ ہی کیلئے ہے
بادشاہت آسمانوں کی اور زمین کی اور اللہ ہر چیز پر قادر ہے (۱۸۶) بیشک آسمانوں اور زمین کے
پیدا کرنے میں اور رات اور دن کے اختلاف میں البتہ نشانیاں ہیں عقلمندوں کیلئے (۱۸۷) جو یاد کرتے
ہیں اللہ کو کھڑے اور بیٹھے اور اپنی کروٹ پر لیٹے اور سوچتے ہیں آسمانوں اور زمین کی پیدائش میں
(اور کہتے ہیں کہ) اے ہمارے پروردگار یہ جو کچھ تو نے پیدا کیا ہے بیفائدہ نہیں ہے تو پاک ہے
پھر بچا ہمکو آگ کے عذاب سے (۱۸۸) اے ہمارے پروردگار بیشک تو جسکو دوزخ میں ڈالدے
تو بے شبہ تو نے اُسکو ذلیل کیا اور ظالموں کیلئے کوئی مددگار نہیں (۱۸۹) اے ہمارے پروردگار
بیشک ہمنے سنا منادی کرنیوالے کو ایمان کیلئے منادی کرتا تھا کہ اپنے پروردگار پر ایمان لاؤ پھر ہم ایمان
لائے (۱۹۰) اے پروردگار ہمارے پھر ہمارے لئے ہمارے گناہ بخشدے اور ہمسے ہمارے
گناہ دور کردے اور ہمکو نیکوں کے ساتھ موت دے (۱۹۱) اے ہمارے پروردگار اور ہمکو وہ دے
جس کا تو نے ہمسے اپنے رسولوں کی زبان پر وعدہ کیا ہے اور ہمکو قیامت کے دن

انك لا تخلف الميعاد ﴿۱۹۲﴾ فاستجاب لهم ربهم اني لا اضيع
عمل عامل منكم من ذكر او انثى بعضكم من بعض ﴿۱۹۳﴾ فالذين
هاجروا واخرجوا من ديارهم واوذوا في سبيلي وقتلوا
وقتلوا لاكفرن عنهم سياتهم ولادخلنهم جنت
تجري من تحتها الانهر ﴿۱۹۴﴾ ثوابا من عند الله والله عنده
حسن الثواب ﴿۱۹۵﴾ لا يغرنك تقلب الذين كفروا في
البلاد متاع قليل ثم ماوىهم جهنم وبئس المهاد ﴿۱۹۶﴾
لكن الذين اتقوا ربهم لهم جنت تجري من تحتها الانهر
خلدين فيها نزلا من عند الله وما عند الله خير
للابرار ﴿۱۹۷﴾ وان من اهل الكتب لمن يؤمن بالله وما
انزل اليكم وما انزل اليهم خشعين لله لا يشترون
بايت الله ثمنا قليلا ﴿۱۹۸﴾ اولئك لهم اجرهم عند
ربهم ان الله سريع الحساب ﴿۱۹۹﴾ يايها الذين امنوا
اصبروا وصابروا ورابطوا واتقوا الله لعلكم تفلحون ﴿۲۰۰﴾

ذلیل مت کر بے شک تو وعدہ کے برخلاف نہیں کرتا (۱۹۲) پھر قبول کر لیا اُنکے لئے اُنکے پروردگار نے اُنکی دعا کو اور کہا کہ میں تم میں سے کسی عمل کرنے والے مرد یا عورت کا عمل ضایع نہ کرونگا ایک تم میں سے ایسا ہے جیسے دوسرا (۱۹۳) پھر جن لوگوں نے ہجرت کی اور اپنے ملک سے نکالے گئے اور میری راہ میں ایذا دیئے گئے اور لڑے اور مارے گئے البتہ دور کردونگا میں اُنسے اُنکے گناہ اور بے شک داخل کرونگا میں اُنکو جنتوں میں بہتی ہیں اُنکے نیچے نہریں (۱۹۴) بطور ثواب کے اللہ کے پاس سے اور اللہ اُسکے پاس اچھا ثواب ہے (۱۹۵) تجھکو فریب میں نہ ڈالیگا تجارت سے فائدہ اُٹھانیکے لئے اکثرت سے آنا جانا کافروں کا شہروں میں یہ پونجی تھوڑی ہے پھر اُنکی جگہ جہنم ہے اور بُری جگہہ ہے (۱۹۶) مگر وہ لوگ جو اپنے پروردگار سے ڈرتے ہیں اُنکے لئے جنتیں ہیں بہتی ہیں اُنکے نیچے نہریں ہمیشہ رہیں گے اُسمیں سب چیز تیار پاویں گے اللہ کے پاس سے اور جو کچھ اللہ کے پاس بھلائی ہے نیک لوگوں کیلئے (۱۹۷) اور بے شک اہل کتاب میں سے وہ شخص ہیں جو ایمان لاتے ہیں اللہ پر اور جو کچھ بھیجا گیا ہے تمہارے پاس اور جو کچھ بھیجا گیا ہے اُنکے پاس عاجزی کرتے ہیں اللہ کے لئے نہیں لیتے ہیں اللہ کی نشانیوں کے بدلے تھوڑا مول (۱۹۸) وہ لوگ ہیں کہ اُنکے لئے اُنکا ثواب ہے اُنکے پروردگار کے پاس بے شک اللہ جلد حساب لینے والا ہے (۱۹۹) اے لوگوں جو ایمان لائے ہو صبر کرو اور صبر دلاؤ اور بندھے رہو (پیغمبر کے حکم سے) اور اللہ سے ڈرو تاکہ تم فلاح پاؤ (۲۰۰) -

هو المستعان

در مطبع مفید عام آگره باهتمام محمد قادر علی خان صوفی طبع شد

سنه ۱۳۲۰ھ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

يٰاَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمُ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ وَّ
خَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَبَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا كَثِيْرًا وَّنِسَآءً ۚ وَاتَّقُوا اللّٰهَ
الَّذِيْ تَسَآءَلُوْنَ بِهٖ وَالْاَرْحَامَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلَيْكُمْ رَقِيْبًا ① وَاٰتُوا
الْيَتٰمٰٓى اَمْوَالَهُمْ وَلَا تَتَبَدَّلُوا الْخَبِيْثَ بِالطَّيِّبِ ۠ وَلَا تَاْكُلُوْٓا
اَمْوَالَهُمْ اِلٰٓى اَمْوَالِكُمْ ۭ اِنَّهٗ كَانَ حُوْبًا كَبِيْرًا ② وَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا تُقْسِطُوْا
فِي الْيَتٰمٰى فَانْكِحُوْا مَا طَابَ لَكُمْ مِّنَ النِّسَآءِ مَثْنٰى وَثُلٰثَ وَرُبٰعَ ۚ
فَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا تَعْدِلُوْا فَوَاحِدَةً اَوْ مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ ۭ ذٰلِكَ
اَدْنٰٓى اَلَّا تَعُوْلُوْا ۭ وَاٰتُوا النِّسَآءَ صَدُقٰتِهِنَّ نِحْلَةً ۭ فَاِنْ طِبْنَ
لَكُمْ عَنْ شَيْءٍ مِّنْهُ نَفْسًا فَكُلُوْهُ هَنِيْۗــــًٔـا مَّرِيْۗــــــًٔا ③

(۲) (فان خفتم الا تقسطوا فی الیتمی) یتامی جمع الجمع ہے یتیم کی اور یتیم اسکو کہتے ہیں جس کا باپ مر گیا ہو یعنی سرپرست سے تنہا رہ گیا ہو۔ یہ لفظ لڑکوں پر اور لڑکیوں پر اور جن عورتوں کا نکاح ہونے سے پہلے باپ مر گیا ہو اطلاق ہوتا ہے گو کہ وہ جوان ہو گئی ہوں۔ اس پر تفسیر کبیر میں مفصل بحث لکھی ہے مگر اس کا حاصل مطلب اسی قدر ہے جو ہم نے بیان کیا اس مقام پر "یتامی" سے صرف لڑکیاں اور بن بیاہی عورتیں جن کے باپ مر گئے ہیں مراد ہے۔

خدا کے نام سے جو بڑا رحم والا ہی بڑا مہربان

اے لوگو ڈرو اپنے پروردگار سے جسنے پیدا کیا تمکو ایک جان سے اور پیدا کیا اُس سے اُسکا
جوڑا اور پھیلائے دونوں سے بہت سے مرد اور عورتیں اور ڈرو اللہ سے جس کے نام سے آپسمیں
سوال کرتے ہو اور (ڈرو) کنبہ کے (چھوڑنے سے) بیشک اللہ تمپر نگہبان ہے (۱) اور یتیموں کا مال اُنکو
دو اور مت بدلدو بُرا بعوض اچھے کے اور نہ کھا جاؤ اُنکا مال اپنے مال میں ملا کر بیشک وہ بڑا گناہ
ہے (۲) اور اگر تم کو ڈر ہو کہ یتیم لڑکیوں کے حق میں انصاف نہ کروگے تو نکاح کرو اور عورتوں سے
جو تمہیں اچھی لگیں دو دو اور تین تین اور چار چار پھر اگر تم کو ڈر ہو کہ (اُنمیں) عدل نہ کروگے تو پھر
تمھارے لئے ایک ہی ہے یا وہ جنکے مالک تمھارے ہاتھ ہو چکے ہیں یہہ اُس سے کم ہے تاکہ
ظلم نہ کرو اور دیدو عورتوں کو اُنکا مہر خوشی بخوشی پھر اگر اپنے جی کی خوشی سے وہ تمکو اُس میں سے
کچھ چھوڑ دیں تو اُسکو کھاؤ رچتا پچتا (۳)

اس آیت میں اور اس سے پہلے آیت میں یتیم لڑکیوں یا عورتوں کے حق میں ناانصافی کرنیکا
امتناع ہے اس مقام پر بنظر مزید احتیاط یہہ فرمایا ہے کہ اگر تمکو اس بات کا خوف ہو کہ یتیم لڑکیوں سے نکاح
کرنیمیں اُنکے مال اور اُنکے حقوق میں انصاف نہ کروگے تو اور عورتوں سے نکاح کرو۔ اس سے نہایت وجہ
کی احتیاط یتیموں کے مال اور حقوق کی حفاظت کی پائی جاتی ہے۔

تفسیر کبیر میں عروہ سے ایک روایت لکھی ہے کہ اُنہوں نے حضرت عایشہ سے کہا کہ یہ جو خدائی

وَلَا تُؤْتُوا السُّفَهَاۗءَ اَمْوَالَكُمُ الَّتِیْ جَعَلَ اللّٰهُ لَكُمْ قِیٰمًا وَّارْزُقُوْهُمْ فِیْهَا وَاكْسُوْهُمْ وَقُوْلُوْا لَهُمْ قَوْلًا مَّعْرُوْفًا ﴿۴﴾

روی عن عروۃ انہ قال قلت لعائشۃ ما معنی قول اللہ وان خفتم الا تقسطوا فی الیتامی فقالت یا ابن اختی ھی الیتیمۃ تکون فی حجر ولیھا فیرغب فی مالھا و جمالھا الا انہ یرید ان ینکحھا بادنی من صداقھا ثم اذا تزوج بھا عاملھا معاملۃ ردیۃ لعلمہ بانہ لیس لھا من یذب عنھا ویدفع شر ذالک الزوج عنھا فقال تعالی وان خفتم ان تظلموا الیتامی عند نکاحھن فانکحوا من غیرھن ماطاب لکم من النساء (تفسیر کبیر)

فرمایا ہے کہ ان خفتم الا تقسطوا فی الیتامی اسکے کیا معنی ہیں حضرت عائشہ نے فرمایا کہ یتیم لڑکی اپنے ولی کی حفاظت میں ہوتی ہے اور وہ اُس کے مال و جمال کا لالچ کرتا ہے اور وہ چاہتا ہے کہ تھوڑے سے مہر پر اُس سے نکاح کر لے اور پھر جب نکاح کر لیتا ہے تو بدسلوکی سے پیش آتا ہے اور اُسکا کوئی ایسا سرپرست نہیں ہوتا کہ اُس کی حمایت کرے اور اُسکے خصم کی بدسلوکی سے اُسکو بچاوے اِس پر خدا نے فرمایا کہ اگر تمکو ڈر ہو کہ نکاح کر لینے سے یتیم لڑکیوں پر ظلم کرو گے تو اور عورتوں سے نکاح کرو۔

جو تفسیر آیت کی حضرت عایشہ نے فرمائی اور سیاق کلام بھی اُسی پر دلالت کرتا ہے اُسکے لحاظ سے تقدیر کلام یوں ہے کہ "ان خفتم الا تقسطوا فی الیتامی فلا تنکحوھن وانکحوا من غیرھن ماطاب لکم من النساء" یعنی اگر تمکو ڈر ہو کہ یتیم لڑکیوں کے ساتھ انصاف نہ کرو گے تو اُن سے نکاح مت کرو اور اُنکے سوا اور عورتوں سے جو پسند ہوں نکاح کرو۔ فلا تنکحوھن۔ گویا جزا ے محذوف ہے اور "فانکحوا ماطاب لکم" اُس پر معطوف ہے جزا کو محذوف کر کے معطوف علی الجزا کو اُسکی جگہہ فرمایا ہے اس میں ایک نہایت دقیق نکتہ ہے اور وہ یہہ ہے کہ اگر "فلا تنکحوھن" کو محذوف نہ کیا جاتا تو یہہ شبہہ پیدا ہوتا کہ یتامی سے اُنکے اولیا کا نکاح قطعاً ممنوع ہے حالانکہ امتناع صرف تصرف مال اور اُنکے حقوق میں ناانصافی کرنے سے متعلق تھا۔

نکاح درحقیقت دو شخصوں میں ایک معاہدہ ہے مثل دیگر معاہدوں کے، مگر یہہ ایک ایسا معاہدہ ہے کہ اُسکے مثل کوئی دوسرا معاہدہ نہیں ہے اور ایک ایسا معاہدہ ہے جو فطرت انسانی کا مقتضی ہے اور اُس سے بالتخصیص ایسے احکام بمقتضاے فطرت انسانی متعلق ہیں جو دوسرے کسی معاہدہ سے متعلق نہیں ہیں، اور وہ احکام ایک نوع کے مذہبی احکام ہو گئے ہیں اسلیئے نکاح عام معاہدہ

اور مت دو بے عقلوں کو اپنا مال جسکو اللہ نے تمھارے لئے وجہ معیشت کیا ہے اُس میں سے اُن کو کھلاؤ اور پہناؤ اور کہو اُنکے لئے نیک بات (۴)

خاص ہوکر ایک مذہبی معاہدہ میں داخل ہو گیا ہے، اور بلحاظ اُسکی خصوصیات کے ٹھیک ٹھیک ایسا ہی ہونا لازم تھا۔

عورت بہ نسبت مرد کے اس معاہدہ کے نتائج کے لئے محل ہے، اسی لئے وہ مجاز نہیں ہوسکتی کہ ایک سے معاہدہ کرنے کے بعد اور اُس معاہدہ کے فسخ ہونے کے قبل دوسرے سے معاہدہ کرے، اسی وجہ سے اسلام نے بمقتضائے فطرت انسانی عورت کو ایک وقت میں تعدد ازواج کی اجازت نہیں دی، مگر مرد کی حالت اُس کے برخلاف ہے اور علاوہ اسکے مرد کے ساتھ اور اقسام کے ایسے تمدنی اُمور متعلق ہیں جو عموماً عورات سے متعلق نہیں ہیں، اسلئے وہ عدم جواز مرد سے بعینہ متعلق نہیں ہوسکتا تھا پس مرد کو کسی ایسے شرط کے ساتھ جو بجز خاص حالت کے اُسکو بھی تعدد ازواج سے روکے مجاز رکھنا بمقتضائے فطرت نہایت مناسب تھا، ان تمام دقائق کی رعایت مذہب اسلام نے اس عمدگی سے کی ہے جس سے یقین ہوتا ہے کہ بلا شبہہ وہ بانی فطرت کی طرف سے ہے مگر افسوس ہے کہ مسلمانوں نے اُسکو نہایت بُری طرح پر استعمال کیا ہے۔

فطرت اصلی جبکہ اُس میں کوئی اور عوارض داخل نہوں تو اُس کا مقتضی یہہ ہے کہ مرد کے لئے ایک ہی عورت ہونی چاہیئے، مگر مرد کو جسقدر امور تمدن سے بہ نسبت عورت کے زیادہ تر تعلق ہے ایسے امور پیش آتے ہیں جن سے بعض اوقات اُسکو اُس اصلی قانون سے عدول کرنا پڑتا ہے، اور حقیقت میں وہ عدول نہیں ہوتا بلکہ دوسرا قاعدہ قانون فطرت کا اختیار کرنا ہوتا ہے۔ اگر یہہ قاعدہ قرار پاتا کہ جب تک ایک عورت سے قطع تعلق نہ ہو جاوے تو دوسری عورت ممنوع رہے، تو اُس میں اُن عورات پر اکثر حالت میں نہایت بے رحمی کا برتاؤ جائز رکھا جاتا، اور اگر اُس قطع تعلق کو اُسکی موت پر یا کسی خاص فعل کے سرزد ہونے پر منحصر رکھا جاتا تو مرد کو بعض صورتوں میں منہیات پر رغبت دلانی ہوتی اور بعض صورتوں میں اُسکی ضرورت تمدن کو روکنا ہوتا۔ پس مرد کو حالات خاص میں تعدد ازواج کا مجاز رکھنا فطرت انسانی کے مطابق عمدہ فوائد پر مبنی تھا۔

وَابْتَلُوا الْيَتٰمٰى حَتّٰىٓ اِذَا بَلَغُوا النِّكَاحَ فَاِنْ اٰنَسْتُمْ مِّنْهُمْ رُشْدًا فَادْفَعُوْٓا اِلَيْهِمْ اَمْوَالَهُمْ وَلَا تَاْكُلُوْهَآ اِسْرَافًا وَّبِدَارًا ﴿۵﴾

اگر ایک عورت ایسے امراض میں مبتلا ہو جاوے کہ اسکی حالت قابل رحم ہو مگر معاشرت کے قابل نہ رہے، یا کوئی عورت عقیمہ ہو جسکے سبب مرد کی خواہش اولاد پوری نہ ہو سکتی ہو (اور جو ایک ایسا امر ہے کہ نبیا بھی اسکی تمنا سے خالی نہ تھے) تو کیا یہہ مناسب ہوگا کہ ایک بے رحمانہ طریقہ اُس سے قطع تعلق کا اختیار کئے بغیر دوسری عورت جائز نہ ہو، یا اُسکی موت کے انتظار میں مرد کو اُن اُمیدون کے حاصل کرنے میں جو بلحاظ تمدن اُسکے لئے ضروری ہیں روکا جاوے۔ یہہ ایسے امور ہیں کہ بمقتضاے فطرت انسانی روک نہیں سکتے اور جب روکے جاتے ہیں تو اُس سے زیادہ خرابیون میں مبتلا کرتے ہیں۔

ہاں تعدد ازواج کے جائز رکھنے کے ساتھ اس بات کی روک ضرور تھی کہ سواے حالت ضرورت کے کہ وہ بھی بمقتضاے فطرت انسانی ہو اِس جواز کو خواہش نفسانی کے پورا کرنیکا ذریعہ نہ بنایا جاوے (جیسا کہ مسلمانوں نے بنایا ہے) پس اسلام نے نہایت خوبی اور بے انتہا عمدگی سے اُس روک کو قایم کیا ہے جہاں فرمایا ہے کہ "فان خفتم الا تعدلوا فواحدۃ" یعنی اگر تمکو ڈر ہو کہ عدل نہ کرسکو گے تو پھر ایک ہی جورو چاہیئے۔ لفظ "ان خفتم" زیادہ تر غور کے لایق ہے کیونکہ کوئی انسان ایسا نہیں ہے کہ جسکو کسی وقت اور حالت میں بھی خوف عدم عدل نہ ہو۔ پس قرآن کی رو سے تعدد ازواج کی اجازت اُسی حالت میں پائی جاتی ہے جبکہ محل عدل بمقتضاے فطرت انسانی باقی نہ رہے کیونکہ صحیح طور پر اُسیوقت عدم خوف عدل صادق آسکتا ہے۔ ایسی حالت میں بھی اسلام نے تعدد ازواج کو بلکہ نفس نکاح کو بھی لازم نہیں کیا کیونکہ اِس مقام پر "فانکحوا" صیغہ امر کا (جیسا کہ اور مفسر بھی تسلیم کرتے ہیں) وجوب کے لئے نہیں ہے بلکہ جواز کے لئے ہے۔

اِس آیت میں جس لفظ پر بحث ہوسکتی ہے وہ لفظ "عدل" ہے علماے اسلام نے عدل کو صرف رہنے میں باری باندھنے اور نان ونفقہ دینے میں مخصوص کیا ہے اور میل قلبی یعنی محبت وموانست میں اور اُس امر میں جو خاص زوجیت سے متعلق ہے عدل کو متعلق نہیں کیا۔ اُنھون نے ایک حدیث سے اِسکا استنباط کیا ہے جسکے یہہ لفظ ہیں " ان النبی صلعم کان یقسم بین نسائہ

اور یتیموں کو آزماؤ جبکہ وہ نکاح کی حد تک پہونچیں (یعنی حد بلوغ کو) پھر اگر تم اُن میں ہوشیاری پاؤ تو اُنکو اُنکا مال دیدو اور اُنکے مال کو (اُنکے چھین لینے میں) اسراف اور جلدی کرکے مت کھا جاؤ (۵)

فیعدل ویقول اللھم ھذا قسمی فیما املك فلا تلمنی فیما تملك ولا املك" یعنی آنحضرت صلعم باری باندھتے تھے اپنی بیبیوں میں اور عدل کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ اے خدا یہہ میری تقسیم ہے جس میں میں مالک ہوں پھر تو مجھکو ملامت مت کر اُس میں جس میں تو مالک ہے اور میں مالک نہیں ہوں۔ ترمذی نے لکھا ہے کہ بعض علماء نے بیان کیا ہے کہ ان اخیر لفظوں سے محبت و مودت مراد ہے۔ اور لمعات میں اُس امر کو بھی جو خاص زوجیت سے متعلق ہے اسی میں داخل کیا ہے۔

مگر ہمکو اس میں کلام ہے۔ اول تو اس حدیث کی صحت قابل بحث ہے اس حدیث کے دو سلسلے ہیں ایک حماد بن سلمہ سے اور ایک حماد بن زید اور اَور لوگوں سے حماد بن سلمہ نے اپنے سلسلہ کو حضرت عائشہ تک ملا دیا ہے اور حماد بن زید اور اَور لوگوں نے صرف ابی قلابہ تک چھوڑ دیا ہے یعنی اُن کی حدیث مرسل ہے۔ ترمذی نے پہلے سلسلہ کو کافی اعتبار کے لایق نہیں سمجھا اور لکھا کہ دوسرا سلسلہ یعنی حماد بن زید کا زیادہ صحیح ہے مگر جبکہ وہ خود مرسل ہے تو کافی اعتبار کے لایق نہیں ہے۔

دوسرے یہہ کہ الفاظ "فلا تلمنی فیما تملك ولا املك" سے کسی امر کی طرف کنایہ ہے اُسکو میل قلبی یعنی محبت و موانست پر مخصوص و متعین کر لینے اور بالتخصیص اُس امر سے بھی متعلق کر دینے کی جو خاص زوجیت سے متعلق ہے کوئی وجہ نہیں ہے۔ بلکہ انبیاء علیہم السلام کی عظمت و شان اور اُنکی نیکی طینت و پاکیزگی طبیعت کے بالکل برخلاف ہے۔ کیا یہہ انبیاء کی شان سے ہے جو وہ یہہ کہیں کہ اے خدا جس پر میرا دل آجاوے تو اُس میں تو مجھکو معاف کر یا جسکے ساتھ میں وہ امر نہ کروں جو خاص زوجیت سے متعلق ہے تو تو مجھکو ملامت مت کر۔ افسوس ہے کہ بعض دفعہ اکابر بھی قدر و منزلت نفوس قدسیہ انبیا کو بھول جاتے ہیں اور اپنے نفوس پر قیاس کرکے وہی خفیف و نازیبا باتیں جو اُنکی نفوس میں ہیں نفوس قدسیہ انبیا کی طرف منسوب کرتے ہیں وشان الانبیاء اعلی واجل وارفع مما یظنون۔

اگر اس حدیث کو واقعی تصور کر لیا جاوے اور اُس کے الفاظ بھی وہی تسلیم کئے جاویں جو خود خدا صلعم کی زبان مبارک سے نکلے تھے،، جسکا یقیناً تسلیم کرنا نہایت مشکل ہے، تو ممکن ہے کہ

اَنْ يَّكْبَرُوْا وَمَنْ كَانَ غَنِيًّا فَلْيَسْتَعْفِفْ وَمَنْ كَانَ فَقِيْرًا فَلْيَاْكُلْ بِالْمَعْرُوْفِ ﴿۶﴾ فَاِذَا دَفَعْتُمْ اِلَيْهِمْ اَمْوَالَهُمْ فَاَشْهِدُوْا عَلَيْهِمْ وَكَفٰى بِاللّٰهِ حَسِيْبًا ﴿۷﴾

ان الفاظ سے اُن امور کیطرف اشارہ ہو جو قضا و قدر الہی سے واقع ہوتے ہیں اور جن میں انسان کا کچھ اختیار نہیں ہے مثلاً امراض میں سے کسی کو کسی مرض کا لاحق ہو جانا یا ایک کا ذی ولد اور ایک کا لاولد ہونا وغیرہ ذلک، نہ اُن اُمور کی طرف جو خواہش نفسانی سے علاقہ رکھتے ہیں کیونکہ انبیاء کی قدر و منزلت کا ادنی درجہ انکا خواہش نفسانی کے مطیع نہ ہوتے کو یقین کرتا ہے۔

تیسرے یہہ کہ باری کی اور نان و نفقہ کی تقسیم میں مساوات جسکو ایک حریص علی الازواج کرسکتا ہے کوئی ایسا امر مشکل اور مہتم بالشان نہ تھا جسکی نسبت لفظ "فان خفتم" استعمال ہوتا یہہ لفظ خود اسبات پر دلالت کرتا ہے کہ اُس سے کوئی ایسا امر عظیم الشان مراد ہے جسکی بجا آوری بجز اُن نفوس قدسیہ کے جو فی الحقیقت نفسانی خواہشوں کے مطیع نہیں ہیں یا اُس حالت میں جبکہ بمقتضا سے فطرت انسانی محل عدل باقی نہیں ہے اور کسیطرح پر ہو نہیں سکتی۔

چوتھے یہہ کہ عدل کے لفظ میں میل قلبی کو داخل نہ سمجھنا ایک بڑی غلطی ہے بلکہ جو تعلقات کہ باہم زن و شوہر کے ہیں اُن میں میل قلبی سب سے مقدم امر ہے اور اسلئے لفظ عدل بدرجہ اولی اُسی امر مقدم سے متعلق ہوتا ہے اور وہ امر مقدم کسیطرح اُس سے خارج نہیں رہ سکتا اور اسلئے حدیث مذکورہ بالا کے الفاظ "لا تلمنی فیما تملك ولا املك" سے میل قلبی کی طرف اشارہ سمجھنا سراسر غلطی ہے۔

خود خداوند تعالی نے مواللت و محبت کو تعلقات زن و شوہر میں امر مقدم قرار دیا ہے جہاں فرمایا ہے کہ "اللہ کی نشانیوں میں سے ہے کہ تمہارے لئے تم ہی میں سے جوڑا پیدا کیا تاکہ تم اُن سے میلان کرو اور تم دونوں میں محبت و پیار پیدا کیا"

"ومن ایاته ان خلق لکم من انفسکم ازواجا لتسکنوا* الیها وجعل بینکم مودة ورحمة ان فی ذلك لایات لقوم یتفکرون" (سورہ روم)

* یقال سکن الیه السکون القلبی ویقال سکن عنده السکون الجسمانی (تفسیر کبیر)

اُس ڈر سے کہ بڑے ہو جاوینگے اور جو شخص آسودہ ہو تو اُسکو اُنکے مال سے بچنا چاہیئے اور
جو کوئی محتاج ہو تو وہ اس میں سے کھاوے نیکی سے ⑥ پھر جب تم اُن کو اُنکا مال دیدو
تو اُن پر گواہ کر لو اور اللہ کافی ہے حساب لینے والا ⑦

"پس جو امر کہ تعلقات زن و شوہر سے مخصوص ہے وہ کیونکر لفظ عدل سے جو ایسے موقع پر بولا گیا ہے
خارج رہ سکتا ہے،

پانچویں یہ کہ جن کے پاس پہلے سے یعنی اس حکم کے آنیکے قبل سے متعدد جوروان ہیں اُنکی نسبت
حکم بیان کرتے وقت خود خدا نے عدل کو میل قلبی سے متعلق کیا ہے۔ جہاں فرمایا ہے کہ ہرگز تم

ولن تستطیعوا ان تعدلوا بین النساء ولو حرصتم فلا تمیلوا کل المیل (سورۃ النساء ۴)

عدل نہ کر سکوگے عورتوں میں اور گو کہ تمکو حرص ہو پھر مت جھک پڑو (یعنی ایک پر) بالکل جھک پڑنا

اس مقام پر فرمایا ہے کہ تم عدل نہیں کر سکنے کے، اگر عدل سے صرف مساوات نان و نفقہ و باری معین
کرنے سے مراد ہوتی تو یہہ بات ایسی نہ تھی جس کی نسبت کہا جاتا کہ تم ہرگز نہ کر سکوگے گو کہ اُسکے کرنے کی
حرص بھی کرو اُسکے بعد میل قلبی کا ذکر فرمایا ہے جس سے صاف پایا جاتا ہے کہ عدل میل قلبی کو شامل تھا
ممکن ہے کہ حدیث مذکورہ بالا اس آیت سے متعلق ہو۔

غرضکہ قرآن مجید سے جو حکم پایا جاتا ہے وہ یہی ہے کہ ایک جورو ہونی چاہیئے تعدد ازواج کی
اجازت اُسی وقت ہے کہ جب بمقتضائے فطرت انسانی و ضروریات تمدنی کے عقل و اخلاق و تمدن
اُسکی اجازت دے اور خوف عدم عدل باقی نہ رہے۔

.. لفظ "او ما ملکت ایمانکم" اُن عورات سے متعلق ہے جو قبل اسکے نکاح میں آچکی ہوں یا بموجب
رسم جاہلیت کے بطور ملک یمین لوگوں کے پاس ہوں مگر بعد کو مذہب اسلام نے اُس رسم جاہلیت کو موقوف
کر دیا جہاں فرمایا کہ "فاما منا بعد واما فداء" پس اُس کے بعد کوئی انسان کسی انسان کا ملک یمین نہیں ہو سکتا
اسباب میں میرا مستقل رسالہ مسمی "بتابریۃ الاسلام عن شین الامۃ والغلام" موجود ہے جس کسیکو مستوعب بحث
دیکھنی ہو اُسکو دیکھے اور میں اپنی اس تفسیر میں بھی مذکورہ بالا آیت کے تحت میں بالاجمال اُسکا ذکر کرونگا انشاء اللہ تعالیٰ۔

لِلرِّجَالِ نَصِيبٌ مِّمَّا تَرَكَ الْوَالِدَانِ وَالْأَقْرَبُونَ وَلِلنِّسَاءِ
نَصِيبٌ مِّمَّا تَرَكَ الْوَالِدَانِ وَالْأَقْرَبُونَ مِمَّا قَلَّ مِنْهُ أَوْ كَثُرَ
نَصِيبًا مَّفْرُوضًا ﴿٨﴾ وَإِذَا حَضَرَ الْقِسْمَةَ أُولُو الْقُرْبَىٰ وَالْيَتَامَىٰ
وَالْمَسَاكِينُ فَارْزُقُوهُم مِّنْهُ وَقُولُوا لَهُمْ قَوْلًا مَّعْرُوفًا ﴿٩﴾
وَلْيَخْشَ الَّذِينَ لَوْ تَرَكُوا مِنْ خَلْفِهِمْ ذُرِّيَّةً ضِعَافًا خَافُوا
عَلَيْهِمْ فَلْيَتَّقُوا اللَّهَ وَلْيَقُولُوا قَوْلًا سَدِيدًا ﴿١٠﴾ إِنَّ الَّذِينَ يَأْكُلُونَ
أَمْوَالَ الْيَتَامَىٰ ظُلْمًا إِنَّمَا يَأْكُلُونَ فِي بُطُونِهِمْ نَارًا وَسَيَصْلَوْنَ
سَعِيرًا ﴿١١﴾ يُوصِيكُمُ اللَّهُ فِي أَوْلَادِكُمْ لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْأُنثَيَيْنِ
فَإِن كُنَّ نِسَاءً فَوْقَ اثْنَتَيْنِ فَلَهُنَّ ثُلُثَا مَا تَرَكَ وَإِن كَانَتْ
وَاحِدَةً فَلَهَا النِّصْفُ وَلِأَبَوَيْهِ لِكُلِّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا السُّدُسُ
مِمَّا تَرَكَ إِن كَانَ لَهُ وَلَدٌ فَإِن لَّمْ يَكُن لَّهُ وَلَدٌ وَوَرِثَهُ
أَبَوَاهُ فَلِأُمِّهِ الثُّلُثُ فَإِن كَانَ لَهُ إِخْوَةٌ فَلِأُمِّهِ السُّدُسُ مِن
بَعْدِ وَصِيَّةٍ يُوصِي بِهَا أَوْ دَيْنٍ آبَاؤُكُمْ وَأَبْنَاؤُكُمْ لَا تَدْرُونَ
أَيُّهُمْ أَقْرَبُ لَكُمْ نَفْعًا فَرِيضَةً مِّنَ اللَّهِ إِنَّ اللَّهَ كَانَ عَلِيمًا حَكِيمًا ﴿١٢﴾

مردوں کے لئے اُس میں سے جو اُن کے ماں باپ اور قرابت مندوں نے چھوڑا ہے حصہ ہے اور عورتوں کیلئے بھی اُسمیں سے جو اُن کے ماں باپ اور قرابت مندوں نے چھوڑا ہے حصہ ہے اُس مال میں سے تھوڑا ہو یا بہت مقرر کیا ہوا حصہ (۸) اور جب موجود ہوں تقسیم ہوتے وقت قرابت مند لوگ یتیم اور مسکین تو اُس میں سے اُنکو کچھ دیدو اور کہو اُن کو نیک بات (۹) اور اُن لوگوں کو (جو قریب المرگ مریضوں کو اُن کے مال کی نسبت صلاح دیتے ہوں صلاح دینے میں خدا سے) ڈرنا چاہیے کہ اگر وہ اپنے پیچھے ضعیف اولاد چھوڑ جاتے کہ اُن پر (تنگی کا) ڈر کرتے (تو اپنے مال کی نسبت کیا کرتے) پس اُنکو خدا سے ڈرنا چاہئیے اور کہنی چاہئیے بات پختہ (۱۰) بے شک جو لوگ یتیموں کا مال ظلم سے کھاتے ہیں تو اُسکے سوا کچھ نہیں کہ اپنے پیٹوں میں انگارے بھرتے ہیں اور جا وینگے دوزخ میں (۱۱) بتا دیتا ہے تمکو اللہ میراث میں تمھاری اولاد کا حصہ، مرد کا حصہ دو عورتوں کے حصہ کی برابر ہے، پھر اگر اولاد میں عورتیں (یعنی بیٹیاں) ہوں دو سے زائد تو اُن کا حصہ کل ترکہ میں دو ثلث ہے، اور اگر ایک بیٹی ہو تو نصف متروکہ اُسکا حصہ ہے۔ اور اُس کے ماں باپ کا اُن دونوں میں سے ہر ایک کا متروکہ میں چھٹا حصہ ہے اگر اُسکے اولاد ہو، پھر اگر اُسکے کوئی اولاد نہ ہو اور اُسکے وارث اُسکے ماں باپ ہوں تو اُسکی ماں کا تیسرا حصہ ہے پھر اگر اُسکے بھائی ہوں تو اُسکی ماں کا چھٹا حصہ ہے، وصیت کے جو وہ کی گئی ہو یا قرض کے ادا کرنے کے بعد، اپنے باپوں اور اپنے بیٹوں (میں سے) تم نہیں جانتے کہ اُن میں سے کون تمھارے لئے نفع پہونچانے میں قریب تر ہے، مقرر کر دیا گیا اُن کا حصہ، اللہ کیطرف سے بے شک اللہ جاننے والا ہے حکمت والا (۱۲)

؎ یعنی جبکہ کوئی شخص بلا وصیت مر گیا ہو یا کسی قدر کی وصیت کی ہو اور باقی متروکہ بلا وصیت ہو کیونکہ میری تحقیق میں ثلث مال پر وصیت محدود نہیں ہے۔

وَلَكُمْ نِصْفُ مَا تَرَكَ اَزْوَاجُكُمْ اِنْ لَّمْ يَكُنْ لَّهُنَّ وَلَدٌ فَاِنْ
كَانَ لَهُنَّ وَلَدٌ فَلَكُمُ الرُّبُعُ مِمَّا تَرَكْنَ مِنْ بَعْدِ وَصِيَّةٍ يُّوْصِيْنَ
بِهَاۤ اَوْ دَيْنٍ ﴿۱۳﴾ وَلَهُنَّ الرُّبُعُ مِمَّا تَرَكْتُمْ اِنْ لَّمْ يَكُنْ لَّكُمْ وَلَدٌ
فَاِنْ كَانَ لَكُمْ وَلَدٌ فَلَهُنَّ الثُّمُنُ مِمَّا تَرَكْتُمْ مِّنْ بَعْدِ وَصِيَّةٍ
تُوْصُوْنَ بِهَاۤ اَوْ دَيْنٍ ﴿۱۴﴾ وَاِنْ كَانَ رَجُلٌ يُّوْرَثُ كَلٰلَةً اَوِ امْرَاَةٌ
وَّلَهٗۤ اَخٌ اَوْ اُخْتٌ فَلِكُلِّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا السُّدُسُ فَاِنْ كَانُوْۤا
اَكْثَرَ مِنْ ذٰلِكَ فَهُمْ شُرَكَآءُ فِى الثُّلُثِ مِنْ بَعْدِ وَصِيَّةٍ يُّوْصٰى
بِهَاۤ اَوْ دَيْنٍ ﴿۱۵﴾ غَيْرَ مُضَآرٍّ وَصِيَّةً مِّنَ اللّٰهِ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ
حَلِيْمٌ ﴿۱۶﴾ تِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ
يُدْخِلْهُ جَنّٰتٍ تَجْرِىْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا وَذٰلِكَ
الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ﴿۱۷﴾ وَمَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَيَتَعَدَّ حُدُوْدَهٗ
يُدْخِلْهُ نَارًا خَالِدًا فِيْهَا وَلَهٗ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ ﴿۱۸﴾ وَالّٰتِىْ
يَاْتِيْنَ الْفَاحِشَةَ مِنْ نِّسَآئِكُمْ فَاسْتَشْهِدُوْا عَلَيْهِنَّ
اَرْبَعَةً مِّنْكُمْ فَاِنْ شَهِدُوْا فَاَمْسِكُوْهُنَّ فِى الْبُيُوْتِ

اور تمھارے لئے نصف حصہ ہے تمھاری جوردوں کے متروکہ میں اگر اُنکے کوئی اولاد نہو، پھر اگر اُن کے اولاد ہو تو تمھارا چوتھائی حصہ ہے اُنکے متروکہ میں، وصیت کے جو وہ کرگئی ہوں یا قرض کے ادا کرنے کے بعد (۱۳) اور اُن کے لئے چوتھائی حصہ ہے تمھارے متروکہ میں اگر تمھاری کوئی اولاد نہو، پھر اگر تمھاری اولاد ہو تو اُن کے لئے آٹھواں حصہ ہے تمھارے متروکہ میں، وصیت کے جو تم کر گئے ہو یا قرض کے ادا کرنے کے بعد (۱۴) اگر ایک مرد ہو کہ اُسکے ورثہ لینے والوں میں اُسکی اولاد اور باپ کے سوا اور لوگ ہوں اور یا ایسی ہی کوئی عورت ہو اور اُس کے وارثوں میں بھائی اور بہن ہوں تو اُن میں سے ہر ایک کا چھٹا حصہ ہے، پھر اگر وہ اُس سے زیادہ ہوں تو وہ تیسرے حصہ میں شریک ہیں، وصیت کے جو وہ کیگئی ہو یا قرض کے ادا ہونے کے بعد (۱۵) بغیر مضرت پہونچانے کے، مقرر کیا گیا ہے اللہ کیطرف سے اور اللہ جاننے والا ہے حلم والا (۱۶) یہہ ہیں اللہ کی مقرر کی ہوئی حدیں، اور جو کوئی اطاعت کرے اللہ کی اور اُسکے رسول کی اللہ اُسکو داخل کریگا بہشتوں میں بہتی ہیں اُنکے نیچے نہریں ہمیشہ رہیں گے اُس میں اور یہہ ہے کامیابی بڑی (۱۷) اور جس نے نافرمانی کی اللہ کی اور اُسکے رسول کی اور توڑ دیں اُس کی مقرر کی ہوئی حدیں اللہ اُسکو ڈالدیگا آگ میں ہمیشہ رہیگا اُس میں اور اُسکے لئے عذاب ہے ذلیل کرنے والا (۱۸) تمھاری عورتوں میں سے جو عورتیں بدکاری کریں تو اُن پر تم میں سے چار شخص گواہ مانگو پھر اگر وہ گواہی دیں تو اُنکو بند کر رکھو گھروں میں

حتی یتوفٰهن الموت او یجعل اللّٰه لهن سبیلا ﴿۱۹﴾ والذٰن
یاتیٰنها منکم فاٰذوهما فان تابا واصلحا فاعرضوا عنهما ان اللّٰه
کان توابا رحیما ﴿۲۰﴾ انما التوبة علی اللّٰه للذین یعملون السوٓء
بجهالة ثم یتوبون من قریب فاولٰٓئک یتوب اللّٰه علیهم وکان اللّٰه
علیما حکیما ﴿۲۱﴾ ولیست التوبة للذین یعملون السیاٰت
حتی اذا حضر احدهم الموت قال انی تبت الٰـٔن ولا
الذین یموتون وهم کفار اولٰٓئک اعتدنا لهم عذابا الیما ﴿۲۲﴾
یایها الذین اٰمنوا لا یحل لکم ان ترثوا النسآء کرها ولا تعضلو
هن لتذهبوا ببعض ماٰ اتیتموهن الآ ان یاتین بفاحشة
مبینة وعاشروهن بالمعروف فان کرهتموهن فعسٰی ان
تکرهوا شیـٔا ویجعل اللّٰه فیه خیرا کثیرا ﴿۲۳﴾ وان اردتم
استبدال زوج مکان زوج واٰتیتم احدٰهن قنطارا
فلا تاخذوا منه شیـٔا اتاخذونه بهتانا واثما مبینا ﴿۲۴﴾
وکیف تاخذونه

یہاں تک کہ اٹھالے اُن کو موت، یا مقرر کرے اللہ اُن کے لئے کوئی راہ (۱۹) اور جو
دو مرد تم میں سے بدکاری کریں تو اُن دونوں کو ایذا دو پھر اگر (سزا بھگتنے کے بعد آیندہ کے لئے) توبہ
کریں اور نیکی پر آویں تو اُن سے درگزر کرو، بے شک اللہ معاف کرنیوالا ہے رحم والا (۲۰) اسکے
سوا کچھ نہیں ہے کہ اللہ پر اُن لوگوں کی توبہ قبول کرنی ہے جو بُرا کام کرتے ہیں نادانی سے
پھر توبہ کرتے ہیں جلدی سے، تو وہی لوگ ہیں کہ اللہ اُنکو معاف کریگا اور اللہ جاننے والا
ہے حکمت والا (۲۱) اور اُن لوگوں کے لئے معافی نہیں ہے جو بُرے کام کرتے جاتے ہیں
یہاں تک کہ جب اُن میں سے کسی ایک کے پاس موت آموجود ہوئی تو کہا کہ بے شک
میں نے اب توبہ کی، اور نہ اُن لوگوں کے لئے ہے جو مر گئے اور وہ کافر تھے، یہہ لوگ وہ
ہیں جن کے لئے ہم نے طیار کیا ہے عذاب دُکھ دینے والا (۲۲) اے لوگو جو ایمان لائے
ہو تمھارے لئے حلال نہیں ہے کہ ورثہ میں عورتوں کو زبردستی سے (جورو بنانیکو) لو اور اُن
کو (اور وں سے نکاح کرنے سے) منع مت کرو تاکہ کچھ اُس میں سے لیلو جو تم نے اُنکو دیا ہے، مگر
جب کہ وہ علانیہ بدکاری کریں، اور اُن کے ساتھ گذران کرو نیکی سے پھر اگر تم اُنکو ناپسند
کرو تو (چھوڑ مت دو) شاید تم ناپسند کرو ایک چیز کو اور پیدا کرے اللہ اُس میں بہت سی
بھلائیاں (۲۳) اور اگر تم چاہو بدل لینا ایک جورو کا ایک جورو کی جگہہ (یعنی ایک کو طلاق
دیکر دوسری سے نکاح کرنا) اور تم نے اُن میں سے ایک کو بہت سا مال دیا ہو تو مت لو
اُس میں سے کچھہ کیا تم اُسکو لیتے ہو بہتان کرکے اور علانیہ گناہ کرکے (۲۴) اور کیونکر تم اُسکو لوگے

وَقَدْ اَفْضٰى بَعْضُكُمْ اِلٰى بَعْضٍ وَّاَخَذْنَ مِنْكُمْ مِّيْثَاقًا غَلِيْظًا ﴿۲۵﴾ وَلَا تَنْكِحُوْا مَا نَكَحَ اٰبَآؤُكُمْ مِّنَ النِّسَآءِ اِلَّا مَا قَدْ سَلَفَ اِنَّهٗ كَانَ فَاحِشَةً وَّمَقْتًا وَّسَآءَ سَبِيْلًا ﴿۲۶﴾ حُرِّمَتْ عَلَيْكُمْ اُمَّهٰتُكُمْ وَبَنٰتُكُمْ وَاَخَوٰتُكُمْ وَعَمّٰتُكُمْ وَخٰلٰتُكُمْ وَبَنٰتُ الْاَخِ وَبَنٰتُ الْاُخْتِ وَاُمَّهٰتُكُمُ الّٰتِيْٓ اَرْضَعْنَكُمْ وَاَخَوٰتُكُمْ مِّنَ الرَّضَاعَةِ وَاُمَّهٰتُ نِسَآئِكُمْ وَرَبَآئِبُكُمُ الّٰتِيْ فِيْ حُجُوْرِكُمْ مِّنْ نِّسَآئِكُمُ الّٰتِيْ دَخَلْتُمْ بِهِنَّ فَاِنْ لَّمْ تَكُوْنُوْا دَخَلْتُمْ بِهِنَّ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ وَحَلَآئِلُ اَبْنَآئِكُمُ الَّذِيْنَ مِنْ اَصْلَابِكُمْ وَاَنْ تَجْمَعُوْا بَيْنَ الْاُخْتَيْنِ اِلَّا مَا قَدْ سَلَفَ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ﴿۲۷﴾ وَالْمُحْصَنٰتُ مِنَ النِّسَآءِ اِلَّا مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ كِتٰبَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَاُحِلَّ لَكُمْ مَّا وَرَآءَ ذٰلِكُمْ اَنْ تَبْتَغُوْا بِاَمْوَالِكُمْ

---

(۲۸) (ان تبتغوا باموالکم) یہہ آیت بھی منجملہ اُن آیتوں کے ہے جسکی تفسیر میں مجھکو تمام مفسرین اور علماء متقدمین سے اختلاف ہے۔ تمام مفسرین اس آیت کو آیت متعہ کہتے ہیں یعنی اس آیت میں متعہ کے جائز ہونے کا حکم ہے متعہ کے یہہ معنی ہیں کہ ایک مرد ایک عورت سے میعاد معین کے لئے مثلاً ایک شب کیلئے بعوض مال معین کے مثلاً دس روپیہ کی اُجرت ٹھیرا لے اور اُس سے اُس میعاد تک

وھی ای المتعۃ عبارۃ عن ان یستاجر الرجل المراۃ بمال معلوم الی اجل معین فیجامعھا (تفسیر کبیر)

حالانکہ بے شک تمنے ایک دوسرے سے حاجت روائی کی ہے اور عورتوں نے تمسے مضبوط
قول لے لیا ہے (۲۵) اور مت نکاح کرو عورتوں میں سے اُس عورت سے جس سے تمھارے
باپوں نے نکاح کیا ہو، مگر جو ہوا سو گذر گیا، بیشک وہ بیحیائی ہے اور ناپسندیدہ اور بدراہ (۲۶)
حرام کی گئیں تم پر تمھاری مائیں اور تمھاری بیٹیاں اور تمھاری بہنیں اور تمھاری پھوپیاں اور
تمھاری خالائیں اور بھتیجیاں اور بھانجیاں اور تمھاری مائیں جنھوں نے تمھیں دودھ پلایا اور تمھاری دودھ
بہنیں اور تمھاری بیبیوں کی مائیں اور تمھاری گیلڑ بیٹیاں جو تمھاری گودیں ہیں تمھاری ایسی
بیبیوں کے پیٹ سے جن سے تمنے صحبت کی ہے پھر اگر تمنے اُن سے صحبت نہ
کی ہو تو کچھ گناہ تم پر نہیں اور (حرام کی گئیں تم پر) تمھارے بیٹوں کی جوروان جو تمھاری
پیٹھ سے ہیں اور (حرام کیا گیا) کہ دو بہنوں کو اکھٹا کرو، مگر جو ہوا سو گذر گیا، بے شک
اللہ بخشنے والا ہے مہربان (۲۷) اور حرام کی گئیں تم پر عورتوں میں سے آزاد عورتیں
مگر وہ جنکے مالک ہوئے ہیں تمھارے ہاتھ (یعنی نکاح کر لینے سے) الکھ دیا اللہ نے
تم پر (یہہ حکم) اور حلال کیا گیا تمھارے لئے ان محرمات کے سوا، اس لئے کہ تم ڈھونڈو
بعوض اپنے مال کے (آزاد عورتوں کو نکاح کرنیکے لئے)

مباشرت کرے، جیسا کہ اِس زمانہ میں بیحیا عورتوں سے بے حیا مردوں کا عام دستور ہے۔
علماء کا اتفاق ہے کہ ابتدائی اسلام میں متعہ جائز تھا اور اِس باب میں کہ وہ بدستور جائز ہے یا ممنوع
یا منسوخ ہو گیا ہے اختلاف ہے، گروہ کثیر امتہ کا یہہ قول ہے کہ اِس آیت میں تو بلا شبہہ جواز متعہ
کا حکم ہے لیکن یہہ حکم منسوخ ہو گیا ہے، مگر جن آیتوں سے اِس کے نسخ کا استدلال کرتے ہیں
وہ استدلال میری دانست میں نہایت ضعیف ہے۔

مُحْصِنِينَ غَيْرَ مُسَافِحِينَ فَمَا اسْتَمْتَعْتُم بِهِ مِنْهُنَّ فَآتُوهُنَّ
أُجُورَهُنَّ فَرِيضَةً

اور گروہ قلیل امت کا یہہ قول ہے کہ حکم جواز متعہ بدستور بحال و غیر منسوخ ہے، ابن عباس سے
اس میں مختلف روایتیں ہیں۔ ایک روایت تو جواز متعہ کی ہے بلا کسی قید کے۔ اور ایک روایت
میں اسکا جواز بحالت اضطرار بیان ہوا ہے، جیسے کہ مردار و سور کا گوشت حالت اضطرار میں کھا لینا
جائز ہے۔ اور ایک روایت میں بیان ہوا ہے کہ ابن عباس نے تسلیم کیا کہ حکم جواز متعہ منسوخ ہو گیا
ہے۔ عمران بن حصین اُسکے جواز کے قائل تھے اور کہتے تھے کہ جواز متعہ کی آیت قرآن مجید میں موجود
ہے اور اُسکے بعد کوئی ایسی آیت سے جس سے حکم جواز متعہ منسوخ ہوا ہو نازل نہیں ہوئی۔ اور شیعہ
حضرت علی مرتضیٰ سے جواز متعہ کی بہت سی روایتیں بیان کرتے ہیں، مگر اہل سنت و جماعت کے ہاں
حضرت علی مرتضیٰ سے کوئی معتبر روایت جواز متعہ پر منقول نہیں ہے۔ محمد بن جریر الطبری نے اپنی
تفسیر میں حضرت علی سے یہہ روایت لکھی ہے کہ "اگر عمر لوگوں کو متعہ کرنے سے منع نہ کرتے تو بجز
کسی بدبخت کے کوئی زنا نہ کرتا" اور محمد بن الحنفیہ سے جو حضرت علی کے بیٹے ہیں یہہ روایت ہے کہ
"حضرت علی مرتضیٰ ابن عباس پاس گئے جو جواز متعہ کا فتویٰ دیتے تھے اور فرمایا کہ آنحضرت صلعم نے
متعہ سے منع کیا ہے"

میرے نزدیک علماء و مفسرین کا اس آیت سے حکم جواز متعہ پر استدلال کرنا محض غلط ہے، بلکہ اس آیت
سے علانیہ متعہ کے امتناع کا حکم پایا جاتا ہے۔ تمام تاریخوں اور قدیم کتابوں سے پایا جاتا ہے کہ ہر ایک قوم میں
قدیم زمانہ سے اس قسم کی عورتیں تھیں جو یہی پیشہ کرتی تھیں کہ لوگوں سے اُجرت ٹھیرا کر اُنکو اپنے ساتھ مباشرت
کرنے دیتی تھیں جیسے کہ اس زمانہ میں بھی ایسی عورتیں پائی جاتی ہیں، جنکو بلحاظ اُنکے حالات کے خانگیاں
اور کسبیاں کہتے ہیں یہودیوں میں فارسیوں میں بلکہ تمام قوموں میں اس قسم کی عورتیں تھیں، عرب میں بھی
قبل اسلام اور ابتداء اسلام میں اور شاید اس کے بعد بھی ایسی عورتوں کا وجود تھا، اور شاید اب بھی ہوں
یا اُسکی ظاہری صورت میں کچھ تبدیلی واقع ہوئی ہو۔ یہہ طریقہ اور یہہ فعل صرف اس وجہہ سے نکلا تھا کہ
مردوں کو اپنی مستی جھاڑنیکا موقع ملے۔ تزوج میں اور اس طرح پر متعہ یعنی اُجرت سے کام چلانے میں

پاک دامنی رکھنے کو نہ مستی جھاڑنیکو، پھر جو عورت کو تم نے اُس سے فائدہ اُٹھایا عورتوں میں سے تو دو اونکو اُنکی مقرر کی ہوئی اُجرت (یعنی مہر)

فی نفسہ کوئی فرق نہ تھا اِسلئے کہ مہر اور اُجرت حقیقتاً ایک ہی شے ہے رضا و معاہدہ دونوں حالت میں ایک ہی حقیقت رکھتا ہے، متعہ میں میعاد کا معین ہو جانا اور تزوج میں تعین میعاد کا اختیار زوج کے ہاتھ میں رہنا، یا میعاد کا معلوم ہونا مگر اُسکی تعداد کا نامعلوم ہونا کہ کب موت آئیگی حقیقت معاہدہ میں کوئی معتدبہ تبدل نہیں کرتا پس اِن دونوں میں جو حقیقتاً فرق تھا وہ یہی تھا کہ تزوج سے مقصود دراصل احصان یعنی پاک دامنی اور نیکی تھی، اور متعہ سے صرف مستی جھاڑنی، کیونکہ اُس سے اُسکے مرتکب کو بجز سفح منی کے اور کوئی مقصود نہیں ہوتا۔ پس اسی کو خدا تعالیٰ نے منع کیا جہاں فرمایا کہ "اَن تبتغوا باموالکم محصنین غیر مسافحین" یعنی تم بعوض اپنے مال کے آزاد عورتوں کو نکاح کرنے کے لئے تلاش کرو اور اُن سے نکاح کرنا پاک دامنی رکھنے کی غرض سے ہو نہ مستی جھاڑنے کی غرض سے۔ مطلب آیت کا صرف محصنین کے لفظ پر ختم ہو گیا تھا۔ غیر مسافحین کا لفظ صرف اُسی طریقہ متعہ کے منع کرنیکو کہا گیا ہے جو نہایت بے حیائی اور بد اخلاقی سے رائج تھا، "انہ کان فاحشۃ ومقتا وساء سبیلا"۔ پس اِس آیت سے متعہ کا امتناع پایا جاتا ہے نہ اُسکا جواز جیسے کہ غلطی سے علماء اسلام نے خیال کیا ہے۔

باقی رہی روایتیں، جن میں سے بعض سے بجز اسکے اور کچھ نہیں پایا جاتا کہ مکہ کی عورتیں بن سنور کر بیٹھی تھیں جیسے اب بھی اس قسم کی عورتیں میلوں اور مجمعوں میں بناؤ سنگار کر کر بیٹھتی ہیں یا اور اُن سے متعہ کرنے کی آنحضرت صلعم نے اجازت دی تھی، وہ سب روایتیں محض بیہودہ و لغو ہیں

روی ان النبی صلعم لما قدم مکۃ فی عمرتہ تزین نساء مکۃ فشکا اصحاب الرسول صلعم طول العزوبۃ فقال استمتعوا من ھذہ النساء (تفسیر کبیر)

جسقدر حدیثیں جواز متعہ پر بیان ہوئی ہیں اور جسقدر کہ اُسکی منسوخی یا بحالی کی نسبت منقول ہیں اُنمیں سے ایک بھی لائق التفات اور قابل تسلیم نہیں ہے۔ کیونکہ اُنمیں سے کوئی بھی صحیح نہیں ہے۔ متعہ پر جو بحث شروع ہوئی ہے وہ اسی آیت کی بنا پر ہوئی ہے کہ علماء و مفسرین نے غلطی سے سمجھا کہ اِس آیت سے جواز متعہ نکلتا ہے پھر ایک گروہ اسکا مخالف ہوا

وَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِيمَا تَرَاضَيْتُمْ بِهِ مِنْ بَعْدِ الْفَرِيضَةِ إِنَّ اللَّهَ كَانَ عَلِيمًا حَكِيمًا ﴿۲۸﴾ وَمَنْ لَمْ يَسْتَطِعْ مِنْكُمْ طَوْلًا أَنْ يَنْكِحَ الْمُحْصَنَاتِ الْمُؤْمِنَاتِ فَمِنْ مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ مِنْ فَتَيَاتِكُمُ الْمُؤْمِنَاتِ وَاللَّهُ أَعْلَمُ بِإِيمَانِكُمْ بَعْضُكُمْ مِنْ بَعْضٍ فَانْكِحُوهُنَّ بِإِذْنِ أَهْلِهِنَّ وَآتُوهُنَّ أُجُورَهُنَّ بِالْمَعْرُوفِ مُحْصَنَاتٍ غَيْرَ مُسَافِحَاتٍ وَلَا مُتَّخِذَاتِ أَخْدَانٍ ﴿۲۹﴾ فَإِذَا أُحْصِنَّ فَإِنْ أَتَيْنَ بِفَاحِشَةٍ فَعَلَيْهِنَّ نِصْفُ مَا عَلَى الْمُحْصَنَاتِ مِنَ الْعَذَابِ ذَلِكَ لِمَنْ خَشِيَ الْعَنَتَ مِنْكُمْ وَأَنْ تَصْبِرُوا خَيْرٌ لَكُمْ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَحِيمٌ ﴿۳۰﴾ يُرِيدُ اللَّهُ لِيُبَيِّنَ لَكُمْ وَيَهْدِيَكُمْ سُنَنَ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِكُمْ وَيَتُوبَ عَلَيْكُمْ وَاللَّهُ عَلِيمٌ حَكِيمٌ ﴿۳۱﴾

اُسکی منسوخی ثابت کرنے پر توجہ کی، اور اُسکی تائید پر ناسخ حدیثیں موجود ہوگئیں اور اُسکے مویدین نے اُسکے جواز کی حدیثیں پکڑ بلائیں، شیعہ کے پشت پناہ تو جناب علی مرتضیٰ ہیں ہی اُنھوں نے سچ جھوٹ جو چاہا اب المظلوم علیہما السلام پر تہمت دھردی! البتہ اگر اس آیت سے حکم امتناع متعہ تسلیم کیا جاوے جو اُس زمانہ میں عرب میں مروج تھا تو وہ روایتیں جن میں بلا ذکر نسخ صرف حکم امتناع متعہ ہے بتائید اس آیت کے قابل ترجیح یا لائق اعتماد متصور ہو سکینگی اور خیال ہو سکتا ہے کہ بعد نزول اس آیت کے آنحضرت صلعم نے متعہ مروجہ کا امتناع کیا۔

جبکہ ہم روایات متعلق متعہ کو صحیح تسلیم نہیں کرتے تو ضرورتاً یہ لازم آتا ہے کہ ہم اس بات کو بھی کہ متعہ کی

اور تمپر کچھ گناہ نہیں جس میں تم آپس میں اُس پر راضی ہو جاؤ (مہر) مقرر کرنے کے بعد بیشک
اللہ جاننے والا ہے حکمت والا (۲۸) اور جو کوئی تم میں سے بلحاظ مقدور کے استطاعت
نہ رکھتا ہو کہ مسلمان آزاد عورتوں سے نکاح کرے تو تمھاری اُن مسلمان چھوکریوں سے
(نکاح کرے) جنکے مالک تمھارے ہاتھ ہوئے ہیں اور اللہ جانتا ہے تمھارے
ایمان کو ایک تم میں کا ایسا ہے جیسے دوسرا پھر اُن سے نکاح کرو اُنکے صاحبوں کی اجازت
سے اور اُن کو دو اُنکی اُجرت (یعنی مہر) خوشی سے جبکہ وہ پاکدامن ہوں نہ مستی جھاڑنیوالی
اور نہ پوشیدہ آشنا رکھنے والی (۲۹) پھر جب شوہر دار ہونے کے بعد فاحشہ بیا اختیار
کریں تو اُن پر اُس عذاب کا آدہا ہی جو (عذاب) آزاد عورتوں پر ہے چھوکریوں سے نکاح کرنا
اُسکے لئے ہے جس کو تم میں سے بدکاری کا خوف ہو اور اگر تم صبر کرو تو تمھارے لئے بہتر
ہے اور اللہ بخشنے والا ہے مہربان (۳۰) اللہ چاہتا ہی کہ تمکو بتاوے اور تمکو ہدایت کرے اُن لوگوں
کی راہ کو جو تم سے پہلے تھے اور معاف کرے تمکو اور اللہ جاننے والا ہے حکمت والا (۳۱)

نسبت آنحضرت صلعم نے جواز کا حکم دیا اور ابن عباس اور عمران بن حصین نے یہہ کہا اور علی مرتضیٰ نے یہہ فرمایا
تسلیم نہین کرتے اور جو تفسیر اس آیت کی ہمنے بیان کی اُسکی نسبت یہہ نہیں کہا جاسکتا کہ اُن بزرگوں کے اقوال کے
برخلاف ہے۔ ہان یہہ کہا جاسکتا ہے کہ سوا ہمارے تمام مفسرین و علمای متقدمین آیت کے معنی اُسکے اُلٹے
سمجھے مگر اس کہنے کی ہمکو کچھ پرواہ نہیں ہے غرضکہ ہماری تحقیق یہہ ہے کہ متعہ کا طریقہ اسلام نے پیدا نہیں
کیا بلکہ وہ قدیم سے جاری تھا اسلام نے اُسکو منع کیا گو کہ ابتدائے زمانہ اسلام میں بھی جاری رہا ہو۔ بہت سے
رواج زمانہ جاہلیت کے ایسے تھے جو زمانہ ابتدائے اسلام میں رائج تھے بعد کو ممنوع ہوئے متعہ بھی
اُس میں سے ہے ۔

وَاللّٰهُ يُرِيْدُ اَنْ يَّتُوْبَ عَلَيْكُمْ وَيُرِيْدُ الَّذِيْنَ يَتَّبِعُوْنَ الشَّهَوٰتِ
اَنْ تَمِيْلُوْا مَيْلًا عَظِيْمًا يُرِيْدُ اللّٰهُ اَنْ يُّخَفِّفَ عَنْكُمْ وَخُلِقَ
الْاِنْسَانُ ضَعِيْفًا ﴿۳۲﴾ يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَاْكُلُوْا اَمْوَالَكُمْ
بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ اِلَّا اَنْ تَكُوْنَ تِجَارَةً عَنْ تَرَاضٍ مِّنْكُمْ وَلَا تَقْتُلُوْا
اَنْفُسَكُمْ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِكُمْ رَحِيْمًا ﴿۳۳﴾ وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ عُدْوَانًا
وَّظُلْمًا فَسَوْفَ نُصْلِيْهِ نَارًا وَكَانَ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيْرًا ﴿۳۴﴾
اِنْ تَجْتَنِبُوْا كَبٰٓئِرَ مَا تُنْهَوْنَ عَنْهُ نُكَفِّرْ عَنْكُمْ سَيِّاٰتِكُمْ وَنُدْخِلْكُمْ
مُّدْخَلًا كَرِيْمًا ﴿۳۵﴾ وَلَا تَتَمَنَّوْا مَا فَضَّلَ اللّٰهُ بِهٖ بَعْضَكُمْ
عَلٰى بَعْضٍ لِلرِّجَالِ نَصِيْبٌ مِّمَّا اكْتَسَبُوْا وَلِلنِّسَآءِ نَصِيْبٌ مِّمَّا
اكْتَسَبْنَ وَسْئَلُوا اللّٰهَ مِنْ فَضْلِهٖ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمًا ﴿۳۶﴾
وَلِكُلٍّ جَعَلْنَا مَوَالِيَ مِمَّا تَرَكَ الْوَالِدٰنِ وَالْاَقْرَبُوْنَ وَالَّذِيْنَ
عَقَدَتْ اَيْمَانُكُمْ فَاٰتُوْهُمْ نَصِيْبَهُمْ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلٰى كُلِّ
شَيْءٍ شَهِيْدًا ﴿۳۷﴾ اَلرِّجَالُ قَوّٰمُوْنَ عَلَى النِّسَآءِ بِمَا فَضَّلَ
اللّٰهُ بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ

اور اللہ چاہتا ہے کہ معاف کرے تمکو اور جو لوگ خواہشات نفسانی کی پیروی کرتے ہیں،
چاہتے ہیں کہ تم کجروی کرو بڑی کجروی کرنی، اللہ چاہتا ہے کہ تم پر سے (بوجھ) ہلکا کرے
اور انسان ضعیف پیدا کیا گیا ہے (۳۲) اے لوگوں جو ایمان لائے ہو مت کھاؤ
اپنے آپس کا مال دغا سے مگر یہہ کہ آپس کی رضامندی سے تم میں سوداگری ہو،
اور مت مار ڈالو اپنے آپ کو بے شک اللہ تمھارے ساتھ رحم کرنیوالا ہے (۳۳) اور جس
شخص نے زیادتی اور ظلم سے ایسا کیا تو ہم اُسکو جلد آگ میں ڈالینگے اور یہہ اللہ پر آسان ہی (۳۴)
اگر تم بچوگے اُن بُری باتوں سے جنسے (یعنی جن کے کرنے سے) منع کیے گئے ہو تو ہم دور کرد ینگے
تم سے تمھارے گناہ اور داخل کرینگے اچھی جگہہ میں (۳۵) اور تم تمنا نہ کرو (یعنی حسد مت کرو) اُسکی
جو بزرگی کہ اللہ نے تم میں سے ایک کو دوسرے پر دی ہے مردون کے لئے اُسکا حصہ ہے
جو اُنھون نے کمایا اور عورتوں کیلئے اُس کا حصہ ہے جو اُنھوں نے کمایا اور اللہ سے مانگو
اُسکا فضل بے شک اللہ ہر چیز کا جاننے والا ہے (۳۶) ہر ایک کیلئے ہمنے وارث قرار
دیئے ہیں اُسمیں جو چھوڑا ہے ماں باپ نے اور قرابت مندوں نے، اور جن لوگوں سے تمنے عہد
باندھا ہے پھر تم اُنکا حصہ اُنکو دو بے شک اللہ ہر چیز پر شاہد ہے (۳۷) مرد تسلط رکھنے والے ہیں
عورتون پر بسبب اُس کے کہ بزرگی دی ہے اللہ نے انسانوں میں سے ایک کو دوسرے پر

وَّبِمَآ اَنۡفَقُوۡا مِنۡ اَمۡوَالِهِمۡ فَالصّٰلِحٰتُ قٰنِتٰتٌ حٰفِظٰتٌ لِّلۡغَيۡبِ بِمَا حَفِظَ اللّٰهُ وَالّٰتِىۡ تَخَافُوۡنَ نُشُوۡزَهُنَّ فَعِظُوۡهُنَّ وَاهۡجُرُوۡهُنَّ فِى الۡمَضَاجِعِ وَاضۡرِبُوۡهُنَّ فَاِنۡ اَطَعۡنَكُمۡ فَلَا تَبۡغُوۡا عَلَيۡهِنَّ سَبِيۡلًا اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيًّا كَبِيۡرًا ﴿۳۴﴾ وَاِنۡ خِفۡتُمۡ شِقَاقَ بَيۡنِهِمَا فَابۡعَثُوۡا حَكَمًا مِّنۡ اَهۡلِهٖ وَحَكَمًا مِّنۡ اَهۡلِهَا اِنۡ يُّرِيۡدَاۤ اِصۡلَاحًا يُّوَفِّقِ اللّٰهُ بَيۡنَهُمَا اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيۡمًا خَبِيۡرًا ﴿۳۵﴾ وَاعۡبُدُوا اللّٰهَ وَلَا تُشۡرِكُوۡا بِهٖ شَيۡـئًا وَّبِالۡوَالِدَيۡنِ اِحۡسَانًا وَّبِذِى الۡقُرۡبٰى وَالۡيَتٰمٰى وَالۡمَسٰكِيۡنِ وَالۡجَارِ ذِى الۡقُرۡبٰى وَالۡجَارِ الۡجُـنُبِ وَالصَّاحِبِ بِالۡجَـنۡۢبِ وَابۡنِ السَّبِيۡلِ وَمَا مَلَـكَتۡ اَيۡمَانُكُمۡ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ مَنۡ كَانَ مُخۡتَالًا فَخُوۡرَا ﴿۳۶﴾ اۨلَّذِيۡنَ يَبۡخَلُوۡنَ وَيَاۡمُرُوۡنَ النَّاسَ بِالۡبُخۡلِ وَيَكۡتُمُوۡنَ مَاۤ اٰتٰٮهُمُ اللّٰهُ مِنۡ فَضۡلِهٖ وَاَعۡتَدۡنَا لِلۡكٰفِرِيۡنَ عَذَابًا مُّهِيۡنًا ﴿۳۷﴾ وَالَّذِيۡنَ يُنۡفِقُوۡنَ اَمۡوَالَهُمۡ رِئَآءَ النَّاسِ وَلَا يُؤۡمِنُوۡنَ بِاللّٰهِ وَلَا بِالۡيَوۡمِ الۡاٰخِرِ وَمَنۡ يَّكُنِ الشَّيۡطٰنُ لَهٗ قَرِيۡنًا فَسَآءَ قَرِيۡنًا ﴿۳۸﴾

اور اِس سبب سے کہ خرچ کیا ہے اپنے مال میں سے پھر نیکبخت عورتیں فرماں بردار ہیں حفاظت رکھنے والی ہیں اپنے (شوہروں کے) پیچھے اللہ کی حفاظت کے ساتھ، اور جو عورتیں کہ اُن سے تمکو سرکشی کا ڈر ہو تو اُن کو سمجھاؤ اور اُنکو اُنکے سونے کی جگہ میں اکیلا چھوڑ دو اور اُنکو مارو پھر اگر وہ فرمانبردار ہو جاویں تو اُنپر اور کوئی راہ مت ڈہونڈو (یعنی کوئی اور حیلہ اُنکے ایذا دینے کا یا طلاق دینے کا مت ڈہونڈو) بیشک اللہ بڑا بلند مرتبہ والا ہے (۳۸) اور اگر تم کو اُن دو توں میں ناموافقت کا اندیشہ ہو تو ایک پنچ مرد کے لوگوں میں سے اور ایک پنچ عورت کے لوگوں میں سے مقرر کرو، اگر وہ اصلاح چاہیں تو خدا اُن میں توفیق دیگا بے شک اللہ جاننے والا ہے خبردار (۳۹) اور عبادت کرو اللہ کی اور مت شریک کرو اُسکے ساتھ کسی چیز کو، اور ماں باپ کے ساتھ احسان کرو اور قرابت مندوں اور یتیموں اور غریبوں اور قرابت مند ہمسایوں اور اجنبی ہمسایوں اور پاس رہنے والے اور راہ چلتے کے ساتھ اور اُسکے ساتھ جسکے مالک تمہارے ہاتھ ہوئے ہیں بے شک اللہ نہیں دوست رکھتا اُسکو جو متکبر شیخی کرنیوالا ہے (۴۰) جو لوگ بخل کرتے ہیں اور لوگوں کو بخل کرنے کو کہتے ہیں اور چھپاتے ہیں اُسکو جو اُنکو اللہ نے اپنے فضل سے دیا ہے، اور طیار کیا ہے ہمنے کافروں کے لئے عذاب ذلیل کرنے والا (۴۱) اور جو لوگ کہ خرچ کرتے ہیں اپنا مال لوگوں کے دکھلانے کو اور ایمان نہیں رکھتے اللہ پر اور نہ اخیر دن پر اور جو کوئی کہ ہو شیطان اُس کا مصاحب تو بُرا مصاحب ہے (۴۲)

وَمَاذَا عَلَيْهِمْ لَوْ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَاَنْفَقُوْا مِمَّا رَزَقَهُمُ
اللّٰهُ وَكَانَ اللّٰهُ بِهِمْ عَلِيْمًا ﴿۴۳﴾ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَظْلِمُ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ
وَاِنْ تَكُ حَسَنَةً يُّضٰعِفْهَا وَيُؤْتِ مِنْ لَّدُنْهُ اَجْرًا عَظِيْمًا ﴿۴۴﴾
فَكَيْفَ اِذَا جِئْنَا مِنْ كُلِّ اُمَّةٍ بِشَهِيْدٍ وَّجِئْنَا بِكَ عَلٰى هٰٓؤُلَاۗءِ
شَهِيْدًا يَوْمَئِذٍ يَّوَدُّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَعَصَوُا الرَّسُوْلَ لَوْ
تُسَوّٰى بِهِمُ الْاَرْضُ وَلَا يَكْتُمُوْنَ اللّٰهَ حَدِيْثًا ﴿۴۵﴾ يٰۤاَيُّهَا
الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقْرَبُوا الصَّلٰوةَ وَاَنْتُمْ سُكٰرٰى حَتّٰى تَعْلَمُوْا
مَا تَقُوْلُوْنَ وَلَا جُنُبًا اِلَّا عَابِرِيْ سَبِيْلٍ حَتّٰى تَغْتَسِلُوْا وَاِنْ كُنْتُمْ
مَّرْضٰۤى اَوْ عَلٰى سَفَرٍ اَوْ جَآءَ اَحَدٌ مِّنْكُمْ مِّنَ الْغَآئِطِ اَوْ لٰمَسْتُمُ
النِّسَآءَ فَلَمْ تَجِدُوْا مَآءً فَتَيَمَّمُوْا صَعِيْدًا طَيِّبًا فَامْسَحُوْا
بِوُجُوْهِكُمْ وَاَيْدِيْكُمْ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَفُوًّا غَفُوْرًا ﴿۴۶﴾ اَلَمْ تَرَ
اِلَى الَّذِيْنَ اُوْتُوْا نَصِيْبًا مِّنَ الْكِتٰبِ يَشْتَرُوْنَ الضَّلٰلَةَ وَ
يُرِيْدُوْنَ اَنْ تَضِلُّوا السَّبِيْلَ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِاَعْدَآئِكُمْ
وَكَفٰى بِاللّٰهِ وَلِيًّا وَّكَفٰى بِاللّٰهِ نَصِيْرًا ﴿۴۷﴾

اور انکا کیا نقصان تھا اگر وہ اللہ پر اور اخیر دن پر ایمان لاتے اور خرچ کرتے اُس میں سے جو اُنکو اللہ نے دیا ہے، اور اللہ اُنکے (حال کو) جاننے والا ہے (۴۳) بے شک اللہ ظلم نہیں کرتا ذرہ بھر بھی، اور اگر نیکی ہو، تو اُسکو دوگنا کر دیتا ہے اور اپنے پاس سے بڑا اجر دیتا ہے (۴۴) پھر کیا حال ہوگا جبکہ ہم ہر ایک اُمت سے گواہ بلائینگے اور تجھکو اُن پر گواہ لائینگے، اُسدن چاہینگے وہ لوگ جو کافر ہوئے اور رسول کی نافرمانی کی کہ کاشکے برابر ہو جاتی اُن پر زمین اور نہ چھپا سکینگے اللہ سے کوئی بات (۴۵) اے لوگو جو ایمان لائے ہو نماز کے نزدیک مت جاؤ (یعنی مت پڑھو) ایسے حال میں کہ تم نشہ میں ہو، جب تک کہ تم جانو کہ کیا کہتے ہو، اور نہ ایسے حال میں کہ تم ناپاک ہو مگر رستہ چلتے (یعنی مسافرت میں) جب تک کہ نہا لو، اور اگر تم بیمار ہو یا سفر پر ہو یا تم میں سے کوئی ضرورت رفع کرکے آوے یا تمنے عورتوں کو چھوا ہو اور تم پانی نہ پاؤ تو قصد کرو پاک مٹی کا پھر مسح کرو اپنے موہوں کو اور ہاتھوں کو، بے شک اللہ معاف کرنیوالا ہے بخشنے والا (۴۶) کیا نہیں دیکھا تونے اُن لوگوں کی طرف جن کو دیا گیا ہے ایک حصہ کتاب سے مول لیتے ہیں گمراہی کو اور چاہتے ہیں کہ تم راہ سے بھٹک جاؤ، اور اللہ جانتا ہے تمھارے دشمنوں کو اور کافی ہے اللہ دوست ہونے کو اور کافی ہے اللہ مدد دینے والا (۴۷)

مِنَ الَّذِیْنَ ھَادُوْا یُحَرِّفُوْنَ الْکَلِمَ عَنْ مَّوَاضِعِہٖ وَیَقُوْلُوْنَ سَمِعْنَا

وَعَصَیْنَا وَاسْمَعْ غَیْرَ مُسْمَعٍ وَّرَاعِنَا لَیًّا بِاَلْسِنَتِھِمْ وَطَعْنًا

فِی الدِّیْنِ ۝۴۸ وَلَوْ اَنَّھُمْ قَالُوْا سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا وَاسْمَعْ وَانْظُرْنَا

لَکَانَ خَیْرًا لَّھُمْ وَاَقْوَمَ وَلٰکِنْ لَّعَنَھُمُ اللّٰہُ بِکُفْرِھِمْ فَلَا یُؤْمِنُوْنَ

اِلَّا قَلِیْلًا ۝۴۹ یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْکِتٰبَ اٰمِنُوْا بِمَا نَزَّلْنَا

مُصَدِّقًا لِّمَا مَعَکُمْ مِّنْ قَبْلِ اَنْ نَّطْمِسَ وُجُوْھًا فَنَرُدَّھَا

عَلٰٓی اَدْبَارِھَآ اَوْ نَلْعَنَھُمْ کَمَا لَعَنَّآ اَصْحٰبَ السَّبْتِ وَکَانَ

اَمْرُ اللّٰہِ مَفْعُوْلًا ۝۵۰ اِنَّ اللّٰہَ لَا یَغْفِرُ اَنْ یُّشْرَکَ بِہٖ

وَیَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِکَ لِمَنْ یَّشَآءُ وَمَنْ یُّشْرِکْ بِاللّٰہِ فَقَدِ

افْتَرٰٓی اِثْمًا عَظِیْمًا ۝۵۱ اَلَمْ تَرَ اِلَی الَّذِیْنَ یُزَکُّوْنَ اَنْفُسَھُمْ

بَلِ اللّٰہُ یُزَکِّیْ مَنْ یَّشَآءُ وَلَا یُظْلَمُوْنَ فَتِیْلًا ۝۵۲ اُنْظُرْ کَیْفَ

یَفْتَرُوْنَ عَلَی اللّٰہِ الْکَذِبَ وَکَفٰی بِہٖٓ اِثْمًا مُّبِیْنًا ۝۵۳ اَلَمْ تَرَ

اِلَی الَّذِیْنَ اُوْتُوْا نَصِیْبًا مِّنَ الْکِتٰبِ یُؤْمِنُوْنَ بِالْجِبْتِ وَالطَّاغُوْتِ

وَیَقُوْلُوْنَ لِلَّذِیْنَ کَفَرُوْا ھٰٓؤُلَآءِ اَھْدٰی مِنَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا سَبِیْلًا ۝۵۴

اُن لوگوں میں سے جو یہودی ہیں پھیر دیتے ہیں کلموں کو اُنکی جگہ سے (یعنی ذومعنی لفظ کہنے سے) اور کہتے ہیں
(ظاہر میں) ہم نے سُنا اور ہمنے اپنے گناہ سے اقرار کیا۔ اور باطن میں یہہ معنی رکھتے ہیں کہ ہم نے سُنا پر
ہمنے نہ مانا اور کہتے ہیں (ظاہر میں) اُسن ای پیغمبر تو کوئی بُری بات نہ سُنایا گیا ہو (یعنی کوئی بری بات
تجھکو نہ کہے) اور باطن میں یہہ معنی رکھتے ہیں کہ سُن اے پیغمبر تیری بات سُنی گئی نہ ہو (یعنی تیری بات
کوئی نہ سُنے) اور کہتے ہیں راعنا کا لفظ مگر اپنی زبان کو مروڑ کر جس سے راعینا سمجھا جاوے پہلے کی معنی
ہیں کہ ہماری طرف متوجہ ہو اور دوسرے کے معنی ہیں کہ تو ہمارا چرواہا ہی اور ان باتوں سے دین میں طعنہ کرتی ہیں (۴۸)
اور اگر وہ کہتے کہ ہم نے سُنا اور ہمنے فرمانبرداری کی اور سُن اور ہماری طرف متوجہ ہو تو اُنکے لئے اچھا
اور درست تر ہوتا ولیکن خدا نے اُنپر بسبب اُنکے کفر کے لعنت کی ہی پس وہ ایمان نہ لاوینگے مگر
چند (۴۹) ای لوگو جو کتاب دئے گئے ہو ایمان لاؤ اُسپر جو اُتارا ہمنے سچ بتانے والا اُسکا جو تمھاری
پاس ہی اِس سے پہلے کہ ہم بگاڑ دیں تمھاری چہروں کو پھر ہم پھیر دیں اُنکو گدی پر (یعنی اُنکے دل کی بدی
اُنکے چہروں پر دکھائی دے اور گدی پر چہرے پھر جاویں یعنی راہ راست نہ دکھائی دے) یا ہم اُنکو
لعنتی دیں جیسے کہ ہمنے لعنتی دی اصحاب سبت کو (یعنی اُن یہودیوں کو جو سبت کے دن ممنوعہ کام
کرتے تھے) اور خدا کا حکم بجا لایا ہوا ہوتا ہی (دیکھو تفسیر کونوا قردۃ خاسئین جلد اول صفحہ ۱۱-۱۱۹) (۵۰)
بیشک اللہ نہیں بخشتا اُس گناہ کو کہ اُسکے ساتھ شرک کیا جاوے اور بخشتا ہے اسکے سوا (تمام گناہونکو) جس
کسی کے چاہتا ہے اور جو کوئی خدا کے ساتھ شرک کرے تو بیشک اُسنے پیدا کیا گناہ بڑا (۵۱) کیا تو نے
نہیں دیکھا اُن لوگونکو جو اپنے آپ کو پاک ٹھیراتے ہیں بلکہ خدا پاک کرتا ہی جسکو چاہتا ہی اور نظلم کئے جاوینگے باریک
تاگی کی برابر بھی (۵۲) دیکھ کیونکر بہتان باندھتے ہیں اللہ پر جھوٹا اور بس ہی یہی کھلا ہوا گناہ (۵۳) کیا تو نے نہیں دیکھا
اُن لوگونکو جنکو دیا گیا ہی ایک حصہ کتاب کا یقین کرتے ہیں خبیث روحوں اور بھوتوں پر اور کہتے ہیں اُن لوگوں کو جو
کافر ہیں کہ یہی لوگ اُن لوگونکی نسبت جو ایمان لائے ہیں بہت ٹھیک رستہ پر ہیں (۵۴)

أُولٰئِكَ الَّذِينَ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ وَمَن يَلْعَنِ اللّٰهُ فَلَن تَجِدَ لَهُ
نَصِيرًا ﴿۵۵﴾ أَمْ لَهُمْ نَصِيبٌ مِّنَ الْمُلْكِ فَإِذًا لَّا يُؤْتُونَ
النَّاسَ نَقِيرًا ﴿۵۶﴾ أَمْ يَحْسُدُونَ النَّاسَ عَلٰى مَا آتٰهُمُ اللّٰهُ
مِن فَضْلِهِ فَقَدْ آتَيْنَا آلَ إِبْرٰهِيمَ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَآتَيْنٰهُم
مُّلْكًا عَظِيمًا ﴿۵۷﴾ فَمِنْهُم مَّنْ آمَنَ بِهِ وَمِنْهُم مَّن صَدَّ عَنْهُ
وَكَفٰى بِجَهَنَّمَ سَعِيرًا ﴿۵۸﴾ إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا بِآيٰتِنَا سَوْفَ
نُصْلِيهِمْ نَارًا كُلَّمَا نَضِجَتْ جُلُودُهُم بَدَّلْنٰهُمْ جُلُودًا
غَيْرَهَا لِيَذُوقُوا الْعَذَابَ إِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَزِيزًا حَكِيمًا ﴿۵۹﴾
وَالَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ سَنُدْخِلُهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِي
مِن تَحْتِهَا الْأَنْهٰرُ خٰلِدِينَ فِيهَا أَبَدًا لَّهُمْ فِيهَا أَزْوٰجٌ مُّطَهَّرَةٌ
وَنُدْخِلُهُمْ ظِلًّا ظَلِيلًا ﴿۶۰﴾ إِنَّ اللّٰهَ يَأْمُرُكُمْ أَن تُؤَدُّوا الْأَمٰنٰتِ
إِلٰى أَهْلِهَا وَإِذَا حَكَمْتُم بَيْنَ النَّاسِ أَن تَحْكُمُوا بِالْعَدْلِ
إِنَّ اللّٰهَ نِعِمَّا يَعِظُكُم بِهِ إِنَّ اللّٰهَ كَانَ سَمِيعًا بَصِيرًا ﴿۶۱﴾
يٰأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَطِيعُوا اللّٰهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ وَأُولِي الْأَمْرِ مِنكُمْ

یہ وہ لوگ ہیں جن پر اللہ نے لعنت کی ہے اور جس پر خدا نے لعنت کی تو اُسکے لئے تو کوئی مددگار نہ پاوےگا ۵۵ کیا اُنکو حکومت کا کوئی حصہ ہے (اگر ہو) تو جب بھی نہ دینگے لوگوں کو کھجور کی گٹھلی کی دراڑ برابر بھی ۵۶ کیا وہ حسد کرتے ہیں لوگوں پر جو کچھ اللہ نے اُنکو اپنے فضل سے دیا ہے تو بےشک ہم نے دی ابراہیم کی اولاد کو کتاب اور حکمت اور ہم نے اُنکو دی بڑی بادشاہت ۵۷ پھر اُن میں سے وہ ہیں جو اُس پر ایمان لائے اور اُن میں سے وہ ہیں جو اُس سے رُک گئے اور کافی ہے جہنم آگ بھڑکا ہوا ۵۸ بیشک جن لوگوں نے ہماری نشانیوں کے ساتھ کفر کیا ہم ڈالینگے اُنکو آگ میں جب پک اُٹھینگی اُنکی کھلڑیاں بدل دینگے ہم اُنکی کھلڑیاں اُنکے سوا تاکہ چکھیں عذاب کو بیشک اللہ ٹبرا ہے حکمت والا ۵۹ اور جو لوگ ایمان لائے ہیں اور اچھے عمل کئے ہیں ہم اُنکو داخل کرینگے جنتوں میں بہتی ہیں اُنکے نیچے نہریں ہمیشہ ہمیش اُن میں رہیں گے اُن میں اُن کے لئے پاکیزہ جوڑے ہیں اور ہم اُنکو داخل کرینگے چھاؤں چھاؤں ۶۰ بےشک اللہ تمکو حکم کرتا ہے کہ دیدو امانتیں امانت والوں کو اور جب تم لوگوں میں حکم کرو تو حکم کرو انصاف سے بےشک اچھی چیز ہے جسکی اللہ تمکو نصیحت کرتا ہے بےشک اللہ سننے والا ہے دیکھنے والا ۶۱ اے لوگو جو ایمان لائے ہو اطاعت کرو اللہ کی اور اطاعت کرو رسول کی اور تم میں سے حکم والوں کی

فَاِنۡ تَنَازَعۡتُمۡ فِىۡ شَىۡءٍ فَرُدُّوۡهُ اِلَى اللّٰهِ وَالرَّسُوۡلِ اِنۡ كُنۡتُمۡ
تُؤۡمِنُوۡنَ بِاللّٰهِ وَالۡيَوۡمِ الۡاٰخِرِ ذٰلِكَ خَيۡرٌ وَّاَحۡسَنُ تَاۡوِيۡلًا ﴿۶۲﴾
اَلَمۡ تَرَ اِلَى الَّذِيۡنَ يَزۡعُمُوۡنَ اَنَّهُمۡ اٰمَنُوۡا بِمَاۤ اُنۡزِلَ اِلَيۡكَ وَمَاۤ
اُنۡزِلَ مِنۡ قَبۡلِكَ يُرِيۡدُوۡنَ اَنۡ يَّتَحَاكَمُوۡۤا اِلَى الطَّاغُوۡتِ
وَقَدۡ اُمِرُوۡۤا اَنۡ يَّكۡفُرُوۡا بِهٖ وَيُرِيۡدُ الشَّيۡطٰنُ اَنۡ يُّضِلَّهُمۡ
ضَلٰلًاۢ بَعِيۡدًا ﴿۶۳﴾ وَاِذَا قِيۡلَ لَهُمۡ تَعَالَوۡا اِلٰى مَاۤ اَنۡزَلَ اللّٰهُ وَ
اِلَى الرَّسُوۡلِ رَاَيۡتَ الۡمُنٰفِقِيۡنَ يَصُدُّوۡنَ عَنۡكَ صُدُوۡدًا ﴿۶۴﴾
فَكَيۡفَ اِذَاۤ اَصَابَتۡهُمۡ مُّصِيۡبَةٌ ۢ بِمَا قَدَّمَتۡ اَيۡدِيۡهِمۡ
ثُمَّ جَآءُوۡكَ يَحۡلِفُوۡنَ بِاللّٰهِ اِنۡ اَرَدۡنَاۤ اِلَّاۤ اِحۡسَانًا وَّتَوۡفِيۡقًا ﴿۶۵﴾
اُولٰٓئِكَ الَّذِيۡنَ يَعۡلَمُ اللّٰهُ مَا فِىۡ قُلُوۡبِهِمۡ فَاَعۡرِضۡ عَنۡهُمۡ وَعِظۡهُمۡ
وَقُلۡ لَّهُمۡ فِىۡۤ اَنۡفُسِهِمۡ قَوۡلًاۢ بَلِيۡغًا ﴿۶۶﴾ وَمَاۤ اَرۡسَلۡنَا مِنۡ رَّسُوۡلٍ اِلَّا
لِيُطَاعَ بِاِذۡنِ اللّٰهِ وَلَوۡ اَنَّهُمۡ اِذۡ ظَّلَمُوۡۤا اَنۡفُسَهُمۡ جَآءُوۡكَ
فَاسۡتَغۡفَرُوا اللّٰهَ وَاسۡتَغۡفَرَ لَهُمُ الرَّسُوۡلُ لَوَجَدُوا
اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِيۡمًا ﴿۶۷﴾

پھر اگر تم کسی چیز میں جھگڑا کرو تو اُسکو پھیرو اللہ اور رسول کے پاس اگر تم ایمان رکھتے ہو اللہ پر اور اخیر دن پر یہہ اچھا ہے اور نیک ہے آخر کو (۶۲) کیا تو نے نہیں دیکھا اُن لوگوں کو جو گمان کرتے ہیں کہ وہ ایمان لائے ہیں اُس پر جو اوتارا گیا ہے تجھپر اور جو اُتارا گیا ہے تجھ سے پہلے چاہتے ہیں کہ فیصلہ کروادیں ناحق کرنے والوں سے اور بے شبہہ اُن کو حکم دیا گیا ہے کہ اُس کو نہ مانیں اور چاہتا ہے شیطان کہ اُنکو گمراہ کرے دور کی گمراہی (۶۳) اور جب اُنکو کہا جاتا ہے کہ آؤ اُسکی طرف جو اُتارا ہے اللہ نے اور (آؤ) رسول کے پاس تو تو دیکھتا ہے کہ منافق تجھ سے رُک کر رُک جاتے ہیں (۶۴) پھر کیونکر جب اُنپر کوئی مصیبت پڑتی ہے اُس سبب سے جو اُنکے ہاتھوں نے آگے بھیجا ہے تو پھر تیرے پاس آتے ہیں اللہ کی قسم کھاتے ہیں کہ ہمنے بجز احسان اور موافقت کے اور کچھہ نہیں چاہا تھا (۶۵) یہ وہ لوگ ہیں کہ اللہ جانتا ہے کہ کیا اُنکے دلومیں ہے پھر اُن سے درگزر کر اور اُن کو نصیحت کر اور کہہ اُن سے اُن کے دلوں میں بیٹھہ جانیوالی بات (۶۶) ہمنے نہیں بھیجا کسی رسول کو مگر اسلئے کہ وہ فرمانبرداری کیا جاوے اللہ کے حکم سے اور اگر اُنھوں نے جبکہ ظلم کیا اپنے آپ پر آتے تیرے پاس پھر معافی چاہتے اللہ سے اور معافی چاہتا اُن کے لئے رسول البتہ وہ پاتے اللہ کو معاف کرنے والا رحم کرنیوالا (۶۷)

فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُوْنَ حَتّٰى يُحَكِّمُوْكَ فِيْمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا
يَجِدُوْا فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا ﴿٦٨﴾
وَلَوْ اَنَّا كَتَبْنَا عَلَيْهِمْ اَنِ اقْتُلُوْٓا اَنْفُسَكُمْ اَوِ اخْرُجُوْا مِنْ
دِيَارِكُمْ مَّا فَعَلُوْهُ اِلَّا قَلِيْلٌ مِّنْهُمْ وَلَوْ اَنَّهُمْ فَعَلُوْا مَا يُوْعَظُوْنَ
بِهٖ لَكَانَ خَيْرًا لَّهُمْ وَاَشَدَّ تَثْبِيْتًا ﴿٦٩﴾ وَّاِذًا لَّاٰتَيْنٰهُمْ مِّنْ
لَّدُنَّآ اَجْرًا عَظِيْمًا ﴿﴾ وَّلَهَدَيْنٰهُمْ صِرَاطًا مُّسْتَقِيْمًا ﴿٧٠﴾ وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ
وَالرَّسُوْلَ فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنَ النَّبِيّٖنَ
وَالصِّدِّيْقِيْنَ وَالشُّهَدَآءِ وَالصّٰلِحِيْنَ وَحَسُنَ اُولٰٓئِكَ
رَفِيْقًا ﴿٧١﴾ ذٰلِكَ الْفَضْلُ مِنَ اللّٰهِ وَكَفٰى بِاللّٰهِ عَلِيْمًا ﴿٧٢﴾
يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا خُذُوْا حِذْرَكُمْ فَانْفِرُوْا ثُبَاتٍ اَوِ انْفِرُوْا
جَمِيْعًا ﴿٧٣﴾ وَاِنَّ مِنْكُمْ لَمَنْ لَّيُبَطِّئَنَّ فَاِنْ اَصَابَتْكُمْ مُّصِيْبَةٌ
قَالَ قَدْ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيَّ اِذْ لَمْ اَكُنْ مَّعَهُمْ شَهِيْدًا ﴿٧٤﴾ وَلَئِنْ
اَصَابَكُمْ فَضْلٌ مِّنَ اللّٰهِ لَيَقُوْلَنَّ كَاَنْ لَّمْ تَكُنْ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهٗ
مَوَدَّةٌ يّٰلَيْتَنِيْ كُنْتُ مَعَهُمْ فَاَفُوْزَ فَوْزًا عَظِيْمًا ﴿٧٥﴾

پھر تیرے پروردگار کی قسم کہ وہ ایمان والے نہ ہونگے جبتک کہ تجھکو حاکم نہ بدیں اُسمیں جسمیں کہ
وہ آپس میں جھگڑتے ہیں پھر نہ پاویں اپنے دلوں میں دھکڑ پکڑ اُس سے جو تونے حکم کیا
اور مان لیں ٹھیک جانکر (۶۸) اور اگر ہم اُن پر لکھ دیتے کہ مار ڈالو اپنے تئیں آپ یا نکل جاؤ
اپنے گھروں سے تو اُسکو نہ کرتے مگر اُن میں سے چند اور اگر وہ کرتے جس سے وہ نصیحت
دئے گئے ہیں تو البتہ ہوتا اُنکے لئے اچھا اور بہت زیادہ ثابت (قدم) رہنا (۶۹) اور
اُسوقت البتہ ہم اُنکو دیتے اپنے پاس سے ثواب بڑا اور البتہ ہم اُنکو ہدایت کرتے رستہ
سیدھا (۷۰) اور جس نے کہ اطاعت کی اللہ کی اور رسول کی تو وہ لوگ اُن لوگوں کے
ساتھ ہیں جن پر اللہ نے انعام کیا ہے یعنی نبیوں اور صدیقوں اور شہیدوں اور صالحوں
کے (ساتھ) اور یہ لوگ اچھے رفیق ہیں (۷۱) یہ فضل ہے اللہ کیطرف سے اور کافی ہے
اللہ جاننے والا (۷۲) اے لوگو جو ایمان لائے ہو لو اپنا بچاؤ پھر نکلو ٹکڑی ٹکڑی یا نکلو اکٹھے ہو کر (۷۳)
اور بیشک تم میں سے وہ شخص ہیں کہ دیر کرتے ہیں پھر اگر پہونچتی ہے تمکو مصیبت کہتا ہے
کہ بے شک اللہ نے مجھ پر احسان کیا جب کہ میں اُن کے ساتھ موجود نہ تھا (۷۴) اور اگر
تمکو پہونچتی ہے بھلائی اللہ کیطرف سے تو کہتا ہے کہ گویا نہ تھی تم میں اور اُس میں دوستی (کہ
اُسکو بھی اپنے ساتھ لے جاتے) اے کاش میں ہوتا اُنکے ساتھ تو کامیاب ہوتا بڑا کامیاب ہونا (۷۵)

فَلْيُقَاتِلْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ الَّذِيْنَ يَشْرُوْنَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا
بِالْاٰخِرَةِ وَمَنْ يُّقَاتِلْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَيُقْتَلْ اَوْ يَغْلِبْ فَسَوْفَ
نُؤْتِيْهِ اَجْرًا عَظِيْمًا ﴿۷۴﴾ وَمَا لَكُمْ لَا تُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَ
الْمُسْتَضْعَفِيْنَ مِنَ الرِّجَالِ وَالنِّسَآءِ وَالْوِلْدَانِ الَّذِيْنَ
يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَآ اَخْرِجْنَا مِنْ هٰذِهِ الْقَرْيَةِ الظَّالِمِ اَهْلُهَا وَاجْعَلْ لَّنَا
مِنْ لَّدُنْكَ وَلِيًّا وَّاجْعَلْ لَّنَا مِنْ لَّدُنْكَ نَصِيْرًا ﴿۷۵﴾ اَلَّذِيْنَ
اٰمَنُوْا يُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا يُقَاتِلُوْنَ فِيْ
سَبِيْلِ الطَّاغُوْتِ فَقَاتِلُوْآ اَوْلِيَآءَ الشَّيْطٰنِ اِنَّ كَيْدَ الشَّيْطٰنِ
كَانَ ضَعِيْفًا ﴿۷۶﴾ اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ قِيْلَ لَهُمْ كُفُّوْآ اَيْدِيَكُمْ
وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ فَلَمَّا كُتِبَ عَلَيْهِمُ الْقِتَالُ اِذَا
فَرِيْقٌ مِّنْهُمْ يَخْشَوْنَ النَّاسَ كَخَشْيَةِ اللّٰهِ اَوْ اَشَدَّ خَشْيَةً وَ
قَالُوْا رَبَّنَا لِمَ كَتَبْتَ عَلَيْنَا الْقِتَالَ لَوْلَآ اَخَّرْتَنَآ اِلٰى اَجَلٍ قَرِيْبٍ
قُلْ مَتَاعُ الدُّنْيَا قَلِيْلٌ وَالْاٰخِرَةُ خَيْرٌ لِّمَنِ اتَّقٰى وَلَا
تُظْلَمُوْنَ فَتِيْلًا ﴿۷۷﴾

پھر چاہیئے کہ لڑیں اللہ کی راہ میں وہ لوگ جو بیچ ڈالتے ہیں دنیا کی زندگی کو آخرت کے بدلے اور جو کوئی لڑے اللہ کی راہ میں پھر مارا جاوے یا غالب ہو تو البتہ ہم اسکو دینگے بڑا ثواب (۷۴) اور کیا ہوا ہے تمکو کہ نہیں لڑتے ہو اللہ کی راہ میں اور کمزوروں کے (بچانیکے لئے) مردوں اور عورتوں اور بچوں میں سے جو کہتے ہیں کہ اے ہمارے پروردگار ہمکو نکال اس شہر سے کہ ظلم کرنیوالے ہیں اُسکے لوگ اور کر ہمارے لئے اپنے پاس سے کوئی والی اور کر ہمارے لئے اپنے پاس سے کوئی مددگار (۷۵) جو لوگ ایمان لائے ہیں لڑتے ہیں اللہ کی راہ میں اور جو لوگ کافر ہیں لڑتے ہیں گمراہ کرنیوالوں کی راہ میں پھر لڑو شیطان کے دوستوں سے بیشک شیطان کا مکر بودا ہے (۷۶) کیا تو نے اُن لوگوں کو نہیں دیکھا جنکو کہا گیا کہ روک لو اپنے ہاتھ (یعنی مت لڑو اسلئے کہ اب لڑائی نہیں ہے) اور پڑھے جاؤ نماز اور دو زکوٰۃ (تو اسبات کو خوشی خوشی قبول کرتے ہیں) پھر جب لکھا گیا اُنپر لڑنا یعنی جب پھر لڑائی کا وقت آیا) تو ایک گروہ اُنمیں سے آدمیوں سے ڈرتا ہے جیسے کہ خدا کا ڈر ہو یا خدا کے ڈر سے بھی زیادہ اور کہتے ہیں کہ اے ہمارے پروردگار تو نے کیوں لکھدی ہم پر لڑائی کیوں تو نے تھوڑے وقت تک ہمکو اور مہلت نہ دی کہدے اے پیغمبر (کہ دنیا کا فائدہ تھوڑا ہے اور آخرت کا فائدہ) بہت ہے اُس شخص کے لئے جس نے پرہیزگاری کی اور نہ ظلم کئے جاوینگے باریک تاگے کی برابر بھی (۷۷)

أَيْنَ مَا تَكُونُوا يُدْرِكْكُمُ الْمَوْتُ وَلَوْ كُنْتُمْ فِي بُرُوجٍ مُشَيَّدَةٍ وَإِنْ
تُصِبْهُمْ حَسَنَةٌ يَقُولُوا هَٰذِهِ مِنْ عِنْدِ اللَّهِ وَإِنْ تُصِبْهُمْ سَيِّئَةٌ يَقُولُوا هَٰذِهِ
مِنْ عِنْدِكَ قُلْ كُلٌّ مِنْ عِنْدِ اللَّهِ فَمَالِ هَٰؤُلَاءِ الْقَوْمِ لَا يَكَادُونَ يَفْقَهُونَ حَدِيثًا (۸۰)
مَا أَصَابَكَ مِنْ حَسَنَةٍ فَمِنَ اللَّهِ وَمَا أَصَابَكَ مِنْ سَيِّئَةٍ فَمِنْ نَفْسِكَ
وَأَرْسَلْنَاكَ لِلنَّاسِ رَسُولًا وَكَفَىٰ بِاللَّهِ شَهِيدًا (۸۱) مَنْ يُطِعِ الرَّسُولَ
فَقَدْ أَطَاعَ اللَّهَ وَمَنْ تَوَلَّىٰ فَمَا أَرْسَلْنَاكَ عَلَيْهِمْ حَفِيظًا (۸۲) وَ
يَقُولُونَ طَاعَةٌ فَإِذَا بَرَزُوا مِنْ عِنْدِكَ بَيَّتَ طَائِفَةٌ مِنْهُمْ غَيْرَ الَّذِي
تَقُولُ وَاللَّهُ يَكْتُبُ مَا يُبَيِّتُونَ فَأَعْرِضْ عَنْهُمْ وَتَوَكَّلْ عَلَى اللَّهِ
وَكَفَىٰ بِاللَّهِ وَكِيلًا (۸۳) أَفَلَا يَتَدَبَّرُونَ الْقُرْآنَ وَلَوْ كَانَ مِنْ
عِنْدِ غَيْرِ اللَّهِ لَوَجَدُوا فِيهِ اخْتِلَافًا كَثِيرًا (۸۴) وَإِذَا جَاءَهُمْ
أَمْرٌ مِنَ الْأَمْنِ أَوِ الْخَوْفِ أَذَاعُوا بِهِ وَلَوْ رَدُّوهُ إِلَى الرَّسُولِ
وَإِلَىٰ أُولِي الْأَمْرِ مِنْهُمْ لَعَلِمَهُ الَّذِينَ يَسْتَنْبِطُونَهُ مِنْهُمْ وَلَوْلَا
فَضْلُ اللَّهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهُ لَاتَّبَعْتُمُ الشَّيْطَانَ إِلَّا
قَلِيلًا (۸۵)

جہان کہیں تم ہو گے پکڑ لیگی تمکو موت اور گو کہ تم مضبوط برجوں میں ہو اور اگر انکو پہونچتی ہے بھلائی
تو کہتے ہیں کہ یہ اللہ کیطرف سے ہے اور اگر انکو پہونچتی ہے برائی تو کہتے ہیں کہ یہ تیرے سبب سے ہے
کہدے اے پیغمبر کہ سب کچھ اللہ کیطرف سے ہی پیدا کیا ہے اس قوم کو کہ بات کو سمجھتی ہوئی نہیں
لگتی (۸۰) جو کچھ کہ تجھکو پہونچا ہے بھلائی سے تو اللہ کیطرف سے ہے اور جو کچھ کہ تجھکو پہونچا ہے
برائی سے تو خود تیری طرف سے ہے اور ہمنے بھیجا تجھکو لوگوں کیلئے پیغام پہونچانے والا
اور کافی ہے اللہ گواہی کو (۸۱) جس شخص نے کہ اطاعت کی رسول کی تو بیشک اس نے اطاعت
کی اللہ کی اور جو پھر گیا تو ہمنے نہیں بھیجا تجھکو انپر نگہبان (۸۲) اور کہتے ہیں فرمانبردار ہیں پھر جب
تیرے پاس سے باہر جاتے ہیں تو ایک گروہ انمیں سے گھر میں بیٹھکر سوچتا ہے اسکے سوا جو
تو کہتا ہے، اور خدا لکھ لیتا ہے جو کچھ وہ گھر میں بیٹھکر سوچتے ہیں، پھر بے پرواہی کر ان سے
اور توکل کر اللہ پر اور کافی ہے اللہ کام سنوارنیوالا (۸۳) پھر کیا وہ نہیں سمجھتے قرآن کو اور اگر خدا کے سوا
اور کسی کے پاس سے ہوتا تو وہ بیشک اس میں بہت اختلاف پاتے (۸۴) اور جب ان کے
پاس کوئی بات امن کی یا خوف کی آتی ہے تو اسکو مشہور کرتے ہیں اور اگر اسکو رسول تک
لیجاتے یا ان میں سے حکم والوں تک تو البتہ اسکو جان لیتے انمیں سے وہ لوگ جو انمیں سے ٹھیک بات
نکال سکتے، اور اگر خدا کا فضل تمپر نہوتا اور اسکی رحمت تو البتہ تم پیروی کرتے شیطان کی مگر تھوڑے (۸۵)

فَقَاتِلْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ لَا تُكَلَّفُ إِلَّا نَفْسَكَ وَحَرِّضِ الْمُؤْمِنِينَ
عَسَى اللَّهُ أَنْ يَكُفَّ بَأْسَ الَّذِينَ كَفَرُوا وَاللَّهُ أَشَدُّ بَأْسًا وَأَشَدُّ
تَنْكِيلًا ﴿۸۴﴾ مَنْ يَشْفَعْ شَفَاعَةً حَسَنَةً يَكُنْ لَهُ نَصِيبٌ مِنْهَا
وَمَنْ يَشْفَعْ شَفَاعَةً سَيِّئَةً يَكُنْ لَهُ كِفْلٌ مِنْهَا وَكَانَ اللَّهُ عَلَى كُلِّ
شَيْءٍ مُقِيتًا ﴿۸۵﴾ وَإِذَا حُيِّيتُمْ بِتَحِيَّةٍ فَحَيُّوا بِأَحْسَنَ مِنْهَا أَوْ رُدُّوهَا
إِنَّ اللَّهَ كَانَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ حَسِيبًا ﴿۸۶﴾ اللَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ لَيَجْمَعَنَّكُمْ
إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ لَا رَيْبَ فِيهِ وَمَنْ أَصْدَقُ مِنَ اللَّهِ حَدِيثًا ﴿۸۷﴾
فَمَا لَكُمْ فِي الْمُنَافِقِينَ فِئَتَيْنِ وَاللَّهُ أَرْكَسَهُمْ بِمَا كَسَبُوا
أَتُرِيدُونَ أَنْ تَهْدُوا مَنْ أَضَلَّ اللَّهُ وَمَنْ يُضْلِلِ اللَّهُ فَلَنْ
تَجِدَ لَهُ سَبِيلًا ﴿۸۸﴾ وَدُّوا لَوْ تَكْفُرُونَ كَمَا كَفَرُوا فَتَكُونُونَ
سَوَاءً فَلَا تَتَّخِذُوا مِنْهُمْ أَوْلِيَاءَ حَتَّى يُهَاجِرُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ
فَإِنْ تَوَلَّوْا فَخُذُوهُمْ وَاقْتُلُوهُمْ حَيْثُ وَجَدْتُمُوهُمْ وَلَا
تَتَّخِذُوا مِنْهُمْ وَلِيًّا وَلَا نَصِيرًا ﴿۸۹﴾ إِلَّا الَّذِينَ يَصِلُونَ إِلَى قَوْمٍ
بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهُمْ مِيثَاقٌ

پس لڑای محمد اللہ کی راہ میں تو او رونکے فعل کا ذمہ دار نہیں کیا جاتا مگر خود اپنا اور لڑنے پر مسلمانو
کو رغبت دلا قریب ہے کہ اللہ ان لوگوں کی دہشت کو کھو دیگا جو کافر ہیں اور اللہ بہت سخت
دہشت والا ہے اور بہت سخت سزا دینے والا (۸۶) جو کوئی سفارش کریگا اچھی بات کی سفارش
تو اس اچھی باتمیں اسکا بھی حصہ ہوگا اور جو کوئی سفارش کریگا برے کام کی سفارش تو اس برے
کام کا اسپر بھی بوجھ ہوگا اور اللہ ہر چیز پر طاقت والا ہے (۸۷) اور جب تمکو دعا دیجاوے سلامتی کی
دعا تو تم اس سے بہتر سلامتی کی دعا دو یا اسی دعا کو الٹ کر کہو بیشک اللہ ہر چیز پر حساب لینے
والا ہے (۸۸) اللہ نہیں ہے کوئی معبود مگر وہی بیشک اکٹھا کریگا تمکو قیامت کے دن جسمین
کچھ شک نہیں اور کون ہے اللہ سے زیادہ سچ بات کہنے والا (۸۹) پھر اے مسلمانو تمکو کیا ہے
کہ منافقوں (کی مدارات کرنے اور نہ کرنے) میں دو فرقے ہوگئے ہو اور اللہ نے انکو سرنگون کیا انکی
چیز سے جو انھوں نے کمایا کیا تم ارادہ کرتے ہو کہ ہدایت کرو اسکو جسکو اللہ نے گمراہ کیا اور جسکو گمراہ
کرے اللہ تو ہرگز تو نہ پاویگا اسکے لئے کوئی رستہ (۹۰) چاہتے ہیں (منافق) کہ تم بھی کافر ہو تے
جیسے کہ وہ کافر ہیں تو تم بھی برابر ہوتے پھر انمیں سے کسی کو دوست مت ٹھیراؤ جب تک کہ وہ ہجرت کریں
اللہ کی راہ میں پھر اگر پھر جاویں تو انکو پکڑو اور انکو مار ڈالو جہاں انکو پاؤ اور مت ٹھیراؤ انمیں سے کسی کو دوست
اور مددگار (۹۱) مگر ان لوگونکو مت پکڑو اور مت مارو جو اس قوم سے جا ملیں جسمیں تم میں اور انمیں قول قرار ہو گیا ہے

أو جاءوكم حصرت صدورهم أن يقاتلوكم أو يقاتلوا قومهم
ولو شاء الله لسلطهم عليكم فلقاتلوكم فإن اعتزلوكم فلم
يقاتلوكم وألقوا إليكم السلم فما جعل الله لكم عليهم
سبيلا ﴿۹۲﴾ ستجدون آخرين يريدون أن يأمنوكم ويأمنوا
قومهم كلما ردوا إلى الفتنة أركسوا فيها فإن لم يعتزلوكم
ويلقوا إليكم السلم ويكفوا أيديهم فخذوهم واقتلوهم
حيث ثقفتموهم وأولئكم جعلنا لكم عليهم سلطانا مبينا ﴿۹۳﴾
وما كان لمؤمن أن يقتل مؤمنا إلا خطأ ومن قتل مؤمنا
خطأ فتحرير رقبة مؤمنة ودية مسلمة إلى أهله إلا أن
يصدقوا فإن كان من قوم عدو لكم وهو مؤمن فتحرير
رقبة مؤمنة وإن كان من قوم بينكم وبينهم ميثاق فدية
مسلمة إلى أهله وتحرير رقبة مؤمنة فمن لم يجد فصيام
شهرين متتابعين توبة من الله وكان الله عليما
حكيما ﴿۹۴﴾

یا تمھارے پاس آویں (اور) اُنکے دل میں یہ بات نرہی ہو کہ تم سے لڑیں یا اپنی قوم سے لڑیں
اور اگر خدا چاہتا تو البتہ اُنکو تم پر مسلط کرتا پھر ضرور تم سے لڑتے پھر اگر وہ تم سے (یعنی تمھارے مقابلہ
سے) علیحدہ ہو جاویں اور تم سے نہ لڑیں اور تم سے صلح کا پیغام ڈالیں تو پھر اللہ نے اُن پر تمھارے
لئے کوئی رستہ نہیں بنایا ہے (۹۲) تم اور قوموں کو پاؤ گے کہ یہ چاہتی ہیں کہ تم سے امن میں
رہیں اور اپنی قوم سے بھی امن میں رہیں جب کبھی وہ فساد کیطرف پھیرے جاتے ہیں تو اُس میں
نگونسار ہوتے ہیں پھر اگر تمھارے مقابلہ سے علیحدہ نہ ہو ویں اور تم سے صلح کا پیغام نہ ڈالیں اور
(لڑائی سے) اپنا ہاتھ نہ روکیں تو اُنکو پکڑو اور اُنکو مار ڈالو جہاں اُنکو پاؤ اور یہی لوگ ہیں جن پر (یعنی جنکے
پکڑنے یا قتل کرنے پر) ہم نے تمکو صریح حجت دی ہے (۹۳) اور کسی مسلمان کو لائق نہیں ہے کہ کسی مسلمان
کو مار ڈالے مگر چوک سے اور جو کوئی کسی مسلمان کو چوک سے مار ڈالے تو اُسکا کفارہ ہے آزاد کرنا
مسلمان بردہ کا اور خون بہا کا دیا جانا اُسکے لوگوں کو مگر یہ کہ وہ (خون بہا کا دیا جانا) معاف کر دیں
پھر اگر (وہ شخص جو مارا گیا ہے) تمھاری دشمن قوم میں سے ہو اور وہ مسلمان ہو تو اسکا کفارہ ہے
آزاد کرنا مسلمان بردہ کا، اور اگر وہ ایسی قوم سے ہو کہ تم میں اور اُن میں قول قرار ہو گیا ہے تو اُسکا
(کفارہ ہے) خون بہا کا دیا جانا اُسکے لوگوں کو اور آزاد کرنا مسلمان بردہ کا، پھر جو شخص مسلمان بردہ نہ پاوے
تو اُسکا (بدلہ ہے) پے درپے دو مہینے کے روزے معافی چاہنے کو اللہ سے اور اللہ جاننے والا ہے حکمت والا (۹۴)

وَمَنْ يَّقْتُلْ مُؤْمِنًا مُّتَعَمِّدًا فَجَزَآؤُهٗ جَهَنَّمُ خَالِدًا فِيْهَا وَغَضِبَ
اللّٰهُ عَلَيْهِ وَلَعَنَهٗ وَاَعَدَّ لَهٗ عَذَابًا عَظِيْمًا ﴿۹۳﴾ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ
اٰمَنُوْۤا اِذَا ضَرَبْتُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَتَبَيَّنُوْا وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ اَلْقٰۤى
اِلَيْكُمُ السَّلٰمَ لَسْتَ مُؤْمِنًا تَبْتَغُوْنَ عَرَضَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا
فَعِنْدَ اللّٰهِ مَغَانِمُ كَثِيْرَةٌ كَذٰلِكَ كُنْتُمْ مِّنْ قَبْلُ فَمَنَّ اللّٰهُ عَلَيْكُمْ
فَتَبَيَّنُوْا اِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرًا ﴿۹۴﴾ لَا يَسْتَوِي الْقٰعِدُوْنَ
مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ غَيْرُ اُولِي الضَّرَرِ وَالْمُجٰهِدُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ بِاَمْوَالِهِمْ وَ
اَنْفُسِهِمْ فَضَّلَ اللّٰهُ الْمُجٰهِدِيْنَ بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ عَلَى الْقٰعِدِيْنَ دَرَجَةً وَ
كُلًّا وَّعَدَ اللّٰهُ الْحُسْنٰى وَفَضَّلَ اللّٰهُ الْمُجٰهِدِيْنَ عَلَى الْقٰعِدِيْنَ
اَجْرًا عَظِيْمًا ﴿۹۵﴾ دَرَجٰتٍ مِّنْهُ وَمَغْفِرَةً وَّرَحْمَةً وَكَانَ اللّٰهُ
غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ﴿۹۶﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ تَوَفّٰىهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ ظَالِمِيْۤ اَنْفُسِهِمْ
قَالُوْا فِيْمَ كُنْتُمْ قَالُوْا كُنَّا مُسْتَضْعَفِيْنَ فِي الْاَرْضِ
قَالُوْۤا اَلَمْ تَكُنْ اَرْضُ اللّٰهِ وَاسِعَةً فَتُهَاجِرُوْا فِيْهَا فَاُولٰٓئِكَ
مَاْوٰىهُمْ جَهَنَّمُ وَسَآءَتْ مَصِيْرًا ﴿۹۷﴾

اور جو کوئی مسلمان کو عمداً مار ڈالے تو اُسکی سزا جہنم ہے ہمیشہ اُس میں رہیگا خدا اُسپر غصہ ہوا اور اُسکو لعنت کی اور اُسکے لئے طیار کیا بڑا عذاب (۹۵) اے لوگو جو ایمان لائے ہو جب تم کوچ کرو اللہ کی راہ میں تو تحقیق کرلو (مسلمانوں اور کافروں کو) اور مت کہو اُس شخص کو جسنے تم سے سلام علیک کی ہے کہ تو مسلمان نہیں ہے تم چاہتے ہو دولت دنیا کی زندگی کی تو اللہ کے پاس بہت سی غنیمتیں ہیں، تم ایسے ہی تھے اس سے پہلے پھر مہربانی کی اللہ نے تم پر پس تحقیق کرلو، بےشک جو کچھ تم کرتے ہو اللہ اُس سے خبردار ہے (۹۶) مسلمانوں میں سے بیٹھ رہنے والے سوائے ناکاروں کے، اور اللہ کی راہ میں اپنے مال اور اپنی جان سے جہاد کرنے والے برابر نہیں ہیں، بزرگی دی ہے اللہ نے اپنے مال اور اپنی جان سے جہاد کرنیوالونکو بیٹھ رہنے والون پر مرتبہ میں اور ہر ایک سے اللہ نے اچھا وعدہ کیا ہے، اور بزرگی دی ہے اللہ نے جہاد کرنیوالون کو بیٹھ رہنے والوں پر اجر عظیم دینے سے (۹۷) اپنی طرف سے درجے دیے ہیں اور بخشش اور رحمت، اور اللہ بخشنے والا ہے رحم والا (۹۸) بیشک وہ لوگ جنکی روح فرشتے قبض کرتے ہیں کہ انھوں نے اپنے پر آپ ظلم کیا ہے (یعنی منافقوں نے) تو فرشتے کہتے ہیں کہ تم کس میں تھے وہ کہتے ہیں کہ ہم اُس ملک میں لاچار تھے (فرشتے) کہتے ہیں کیا خدا کی زمین وسیع نہ تھی تاکہ تم اپنا ملک چھوڑ کر وہاں چلے جاتے، پس یہی لوگ ہیں کہ اُن کے رہنے کی جگہ جہنم ہے اور بُری جگہ ہے (۹۹)

إِلَّا الْمُسْتَضْعَفِيْنَ مِنَ الرِّجَالِ وَالنِّسَآءِ وَالْوِلْدَانِ لَا
يَسْتَطِيْعُوْنَ حِيْلَةً وَّلَا يَهْتَدُوْنَ سَبِيْلًا ۙ فَاُولٰٓئِكَ عَسَى اللّٰهُ
اَنْ يَّعْفُوَ عَنْهُمْ ۚ وَكَانَ اللّٰهُ عَفُوًّا غَفُوْرًا ﴿۱۰۰﴾ وَمَنْ يُّهَاجِرْ فِيْ
سَبِيْلِ اللّٰهِ يَجِدْ فِي الْاَرْضِ مُرٰغَمًا كَثِيْرًا وَّسَعَةً ۚ وَمَنْ يَّخْرُجْ
مِنْ بَيْتِهٖ مُهَاجِرًا اِلَى اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ثُمَّ يُدْرِكْهُ الْمَوْتُ
فَقَدْ وَقَعَ اَجْرُهٗ عَلَى اللّٰهِ ۚ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ﴿۱۰۱﴾
وَاِذَا ضَرَبْتُمْ فِي الْاَرْضِ فَلَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ اَنْ تَقْصُرُوْا
مِنَ الصَّلٰوةِ ۖ اِنْ خِفْتُمْ اَنْ يَّفْتِنَكُمُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ۚ اِنَّ الْكٰفِرِيْنَ
كَانُوْا لَكُمْ عَدُوًّا مُّبِيْنًا ﴿۱۰۲﴾ وَاِذَا كُنْتَ فِيْهِمْ فَاَقَمْتَ
لَهُمُ الصَّلٰوةَ فَلْتَقُمْ طَآئِفَةٌ مِّنْهُمْ مَّعَكَ وَلْيَاْخُذُوْٓا
اَسْلِحَتَهُمْ ۚ فَاِذَا سَجَدُوْا فَلْيَكُوْنُوْا مِنْ وَّرَآئِكُمْ ۖ وَلْتَاْتِ
طَآئِفَةٌ اُخْرٰى لَمْ يُصَلُّوْا فَلْيُصَلُّوْا مَعَكَ وَلْيَاْخُذُوْا
حِذْرَهُمْ وَاَسْلِحَتَهُمْ ۚ وَدَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَوْ تَغْفُلُوْنَ
عَنْ اَسْلِحَتِكُمْ وَاَمْتِعَتِكُمْ فَيَمِيْلُوْنَ عَلَيْكُمْ مَّيْلَةً وَّاحِدَةً

مگر مردوں اور عورتوں اور لڑکوں میں سے جو لاچار ہیں نہیں کر سکتے کوئی حیلہ اور نہ پاتے ہیں کوئی رستہ تو ایسے لوگ ہیں کہ جلد اللہ اُنکو معاف کریگا اور اللہ معاف کرنیوالا ہے بخشنے والا (۱۰۰) اور جو کوئی کہ ہجرت کرے اللہ کی راہ میں پاویگا زمین میں رہنے کی بہت جگہہ اور کشایش اور جو کوئی نکلے اپنے گھر سے اللہ کے اور اُسکے رسول کیلئے ہجرت کرکے پھر اُسکو موت دے لیوے تو بیشک اُسکا اجر ہو گیا اللہ کے ذمہ ہے اور اللہ بخشنے والا ہے رحم والا (۱۰۱) اور جب کہ تم کوچ کرو ملک میں تو تم پر کچھ گناہ نہیں ہے کہ قصر کرو نماز میں سے اگر تمکو ڈر ہو کہ فساد کرینگے تم سے وہ لوگ جو کافر ہیں بیشک کافر تمھارے لئے دشمن علانیہ ہیں (۱۰۲) اور اے پیغمبر جب کہ تو اُن میں ہو اور تو نے اُنکے لئے جماعت کی نماز کھڑی کی ہو تو چاہئے کہ ایک گروہ اُن میں سے تیرے ساتھ کھڑا ہو یعنی ایسی موقع پر کہ کعبہ کی طرف مُنہہ کرنے سے دشمن کیطرف پیٹھ ہو جاتی ہو جیسے کہ ذات الرقع کی لڑائی کا موقع تھا اور چاہئے کہ لے لیں اپنے ہتیار پھر جب پہلے گروہ کے لوگ سجدہ کرلیں تو اُنکو چاہیے کہ تمھارے یعنی دوسرے گروہ کے آگے ہو جاویں یعنی دشمن کیطرف مُنہ کرکے کھڑے ہو جاویں اور چاہیے کہ آوے گروہ دوسری جسنے کہ نماز نہیں پڑہی تھی اور دشمن کیطرف منھ کئے ہوئے کھڑے رہے تھے پھر چاہیے کہ وہ نماز پڑہیں تیرے ساتھ اور چاہئے کہ لیں اپنی حفاظت اور اپنے ہتیار ؎ اور جو لوگ کہ کافر ہیں چاہتے ہیں کہ اگر تم غافل ہو جاؤ اپنے ہتیاروں اور اپنے اسباب سے تو پل پڑیں تم پر پل پڑنا ایک ساتھ ؎

؎ صف جنگ میں مقتدیوں کو اگر وقت نماز کا ہو تو صرف ایک رکعت نماز کی فرض ہے اور اگر اسکا بھی موقع نہ ہو تو صرف اشارہ ہی سے بلا لحاظ سمت قبلہ کافی ہے اور اگر اتنی بھی فرصت نہ ہو تو قضا کرنا جائز ہے

وَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ إِنْ كَانَ بِكُمْ أَذًى مِّنْ مَّطَرٍ أَوْ كُنْتُمْ مَّرْضٰى
أَنْ تَضَعُوْا أَسْلِحَتَكُمْ وَخُذُوْا حِذْرَكُمْ إِنَّ اللّٰهَ أَعَدَّ لِلْكٰفِرِيْنَ
عَذَابًا مُّهِيْنًا ﴿۱۰۳﴾ فَإِذَا قَضَيْتُمُ الصَّلٰوةَ فَاذْكُرُوا اللّٰهَ قِيٰمًا
وَّقُعُوْدًا وَّعَلٰى جُنُوْبِكُمْ فَإِذَا اطْمَأْنَنْتُمْ فَأَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ
إِنَّ الصَّلٰوةَ كَانَتْ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ كِتٰبًا مَّوْقُوْتًا ﴿۱۰۴﴾ وَلَا تَهِنُوْا
فِي ابْتِغَاءِ الْقَوْمِ إِنْ تَكُوْنُوْا تَأْلَمُوْنَ فَإِنَّهُمْ يَأْلَمُوْنَ كَمَا
تَأْلَمُوْنَ وَتَرْجُوْنَ مِنَ اللّٰهِ مَا لَا يَرْجُوْنَ وَكَانَ اللّٰهُ عَلِيْمًا
حَكِيْمًا ﴿۱۰۵﴾ إِنَّا أَنْزَلْنَا إِلَيْكَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ لِتَحْكُمَ بَيْنَ النَّاسِ
بِمَا أَرٰىكَ اللّٰهُ وَلَا تَكُنْ لِّلْخَائِنِيْنَ خَصِيْمًا وَّاسْتَغْفِرِ اللّٰهَ
إِنَّ اللّٰهَ كَانَ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ﴿۱۰۶﴾ وَلَا تُجَادِلْ عَنِ الَّذِيْنَ يَخْتَانُوْنَ
أَنْفُسَهُمْ إِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ مَنْ كَانَ خَوَّانًا أَثِيْمًا ﴿۱۰۷﴾ يَسْتَخْفُوْنَ
مِنَ النَّاسِ وَلَا يَسْتَخْفُوْنَ مِنَ اللّٰهِ وَهُوَ مَعَهُمْ
إِذْ يُبَيِّتُوْنَ مَا لَا يَرْضٰى مِنَ الْقَوْلِ وَكَانَ اللّٰهُ بِمَا
يَعْمَلُوْنَ مُحِيْطًا ﴿۱۰۸﴾

اور تمپر کچھ گناہ نہیں ہے اگر تم کو کچھ اذیت ہو مینھ سے یا تم بیمار ہو کہ اپنے ہتھیار رکھدو، اور لو اپنی حفاظت بے شک اللہ نے تیار کیا ہے کافروں کے لئے عذاب رسوا کرنیوالا (۱۰۲)

پھر جب تم نماز پڑھ چکو تو یاد کرو اللہ کو کھڑے اور بیٹھے اور اپنی کروٹوں پر لیٹے، پھر جب تمکو اطمینان ہو جاوے تو قائم کرو نماز کو بے شک نماز مسلمانوں پر لکھی گئی ہے معین وقتوں پر (۱۰۳) اور سستی مت کرو اُس قوم یعنی کافروں کے پیچھا کرنے میں اگر تمکو تکلیف ہوتی ہے تو بیشک وہ بھی تکلیف اُٹھاتے ہیں جیسے کہ تم تکلیف اُٹھاتے ہو اور تم اللہ سے اُمید رکھتے ہو اُس چیز کی کہ وہ اُس کی اُمید نہیں رکھتے، اور اللہ جاننے والا ہے حکمت والا (۱۰۴) بے شک ہمنے بھیجی ہے تجھ پر یہہ کتاب برحق تاکہ تو لوگوں میں حکم کرے اُس چیز سے کہ دکھائی ہے تجھکو اللہ نے اور نہ ہو خیانت کرنیوالوں کے لئے جھگڑنے والا، اور معافی مانگ اللہ سے بے شک اللہ بخشنے والا ہے مہربان (۱۰۶) اور مت جھگڑا کر اُن لوگوں کی طرف سے جو خیانت اپنے دلوں میں کرتے ہیں، بے شک اللہ دوست نہیں رکھتا اُسکو جو کہ خیانت کرنیوالا گنہگار ہو (۱۰۷) چھپاتے ہیں لوگوں سے اور نہیں چھپا سکتے اللہ سے اور وہ اُنکے پاس ہے جب کہ وہ گھر میں بیٹھکر مشورہ کرتے ہیں اُسکا جس بات کو اللہ پسند نہیں کرتا اور جو کچھ کہ وہ کرتے ہیں اللہ اُس پر حاوی ہے (۱۰۸)

هٰٓاَنْتُمْ هٰٓؤُلَآءِ جٰدَلْتُمْ عَنْهُمْ فِی الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا فَمَنْ یُّجَادِلُ
اللّٰهَ عَنْهُمْ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ اَمْ مَّنْ یَّكُوْنُ عَلَیْهِمْ وَكِیْلًا ﴿۱۰۹﴾ وَمَنْ
یَّعْمَلْ سُوْٓءًا اَوْ یَظْلِمْ نَفْسَهٗ ثُمَّ یَسْتَغْفِرِ اللّٰهَ یَجِدِ اللّٰهَ غَفُوْرًا
رَّحِیْمًا ﴿۱۱۰﴾ وَمَنْ یَّكْسِبْ اِثْمًا فَاِنَّمَا یَكْسِبُهٗ عَلٰی نَفْسِهٖ وَ
كَانَ اللّٰهُ عَلِیْمًا حَكِیْمًا ﴿۱۱۱﴾ وَمَنْ یَّكْسِبْ خَطِیْٓئَةً اَوْ اِثْمًا
ثُمَّ یَرْمِ بِهٖ بَرِیْٓئًا فَقَدِ احْتَمَلَ بُهْتَانًا وَّاِثْمًا مُّبِیْنًا ﴿۱۱۲﴾ وَلَوْلَا
فَضْلُ اللّٰهِ عَلَیْكَ وَرَحْمَتُهٗ لَهَمَّتْ طَّآئِفَةٌ مِّنْهُمْ اَنْ
یُّضِلُّوْكَ وَمَا یُضِلُّوْنَ اِلَّآ اَنْفُسَهُمْ وَمَا یَضُرُّوْنَكَ مِنْ
شَیْءٍ وَاَنْزَلَ اللّٰهُ عَلَیْكَ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَعَلَّمَكَ مَا لَمْ
تَكُنْ تَعْلَمُ وَكَانَ فَضْلُ اللّٰهِ عَلَیْكَ عَظِیْمًا ﴿۱۱۳﴾ لَا خَیْرَ
فِیْ كَثِیْرٍ مِّنْ نَّجْوٰىهُمْ اِلَّا مَنْ اَمَرَ بِصَدَقَةٍ اَوْ مَعْرُوْفٍ
اَوْ اِصْلَاحٍ بَیْنَ النَّاسِ وَمَنْ یَّفْعَلْ ذٰلِكَ ابْتِغَآءَ مَرْضَاتِ
اللّٰهِ فَسَوْفَ نُؤْتِیْهِ اَجْرًا عَظِیْمًا ﴿۱۱۴﴾ وَمَنْ یُّشَاقِقِ الرَّسُوْلَ
مِنْۢ بَعْدِ مَا تَبَیَّنَ لَهُ الْهُدٰی

ھاں تم وہ لوگ ہو کہ دنیا کی زندگی میں اُن کی طرف سے جھگڑتے ہو پھر کون اُنکی
طرف سے قیامت کے دن اللہ سے جھگڑیگا، کیا کوئی ہوگا اُن پر وکیل (۱۰۹) اور جو
کوئی بُرا کام کرے یا اپنے پر آپ ظلم کرے پھر اللہ سے معافی چاہے تو اللہ کو پاویگا معاف کرنیوالا
رحم والا (۱۱۰) اور جو کوئی گناہ کماتا ہے تو اسکے سوا کچھ نہیں کہ اُس کو کماتا ہے اپنے لئے آپ
اور اللہ جاننے والا ہے حکمت والا (۱۱۱) اور جو شخص کوئی خطا یا گناہ کرتا ہے پھر اُسکی
تہمت کسی بیگناہ پر ڈالتا ہے تو بے شک اُس نے اُٹھایا (بوجھ) علانیہ بہتان اور
گناہ کا (۱۱۲) اور اگر خدا کا فضل تجھ پر نہ ہوتا اور اُس کی رحمت تو البتہ قصد کیا تھا اُنمیں
سے ایک گروہ نے کہ تجھکو (ایک چور کا مقدمہ فیصل کرتے وقت انصاف کرنے
میں) بہکا دیویں، اور وہ نہیں بہکاتے مگر اپنے آپ کو اور تجھکو کچھ بھی نقصان نہیں پہونچاتے
اور اللہ نے تجھ پر کتاب اور حکمت نازل کی ہے اور تجھکو وہ سکھایا ہے جو تو نہیں جانتا تھا
اور تجھ پر خدا کا بہت بڑا فضل ہے (۱۱۳) کچھ بھلائی اُن کے بہت سے مشوروں میں
نہیں ہے مگر اُس شخص کے مشورہ میں بھلائی ہے جو خیرات کرنے کو یا کوئی نیک
بات کرنیکو کہے یا لوگونمیں اصلاح کراوے اور جو شخص خدا کی رضامندی چاہنے کیلئے ایسا کرے تو ہم
جلد اُسکو بڑا اجر دینگے (۱۱۴) اور جس شخص نے مخالفت کی رسول کی اُسکو ٹھیک راہ ظاہر ہونیکے بعد

وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيلِ الْمُؤْمِنِينَ نُوَلِّهِ مَا تَوَلَّىٰ وَنُصْلِهِ جَهَنَّمَ
وَسَاءَتْ مَصِيرًا ﴿۱۱۵﴾ إِنَّ اللَّهَ لَا يَغْفِرُ أَنْ يُشْرَكَ بِهِ وَيَغْفِرُ
مَا دُونَ ذَٰلِكَ لِمَنْ يَشَاءُ ۚ وَمَنْ يُشْرِكْ بِاللَّهِ فَقَدْ ضَلَّ
ضَلَالًا بَعِيدًا ﴿۱۱۶﴾ إِنْ يَدْعُونَ مِنْ دُونِهِ إِلَّا إِنَاثًا وَإِنْ يَدْعُونَ
إِلَّا شَيْطَانًا مَرِيدًا ﴿۱۱۷﴾ لَعَنَهُ اللَّهُ ۘ وَقَالَ لَأَتَّخِذَنَّ مِنْ عِبَادِكَ
نَصِيبًا مَفْرُوضًا وَلَأُضِلَّنَّهُمْ وَلَأُمَنِّيَنَّهُمْ وَلَآمُرَنَّهُمْ فَلَيُبَتِّكُنَّ
آذَانَ الْأَنْعَامِ وَلَآمُرَنَّهُمْ فَلَيُغَيِّرُنَّ خَلْقَ اللَّهِ ۚ وَمَنْ يَتَّخِذِ
الشَّيْطَانَ وَلِيًّا مِنْ دُونِ اللَّهِ فَقَدْ خَسِرَ خُسْرَانًا مُبِينًا ﴿۱۱۸﴾
يَعِدُهُمْ وَيُمَنِّيهِمْ ۖ وَمَا يَعِدُهُمُ الشَّيْطَانُ إِلَّا غُرُورًا ﴿۱۱۹﴾
أُولَٰئِكَ مَأْوَاهُمْ جَهَنَّمُ وَلَا يَجِدُونَ عَنْهَا مَحِيصًا ﴿۱۲۰﴾ وَالَّذِينَ
آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ سَنُدْخِلُهُمْ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ
خَالِدِينَ فِيهَا أَبَدًا ۖ وَعْدَ اللَّهِ حَقًّا ۚ وَمَنْ أَصْدَقُ مِنَ اللَّهِ
قِيلًا ﴿۱۲۱﴾ لَيْسَ بِأَمَانِيِّكُمْ وَلَا أَمَانِيِّ أَهْلِ الْكِتَابِ ۗ مَنْ يَعْمَلْ
سُوءًا يُجْزَ بِهِ وَلَا يَجِدْ لَهُ مِنْ دُونِ اللَّهِ وَلِيًّا وَلَا نَصِيرًا ﴿۱۲۲﴾

اور پیروی کرے اُس راہ کی جو مسلمانوں کی نہیں تو پھیر دینگے ہم اُسکو جدہر وہ پھرا ہے اور ہم اُسکو پھونچاوینگے جھنم میں اور وہ بُری جگہ ہے (۱۱۵) بیشک اللہ نہیں معاف کرنیگا کہ شرک کیا جاوے اُسکے ساتھ اور بخشیگا اُسکے سوا جسکو چاہیگا اور جو کوئی شرک کرے اللہ کے ساتھ تو بیشک وہ راہ سے بھٹک گیا بہت دور بھٹکنا (۱۱۶) وہ (یعنی مشرک) نہیں پکارتے اُسکے (یعنی اللہ کے) سوا بجز دیبیوں کے اور نہیں پکارتے بجز سرکش شیطان کے (۱۱۷) لعنت کی ہے اُس پر اللہ نے اور اُس نے کہا کہ البتہ میں لونگا تیرے بندوں سے مقرر کیا ہوا حصہ اور البتہ میں اُنکو گمراہ کرونگا اور اُنکو آرزوؤں میں ڈالونگا اور البتہ اُنکو حکم دونگا تاکہ وہ چارپاؤں کے جانوروں کے کان (میری نذر کیلئے) چیریں اور میں اُنکو حکم دونگا تاکہ (میری بھینٹ کیلئے) خدا کی پیدایش میں تغیر کردیں اور جسنے خدا کے سوا شیطان کو اپنا مربی بنایا تو بیشک وہ ٹوٹے میں پڑا علانیہ ٹوٹے میں پڑنا (۱۱۸) اُنکو (شیطان) وعدہ دیتا ہے اور آرزوئیں دلاتا ہے اور شیطان اُنکو وعدہ نہیں دیتا بجز فریب کے (۱۱۹) یہی لوگ ہیں جنکی جگہ جھنم ہے اور نہ پاوینگے اُس سے مخلصی (۱۲۰) اور جو لوگ ایمان لائے ہیں اور اچھے عمل کئے ہیں ہم اُنکو داخل کرینگے جنتوں میں بہتی ہیں اُنکے نیچے نہریں ہمیشہ رہینگے اُنمیں ہمیشہ ہمیشہ اللہ نے سچا وعدہ کیا اور کون ہے اللہ سے زیادہ سچا بات میں (۱۲۱) نہ تمھاری آرزوؤں سے اور نہ اہل کتاب کی آرزوؤں سے کچھ ہوتا ہے جو کوئی بُرا کام کریگا اُسکا بدلا اُسکو دیا جاویگا اور نہ پاویگا اپنے لئے سوائے خدا کے کوئی مربی اور نہ کوئی مددگار (۱۲۲)

وَمَنْ يَّعْمَلْ مِنَ الصّٰلِحٰتِ مِنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى وَهُوَ مُؤْمِنٌ
فَاُولٰٓئِكَ يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ وَلَا يُظْلَمُوْنَ نَقِيْرًا ﴿۱۲۴﴾ وَمَنْ
اَحْسَنُ دِيْنًا مِّمَّنْ اَسْلَمَ وَجْهَهٗ لِلّٰهِ وَهُوَ مُحْسِنٌ وَّاتَّبَعَ
مِلَّةَ اِبْرٰهِيْمَ حَنِيْفًا وَاتَّخَذَ اللّٰهُ اِبْرٰهِيْمَ خَلِيْلًا ﴿۱۲۵﴾ وَلِلّٰهِ مَا فِي
السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ وَكَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ مُّحِيْطًا ﴿۱۲۶﴾ وَيَسْتَفْتُوْنَكَ
فِي النِّسَاۗءِ قُلِ اللّٰهُ يُفْتِيْكُمْ فِيْهِنَّ وَمَا يُتْلٰى عَلَيْكُمْ فِي الْكِتٰبِ
فِيْ يَتٰمَى النِّسَاۗءِ الّٰتِيْ لَا تُؤْتُوْنَهُنَّ مَا كُتِبَ لَهُنَّ وَتَرْغَبُوْنَ
اَنْ تَنْكِحُوْهُنَّ وَالْمُسْتَضْعَفِيْنَ مِنَ الْوِلْدَانِ وَاَنْ تَقُوْمُوْا
لِلْيَتٰمٰى بِالْقِسْطِ وَمَا تَفْعَلُوْا مِنْ خَيْرٍ فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِهٖ
عَلِيْمًا ﴿۱۲۷﴾ وَاِنِ امْرَاَةٌ خَافَتْ مِنْۢ بَعْلِهَا نُشُوْزًا اَوْ
اِعْرَاضًا فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَآ اَنْ يُّصْلِحَا بَيْنَهُمَا صُلْحًا
وَالصُّلْحُ خَيْرٌ وَاُحْضِرَتِ الْاَنْفُسُ الشُّحَّ وَاِنْ تُحْسِنُوْا
وَتَتَّقُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرًا ﴿۱۲۸﴾ وَلَنْ
تَسْتَطِيْعُوْٓا اَنْ تَعْدِلُوْا بَيْنَ النِّسَاۗءِ وَلَوْ حَرَصْتُمْ

اور جو کوئی اچھے کاموں میں سے کریگا مردوں میں سے یا عورتوں میں سے اور وہ ایمان
والا ہے تو وہی لوگ ہیں جو داخل ہونگے جنت میں اور نہ ظلم کئے جاوینگے کھجور کی گٹھلی
کی ڈرار برابر بھی (۱۲۳) اور کون دین کی راہ سے اُس شخص سے اچھا ہے جس نے اپنے
مُنھ کو خدا کی اطاعت میں رکھدیا اور وہ نیکی کرنیوالا ہے اور پیروی کی ہے دین ابراہیم کی جو خالص
خدا کا پوجنے والا تھا اور خدا نے ابراہیم کو دوست ٹھیرایا ہے (۱۲۴) اور اللہ کیلئے ہے جو کچھ
کہ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ کہ زمین میں ہے اور اللہ ہر چیز پر محیط ہے (۱۲۵) تجھ سے عورتوں
کے باب میں حکم پوچھتے ہیں کہدے کہ اللہ اُنکے باب میں حکم دیگا اور جو کچھ پڑھ سنایا جاتا ہے
تمکو کتاب میں یتیم عورتوں کے حق میں جنکو تم نہیں دیتے جو اُنکے لئے لکھا گیا ہے اور رغبت
کرتے ہو کہ نکاح کرلو اُن سے اور بے بس لڑکوں کے حق میں اور اس میں کہ تم یتیموں کے
لئے انصاف سے قایم رہو اور جو کچھ کہ تم کرتے ہو نیکی سے بیشک اللہ اُسکا جاننے والا ہے (۱۲۶)
اور اگر کوئی عورت ڈرے اپنے خاوند سے جھگڑنے یا بے التفاتی کرنے سے تو اُن دونوں پر کچھ
گناہ نہیں ہے کہ وہ دونوں آپس میں صلح کرلیں کسی طرح کی صلح اور صلح اچھی ہے اور طیار
کی گئی ہیں طبیعتیں بخیلی پر اور اگر تم احسان کروگے اور خدا سے ڈروگے تو بیشک جو کچھ تم کرتے ہو اللہ
اُس پر خبردار ہے (۱۲۷) اور ہرگز تم طاقت نہیں رکھتے کہ عدل کرو عورتوں میں اور گو کہ تم حرص کرو

فَلَا تَمِيْلُوْا كُلَّ الْمَيْلِ فَتَذَرُوْهَا كَالْمُعَلَّقَةِ وَاِنْ تُصْلِحُوْا وَ
تَتَّقُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ﴿۱۲۸﴾ وَاِنْ يَّتَفَرَّقَا يُغْنِ اللّٰهُ
كُلًّا مِّنْ سَعَتِهٖ وَكَانَ اللّٰهُ وَاسِعًا حَكِيْمًا ﴿۱۲۹﴾ وَلِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ
وَمَا فِي الْاَرْضِ وَلَقَدْ وَصَّيْنَا الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِكُمْ وَ
اِيَّاكُمْ اَنِ اتَّقُوا اللّٰهَ وَاِنْ تَكْفُرُوْا فَاِنَّ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ
وَمَا فِي الْاَرْضِ وَكَانَ اللّٰهُ غَنِيًّا حَمِيْدًا ﴿۱۳۰﴾ وَلِلّٰهِ مَا
فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ وَكَفٰى بِاللّٰهِ وَكِيْلًا ﴿۱۳۱﴾ اِنْ يَّشَاْ يُذْهِبْكُمْ
اَيُّهَا النَّاسُ وَيَاْتِ بِاٰخَرِيْنَ وَكَانَ اللّٰهُ عَلٰى ذٰلِكَ قَدِيْرًا ﴿۱۳۲﴾ مَنْ كَانَ
يُرِيْدُ ثَوَابَ الدُّنْيَا فَعِنْدَ اللّٰهِ ثَوَابُ الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ وَكَانَ
اللّٰهُ سَمِيْعًا بَصِيْرًا ﴿۱۳۳﴾ يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُوْنُوْا قَوّٰمِيْنَ
بِالْقِسْطِ شُهَدَآءَ لِلّٰهِ وَلَوْ عَلٰى اَنْفُسِكُمْ اَوِ الْوَالِدَيْنِ وَالْاَقْرَبِيْنَ
اِنْ يَّكُنْ غَنِيًّا اَوْ فَقِيْرًا فَاللّٰهُ اَوْلٰى بِهِمَا فَلَا تَتَّبِعُوا الْهَوٰٓى
اَنْ تَعْدِلُوْا وَاِنْ تَلْوٗٓا اَوْ تُعْرِضُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ
خَبِيْرًا ﴿۱۳۴﴾ يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ

پھر مت جھک جاؤ (ایک طرف) بالکل جھک جانا تاکہ اسکو چھوڑ دو ادھر میں اور اگر تم صلح
کرلو اور خدا سے ڈرو تو بیشک اللہ بخشنے والا ہے رحم والا (۱۲۸) اور اگر تم دونوں چھوڑ جاؤ
تو اللہ تم دونوں کو اپنے پاس سے کشایش کرکے بے پرواہ کردیگا اور اللہ کشایش کرنیوالا ہے
حکمت والا (۱۲۹) اور اللہ ہی کیلئے ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ کہ زمین میں ہے اور
بیشک ہمنے حکم دیا اُن لوگوں کو جنکو تم سے پہلے کتاب دیگئی ہے اور تمکو کہ ڈرو اللہ سے اور
اگر تم کفر کرو تو بیشک اللہ کیلئے ہے جو کچھ کہ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ کہ زمین میں ہے اور بیشک
اللہ بے پرواہ ہے تعریف کیا گیا (۱۳۰) اور اللہ کے لئے ہے جو کچھ کہ آسمانوں میں ہے اور
جو کچھ کہ زمین میں ہے اور کافی ہے اللہ کام سنوارنیوالا (۱۳۱) اگر چاہے تو تمکو نیست کردے
اے لوگو اور اوروں کو موجود کردے اور اللہ ایسا کرنے پر قادر ہے (۱۳۲) جو شخص دنیا کی بھلائی
چاہتا ہے تو اللہ کے پاس دنیا اور آخرت کی بھلائی ہے اور اللہ سننے والا ہی دیکھنے والا (۱۳۳)
اے لوگو جو ایمان لائے ہو تم قایم رہو انصاف پر خدا کیلئے سچ بات کو ظاہر کرنیوالے اور گو کہ
وہ خود تمکو نقصان پہونچانیوالی ہو یا ماں باپ اور قرابت مندونکو خواہ وہ دولت مند ہوں یا فقیر
پھر اللہ اُنکے ساتھ بہ نسبت تمھارے زیادہ مہربان ہے تو اپنی خواہش کی پیروی مت کرو عدل کرنیمیں اور اگر تم
پیچ ڈالو یا منھ موڑ لو تو بیشک جو کچھ تم کرتے ہو اللہ اُسے خبردار ہے (۱۳۴) اے لوگو جو ایمان لائے ہو ایمان لاؤ اللہ پر اور اُسکے رسول پر

وَالْكِتٰبِ الَّذِيْ نَزَّلَ عَلٰى رَسُوْلِهٖ وَالْكِتٰبِ الَّذِيْٓ اَنْزَلَ مِنْ قَبْلُ
وَمَنْ يَّكْفُرْ بِاللّٰهِ وَمَلٰٓئِكَتِهٖ وَكُتُبِهٖ وَرُسُلِهٖ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ
فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًا بَعِيْدًا ﴿۱۳۵﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ثُمَّ كَفَرُوْا
ثُمَّ اٰمَنُوْا ثُمَّ كَفَرُوْا ثُمَّ ازْدَادُوْا كُفْرًا لَّمْ يَكُنِ اللّٰهُ لِيَغْفِرَ لَهُمْ
وَلَا لِيَهْدِيَهُمْ سَبِيْلًا ﴿۱۳۶﴾ بَشِّرِ الْمُنٰفِقِيْنَ بِاَنَّ لَهُمْ عَذَابًا
اَلِيْمًا ﴿۱۳۷﴾ الَّذِيْنَ يَتَّخِذُوْنَ الْكٰفِرِيْنَ اَوْلِيَآءَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِيْنَ
اَيَبْتَغُوْنَ عِنْدَهُمُ الْعِزَّةَ فَاِنَّ الْعِزَّةَ لِلّٰهِ جَمِيْعًا ﴿۱۳۸﴾ وَقَدْ نَزَّلَ عَلَيْكُمْ
فِي الْكِتٰبِ اَنْ اِذَا سَمِعْتُمْ اٰيٰتِ اللّٰهِ يُكْفَرُ بِهَا وَيُسْتَهْزَاُ بِهَا
فَلَا تَقْعُدُوْا مَعَهُمْ حَتّٰى يَخُوْضُوْا فِيْ حَدِيْثٍ غَيْرِهٖٓ اِنَّكُمْ
اِذًا مِّثْلُهُمْ اِنَّ اللّٰهَ جَامِعُ الْمُنٰفِقِيْنَ وَالْكٰفِرِيْنَ
فِيْ جَهَنَّمَ جَمِيْعًا ﴿۱۳۹﴾ الَّذِيْنَ يَتَرَبَّصُوْنَ بِكُمْ فَاِنْ كَانَ لَكُمْ
فَتْحٌ مِّنَ اللّٰهِ قَالُوْٓا اَلَمْ نَكُنْ مَّعَكُمْ وَاِنْ كَانَ لِلْكٰفِرِيْنَ نَصِيْبٌ
قَالُوْٓا اَلَمْ نَسْتَحْوِذْ عَلَيْكُمْ وَنَمْنَعْكُمْ مِّنَ الْمُؤْمِنِيْنَ فَاللّٰهُ يَحْكُمُ
بَيْنَكُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَلَنْ يَّجْعَلَ اللّٰهُ لِلْكٰفِرِيْنَ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ سَبِيْلًا ﴿۱۴۰﴾

اور اُس کتاب پر جو بھیجی گئی ہے اُسکے رسول پر اور اُس کتاب پر جو بھیجی گئی ہے اُس سے پہلے
اور جس نے کفر کیا اللہ کے ساتھ اور اُسکے فرشتوں کے اور اُسکی کتابوں کے اور اُسکے رسولوں
کے اور اخیر دن کے تو بیشک وہ بھٹک گیا دور کے رستہ پر بھٹکتا (۱۳۶) بیشک جو لوگ
ایمان لائے پھر کافر ہوئے پھر ایمان لائے پھر کافر ہوئے پھر بڑھ گئے کفر میں ہرگز نہ بخشیگا اللہ
اُنکو اور ہرگز نہ بتاویگا اُنکو رستہ (۱۳۷) خوشخبری دے منافقوں کو کہ بیشک اُنکے لئے عذاب
ہے دُکھ دینے والا (۱۳۸) وہ لوگ (یعنی منافق) جو ٹھیراتے ہیں کافروں کو دوست مسلمانوں
کے سوا کیا وہ اُنکے نزدیک عزت چاہتے ہیں پھر بیشک تمام عزت اللہ کیلئے ہے (۱۳۹) اور
بیشک ہمنے حکم بھیجا ہے تم پر قرآن میں (سورۃ الانعام آیت ۶۷) کہ جب تم سنو کہ اللہ کے
احکام کے ساتھ کفر کیا جاتا ہے اور اُنکے ساتھ ٹھٹھا کیا جاتا ہے تو تم اُن لوگوں کے ساتھ
مت بیٹھو یہاں تک کہ وہ اُس کے سوا اور کسی بات میں لگ جاویں بیشک تم اُسوقت
(اگر تم اُنمیں ملے بیٹھے رہوگے) تو اُنکی مانند ہوگے بیشک اللہ اکٹھا کرنیوالا ہے منافقوں اور کافروں کو
جہنم میں سب کو (۱۴۰) جو لوگ کہ تکتے رہتے ہیں تمکو پس اگر تمہارے لئے فتح ہو اللہ کی طرف سے تو کہتے
ہیں (تمسے) کیا ہم نہ تھے تمہارے ساتھ اور اگر کافروں کے لئے نصیب ہو تو کہتے ہیں (کافروں سے) کہ کیا ہم تم پر غالب نہیں ہوئے
اور کیا ہمنے تمکو بچایا نہیں مسلمانوں سے پھر اللہ تم میں قیامت کے دن فیصلہ کریگا اور ہرگز نہ دیگا کافروں کو مسلمانوں پر رستہ (۱۴۱)

إِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ يُخٰدِعُوْنَ اللّٰهَ وَهُوَ خَادِعُهُمْ وَإِذَا قَامُوْٓا إِلَى
الصَّلٰوةِ قَامُوْا كُسَالٰى يُرَآءُوْنَ النَّاسَ وَلَا يَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ إِلَّا
قَلِيْلًا ﴿۱۴۱﴾ مُّذَبْذَبِيْنَ بَيْنَ ذٰلِكَ لَآ إِلٰى هٰٓؤُلَآءِ وَلَآ إِلٰى هٰٓؤُلَآءِ
وَمَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَلَنْ تَجِدَ لَهٗ سَبِيْلًا ﴿۱۴۲﴾ يٰٓأَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا
لَا تَتَّخِذُوا الْكٰفِرِيْنَ أَوْلِيَآءَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِيْنَ أَتُرِيْدُوْنَ
أَنْ تَجْعَلُوْا لِلّٰهِ عَلَيْكُمْ سُلْطٰنًا مُّبِيْنًا ﴿۱۴۳﴾ إِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ فِي
الدَّرْكِ الْأَسْفَلِ مِنَ النَّارِ وَلَنْ تَجِدَ لَهُمْ نَصِيْرًا ﴿۱۴۴﴾ إِلَّا الَّذِيْنَ
تَابُوْا وَأَصْلَحُوْا وَاعْتَصَمُوْا بِاللّٰهِ وَأَخْلَصُوْا دِيْنَهُمْ لِلّٰهِ فَأُولٰٓئِكَ
مَعَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَسَوْفَ يُؤْتِ اللّٰهُ الْمُؤْمِنِيْنَ أَجْرًا عَظِيْمًا ﴿۱۴۵﴾
مَا يَفْعَلُ اللّٰهُ بِعَذَابِكُمْ إِنْ شَكَرْتُمْ وَاٰمَنْتُمْ وَكَانَ اللّٰهُ شَاكِرًا
عَلِيْمًا ﴿۱۴۶﴾ لَا يُحِبُّ اللّٰهُ الْجَهْرَ بِالسُّوْٓءِ مِنَ الْقَوْلِ إِلَّا مَنْ ظُلِمَ
وَكَانَ اللّٰهُ سَمِيْعًا عَلِيْمًا ﴿۱۴۷﴾ إِنْ تُبْدُوْا خَيْرًا أَوْ تُخْفُوْهُ أَوْ
تَعْفُوْا عَنْ سُوْٓءٍ فَإِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَفُوًّا قَدِيْرًا ﴿۱۴۸﴾ إِنَّ الَّذِيْنَ
يَكْفُرُوْنَ بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖ

بے شک منافق اللہ کو فریب دیتے ہیں اور اللہ اُنکو فریب دینے والا ہے اور جس وقت (منافق)

نماز کو کھڑے ہوتے ہیں تو کھڑے ہوتے ہیں کاہل دکھلاتے ہیں لوگوں کو اور اللہ کو نہیں یاد کرتے

مگر تھوڑا (۱۴۱) ڈہلتے رہتے ہیں اسی ہیں نہ ان لوگوں کی طرف اور نہ اُن لوگوں کی طرف اور

جسکو اللہ گمراہ کرے تو پھر تو ہرگز نہ پاویگا اُس کے لئے کوئی رستہ (۱۴۲) اے لوگو جو ایمان لائے

ہو مت پکڑو کافروں کو دوست مسلمانوں کے سوا کیا تم چاہتے ہو کہ کرو اللہ کیلئے اپنے پر

کھلی ہوئی حجت (۱۴۳) بے شک منافقین آگ کے سب سے نیچے کے درجے میں

ہونگے اور تو نہ پاویگا اُنکے لئے کوئی مدد کرنے والا (۱۴۴) مگر جن لوگوں نے کہ توبہ کی اور صلاحیت

اختیار کی اور اللہ کو مضبوط پکڑا اور اپنے دین کو خالص اللہ کیلئے کیا تو وہ لوگ ایمان والون کے

ساتھ ہیں اور جلد دیگا اللہ ایمان والون کو اجر عظیم (۱۴۵) کیا کریگا اللہ تمکو عذاب دیکر اگر تم شکر کروگے

اور ایمان لاؤگے اور اللہ شکر کرنیوالا (یعنی شکر کی قدر کرنیوالا) جاننے والا ہے (۱۴۶) اللہ پسند

نہیں کرتا ظاہر کرنا بُری بات کا مگر اُس شخص کا جس پر ظلم کیا گیا ہو اور اللہ سننے والا ہے جاننے

والا (۱۴۷) اگر تم ظاہر کرو بھلائی کو یا اُس کو چھپاؤ یا درگذر کرو کسی بُرائی سے تو بیشک اللہ معاف

کرنے والا ہے قدرت والا (۱۴۸) بے شک جو لوگ کافر ہوئے اللہ اور اُس کے

رسولون کے ساتھ

وَيُرِيدُونَ أَنْ يُفَرِّقُوا بَيْنَ اللَّهِ وَرُسُلِهِ وَيَقُولُونَ نُؤْمِنُ بِبَعْضٍ
وَنَكْفُرُ بِبَعْضٍ وَيُرِيدُونَ أَنْ يَتَّخِذُوا بَيْنَ ذَٰلِكَ سَبِيلًا ﴿۱۴۹﴾
أُولَٰئِكَ هُمُ الْكَافِرُونَ حَقًّا وَأَعْتَدْنَا لِلْكَافِرِينَ عَذَابًا مُهِينًا ﴿۱۵۰﴾
وَالَّذِينَ آمَنُوا بِاللَّهِ وَرُسُلِهِ وَلَمْ يُفَرِّقُوا بَيْنَ أَحَدٍ مِنْهُمْ أُولَٰئِكَ
سَوْفَ يُؤْتِيهِمْ أُجُورَهُمْ وَكَانَ اللَّهُ غَفُورًا رَحِيمًا ﴿۱۵۱﴾ يَسْأَلُكَ
أَهْلُ الْكِتَابِ أَنْ تُنَزِّلَ عَلَيْهِمْ كِتَابًا مِنَ السَّمَاءِ فَقَدْ سَأَلُوا مُوسَىٰ
أَكْبَرَ مِنْ ذَٰلِكَ فَقَالُوا أَرِنَا اللَّهَ جَهْرَةً فَأَخَذَتْهُمُ الصَّاعِقَةُ
بِظُلْمِهِمْ ثُمَّ اتَّخَذُوا الْعِجْلَ مِنْ بَعْدِ مَا جَاءَتْهُمُ الْبَيِّنَاتُ فَعَفَوْنَا
عَنْ ذَٰلِكَ وَآتَيْنَا مُوسَىٰ سُلْطَانًا مُبِينًا ﴿۱۵۲﴾ وَرَفَعْنَا فَوْقَهُمُ
الطُّورَ بِمِيثَاقِهِمْ وَقُلْنَا لَهُمُ ادْخُلُوا الْبَابَ سُجَّدًا وَقُلْنَا لَهُمْ
لَا تَعْدُوا فِي السَّبْتِ وَأَخَذْنَا مِنْهُمْ مِيثَاقًا غَلِيظًا ﴿۱۵۳﴾ فِيمَا
نَقْضِهِمْ مِيثَاقَهُمْ وَكُفْرِهِمْ بِآيَاتِ اللَّهِ وَقَتْلِهِمُ الْأَنْبِيَاءَ
بِغَيْرِ حَقٍّ وَقَوْلِهِمْ قُلُوبُنَا غُلْفٌ بَلْ طَبَعَ اللَّهُ عَلَيْهَا بِكُفْرِهِمْ
فَلَا يُؤْمِنُونَ إِلَّا قَلِيلًا ﴿۱۵۴﴾

اور چاہتا کہ تفرقہ ڈال دیں اللہ میں اور اُسکے رسولوں میں اور کہتے ہیں کہ ہم ایمان لاتے ہیں بعض

(پیغمبرون) پر اور نہیں مانتے بعض کو اور چاہتے ہیں کہ لیویں اس کے درمیان کوئی رستہ (۱۴۹)

وہی لوگ کافر ہیں بیشک اور ہمنے طیار کیا ہے کافرون کے لئے عذاب ذلیل کرنیوالا (۱۵۰)

اور جو لوگ ایمان لائے ہیں اللہ پر اور اُسکے رسولون پر اور اُنھون نے فرق نہیں کیا اُنمیں سے

کسی ایک میں یہہ لوگ ہیں کہ اُنکو جلد دیویگا (اللہ) اُنکا اجر اور اللہ معاف کرنیوالا ہے رحم والا (۱۵۱)

تجھ سے چاہتے ہیں اہل کتاب کہ تو اُتار لاوے اُن پر ایک کتاب آسمان سے پھر بیشک اُنھون

نے چاہا تھا موسیٰ سے اِس سے بھی بڑا پھر کہنے لگے کہ دکھا دے ہمیں اللہ کو ظاہر میں پھر پکڑ لیا

اُنکو کڑک نے بسبب اُنکے ظلم کے پھر اُنھون نے بچھڑا بنایا اس کے بعد کہ اُنکے پاس کھلے

ہوئے احکام آچکے تھے پھر ہمنے اُنکو اُس سے معاف کیا اور دی ہمنے موسیٰ کو روشن

حجت (۱۵۲) اور ہمنے اُنکے اوپر † طور کو اونچا کیا اُن سے قول قرار لینے کو اور ہمنے اُنکو کہا

کہ اُس دروازہ میں داخل ہو سجدہ کرتے ہوئے اور ہمنے اُنکو کہا کہ سبت کے احکام میں تجاوز

نہ کرو اور ہمنے اُن سے لیا گاڑھا قول قرار (۱۵۳) پھر بسبب اُنکے اپنا قول قرار توڑنے کے اور اُنکی

اِنکار کرنیکے اللہ کی نشانیوں سے اور اُنکے قتل کر ڈالنے کے نبیوں کو ناحق اور اُنکے کہنے کے کہ

ہماری دلوں پر پردے پڑے ہیں بلکہ اُنپر اللہ نے بسبب اُنکے کفر کے مہر کر دی ہے پھر ایمان نہیں لاینگے مگر چند (۱۵۴)

† دیکھو تفسیر جلد اول صفحہ (۱۱۵) لغایت (۱۱۰)

وَبِكُفْرِهِمْ وَقَوْلِهِمْ عَلٰى مَرْيَمَ بُهْتَانًا عَظِيْمًا ﴿۱۵۵﴾ وَّقَوْلِهِمْ اِنَّا قَتَلْنَا
الْمَسِيْحَ عِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ رَسُوْلَ اللّٰهِ وَمَا قَتَلُوْهُ وَمَا صَلَبُوْهُ
وَلٰكِنْ شُبِّهَ لَهُمْ وَاِنَّ الَّذِيْنَ اخْتَلَفُوْا فِيْهِ لَفِيْ شَكٍّ مِّنْهُ
مَا لَهُمْ بِهٖ مِنْ عِلْمٍ اِلَّا اتِّبَاعَ الظَّنِّ وَمَا قَتَلُوْهُ يَقِيْنًا بَلْ رَّفَعَهُ
اللّٰهُ اِلَيْهِ وَكَانَ اللّٰهُ عَزِيْزًا حَكِيْمًا ﴿۱۵۶﴾ وَاِنْ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ
اِلَّا لَيُؤْمِنَنَّ بِهٖ قَبْلَ مَوْتِهٖ وَيَوْمَ الْقِيٰمَةِ يَكُوْنُ عَلَيْهِمْ شَهِيْدًا ﴿۱۵۷﴾
فَبِظُلْمٍ مِّنَ الَّذِيْنَ هَادُوْا حَرَّمْنَا عَلَيْهِمْ طَيِّبٰتٍ اُحِلَّتْ لَهُمْ
وَبِصَدِّهِمْ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ كَثِيْرًا ﴿۱۵۸﴾ وَّاَخْذِهِمُ الرِّبٰوا وَ
قَدْ نُهُوْا عَنْهُ وَاَكْلِهِمْ اَمْوَالَ النَّاسِ بِالْبَاطِلِ وَاَعْتَدْنَا
لِلْكٰفِرِيْنَ مِنْهُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا ﴿۱۵۹﴾ لٰكِنِ الرّٰسِخُوْنَ فِي الْعِلْمِ مِنْهُمْ
وَالْمُؤْمِنُوْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِمَا اُنْزِلَ اِلَيْكَ وَمَا اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ
وَالْمُقِيْمِيْنَ الصَّلٰوةَ وَالْمُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَالْمُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَ
الْيَوْمِ الْاٰخِرِ اُولٰٓئِكَ سَنُؤْتِيْهِمْ اَجْرًا عَظِيْمًا ﴿۱۶۰﴾ اِنَّآ اَوْحَيْنَآ
اِلَيْكَ كَمَآ اَوْحَيْنَآ اِلٰى نُوْحٍ وَّالنَّبِيّٖنَ مِنْ بَعْدِهٖ

اور بسبب اُنکے کفر کے اور اُنکے کہنے کے مریم پر بہت بڑا بھتان (۱۵۵) اور اُنکے یہ کہنے کے کہ
بیشک ہمنے قتل کرڈالا مسیح عیسیٰ بیٹے مریم خدا کے رسول کو حالانکہ نہ اُنھوں نے اُنکو قتل کیا اور
نہ صلیب پر مارا ولیکن اُن پر (صلیب پر مارڈالنے کی) شبیہہ کردی گئی اور جو لوگ کہ اس میں اختلاف
کرتے ہیں وہ البتہ اس بات میں اُس سے شک میں پڑے ہیں اُنکو اُسکا یقین نہیں ہے
بجز گمان کی پیروی کے اور اُنھوں نے اُنکو یقیناً قتل نہیں کیا بلکہ خدا نے اُنکو اپنے پاس
اُٹھا لیا اور اللہ غالب ہے حکمت والا (۱۵۶) اور نہیں کوئی اہل کتاب میں سے مگر یہ کہ
یقین کرے ساتھ اُس کے (یعنی حضرت عیسیٰ کے صلیب پر مارے جانے کے) قبل
اپنے مرنے کے (یعنی بعد مرنے کے وہ جان لیگا کہ صلیب پر حضرت عیسیٰ کا مرنا غلط تھا)
اور قیامت کے دن حضرت عیسیٰ اُن پر گواہ ہونگے (یعنی اہل کتاب کو اپنی زندگی میں جو عقیدہ
تھا اُسکے برخلاف گواہی دینگے) (۱۵۷) پس اُن لوگوں کے ظلم کے سبب جو یہودی ہیں ہمنے
حرام کیں اُن پر پاک چیزیں جو حلال کی تھیں اُن کے لئے اور بسبب اُن کے روکنے کے
بہت لوگوں کو اللہ کے رستہ سے (۱۵۸) اور اُنکے سود لینے سے حالانکہ بے شک اُنکو منع کیا
گیا تھا اُس سے اور اُنکے کھا لینے کے لوگوں کے مال کو فریب سے اور طیار کیا ہے ہمنے اُنمیں
سے کافرونکے لئے عذاب دکھ دینے والا (۱۵۹) لیکن اُن میں سے جو لوگ کہ علم میں مضبوط
ہیں اور ایمان لانیوالے جو ایمان لاتے ہیں اُس پر جو بھیجا گیا ہے تجھ پر اور جو بھیجا گیا تجھ سے پہلے
اور نماز قایم رکھنے والے اور زکوۃ دینے والے اور اللہ پر اور اخیر دن پر ایمان لانیوالے وہ لوگ ہیں کہ
ہم جلد اُنکو دینگے اجر عظیم (۱۶۰) بیشک ہمنے وحی کی تجھکو جیسے کہ وحی کی ہمنے نوح کو اور نبیون کو اُس کے بعد

۴ دیکھو اسی جلد کا صفحہ ۱۴۰ تا آیت ۱۵۱۔

وَاَوْحَيْنَآ اِلٰٓى اِبْرٰهِيْمَ وَاِسْمٰعِيْلَ وَاِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ وَالْاَسْبَاطِ وَ
عِيْسٰى وَاَيُّوْبَ وَيُوْنُسَ وَهٰرُوْنَ وَسُلَيْمٰنَ وَاٰتَيْنَا دَاوٗدَ زَبُوْرًا ﴿١٦١﴾
وَرُسُلًا قَدْ قَصَصْنٰهُمْ عَلَيْكَ مِنْ قَبْلُ وَرُسُلًا لَّمْ نَقْصُصْهُمْ
عَلَيْكَ وَكَلَّمَ اللّٰهُ مُوْسٰى تَكْلِيْمًا ﴿١٦٢﴾ رُسُلًا مُّبَشِّرِيْنَ وَمُنْذِرِيْنَ
لِئَلَّا يَكُوْنَ لِلنَّاسِ عَلَى اللّٰهِ حُجَّةٌۢ بَعْدَ الرُّسُلِ وَكَانَ اللّٰهُ عَزِيْزًا حَكِيْمًا ﴿١٦٣﴾
لٰكِنِ اللّٰهُ يَشْهَدُ بِمَآ اَنْزَلَ اِلَيْكَ اَنْزَلَهٗ بِعِلْمِهٖ وَالْمَلٰٓئِكَةُ يَشْهَدُوْنَ
وَكَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًا ﴿١٦٤﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَصَدُّوْا عَنْ
سَبِيْلِ اللّٰهِ قَدْ ضَلُّوْا ضَلٰلًاۢ بَعِيْدًا ﴿١٦٥﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا
وَظَلَمُوْا لَمْ يَكُنِ اللّٰهُ لِيَغْفِرَ لَهُمْ وَلَا لِيَهْدِيَهُمْ طَرِيْقًا ﴿١٦٦﴾
اِلَّا طَرِيْقَ جَهَنَّمَ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا وَكَانَ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ
يَسِيْرًا ﴿١٦٧﴾ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَآءَكُمُ الرَّسُوْلُ بِالْحَقِّ مِنْ رَّبِّكُمْ
فَاٰمِنُوْا خَيْرًا لَّكُمْ وَاِنْ تَكْفُرُوْا فَاِنَّ لِلّٰهِ مَا فِى السَّمٰوٰتِ
وَالْاَرْضِ وَكَانَ اللّٰهُ عَلِيْمًا حَكِيْمًا ﴿١٦٨﴾

اور وحی کی ہمنے ابراہیم اور اسمٰعیل اور اسحٰق اور یعقوب اور اُسکی اولاد اور عیسیٰ اور ایوب اور یونس
اور ہارون اور سلیمان کو اور دی ہمنے داؤد کو زبور (۱۶۱) اور رسول ہیں کہ بیشک ہمنے اُنکا حال
اِس سے پہلے تجھ پر بیان کیا اور رسول ہیں کہ اُنکا حال ہمنے تجھ پر بیان نہیں کیا اور بات
کی اللہ نے موسیٰ سے ایک طرح کی باتیں کرنی (۱۶۲) رسول خوشخبری دینے والے اور
ڈرانے والے ہیں تاکہ نہ ہو لوگون کو اللہ پر کچھ حجت رسولوں کے بعد اور اللہ غالب ہے
حکمت والا (۱۶۳) لیکن اللہ گواہی دیتا ہے اُس پر جو بھیجا ہے تجھ پر بھیجا ہے اُسکو اپنے علم
سے اور فرشتے گواہی دیتے ہیں اور کافی ہے اللہ گواہی دینے والا (۱۶۴) بیشک
جن لوگوں نے کفر کیا اور (لوگون کو) روکا اللہ کے رستہ سے بے شک وہ بھٹک
گئے دور کے رستہ سے بھٹکنا (۱۶۵) بے شک جو لوگ کافر ہوئے اور ظلم کیا
نہیں ہوگا کہ اللہ اُنکو معاف کرے اور نہ اُن کو ہدایت کریگا کسی رستہ کی (۱۶۶) مگر
جہنم کے رستہ کی ہمیشہ رہینگے اُس میں ہمیشہ اور یہ اللہ پر آسان ہے (۱۶۷) ای لوگوں
بے شک آیا ہے تمھارے پاس رسول سچائی کے ساتھ تمھارے پروردگار کی
طرف سے پھر تم ایمان لاؤ بہت ہے تمھارے لئے۔ اور اگر تم کفر کروگے تو بیشک
اللہ کے لئے ہے جو کچھ کہ آسمانوں میں ہے اور زمین میں اور اللہ جاننے والا ہے حکمت والا (۱۶۸)

يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ لَا تَغْلُوْا فِيْ دِيْنِكُمْ وَلَا تَقُوْلُوْا عَلَى اللّٰهِ اِلَّا الْحَقَّ
اِنَّمَا الْمَسِيْحُ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ وَكَلِمَتُهٗ اَلْقٰهَآ
اِلٰى مَرْيَمَ وَرُوْحٌ مِّنْهُ فَاٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖ وَلَا تَقُوْلُوْا
ثَلٰثَةٌ اِنْتَهُوْا خَيْرًا لَّكُمْ اِنَّمَا اللّٰهُ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ سُبْحٰنَهٗٓ اَنْ
يَّكُوْنَ لَهٗ وَلَدٌ لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ وَكَفٰى بِاللّٰهِ
وَكِيْلًا ۝۱۶۹ لَنْ يَّسْتَنْكِفَ الْمَسِيْحُ اَنْ يَّكُوْنَ عَبْدًا لِّلّٰهِ وَلَا الْمَلٰٓئِكَةُ
الْمُقَرَّبُوْنَ ۝۱۷۰ وَمَنْ يَّسْتَنْكِفْ عَنْ عِبَادَتِهٖ وَيَسْتَكْبِرْ فَسَيَحْشُرُهُمْ
اِلَيْهِ جَمِيْعًا ۝۱۷۱ فَاَمَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فَيُوَفِّيْهِمْ
اُجُوْرَهُمْ وَيَزِيْدُهُمْ مِّنْ فَضْلِهٖ وَاَمَّا الَّذِيْنَ اسْتَنْكَفُوْا
وَاسْتَكْبَرُوْا فَيُعَذِّبُهُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا ۝۱۷۲ وَّلَا يَجِدُوْنَ لَهُمْ
مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلِيًّا وَّلَا نَصِيْرًا ۝۱۷۳ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَآءَكُمْ
بُرْهَانٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَاَنْزَلْنَآ اِلَيْكُمْ نُوْرًا مُّبِيْنًا فَاَمَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا
بِاللّٰهِ وَاعْتَصَمُوْا بِهٖ فَسَيُدْخِلُهُمْ فِيْ رَحْمَةٍ مِّنْهُ وَفَضْلٍ
وَّيَهْدِيْهِمْ اِلَيْهِ صِرَاطًا مُّسْتَقِيْمًا ۝۱۷۴

اے کتاب والو اپنے دین میں غلو مت کرو اور مت کھو اللہ پر بجز سچ کے اسکے سوا
کچھ نہیں ہے کہ مسیح عیسیٰ بیٹا مریم کا رسول اللہ کا ہے اور اُس کا کلمہ ہے کہ ڈالا اُسکو
مریم کی طرف اور روح ہے اُسکی طرف سے پھر ایمان لاؤ اللہ پر اور اُسکے رسولوں پر اور مت
کھو کہ تین خدا ہیں (اس کھنے سے) باز رہو بھتر ہے واسطے تمھارے اسکے سوا کچھ نہیں
کہ اللہ ایک ہے اللہ ھی وہ پاک ہے اس سے کہ ہووے اُسکے کوئی بیٹا اُسی کیلیے
ہے جو کچھ کہ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ کہ زمین میں ہے اور کافی ہے اللہ کام سنوار نیولا (۱۶۹)
ھرگز ننگ نہین کرنیکا مسیح کہ ہو بندہ اللہ کا اور نہ مقرب فرشتے (۱۷۰) اور جو
کوئی کہ ننگ کرے اُسکے بندہ ہونے سے اور تکبر کرے تو اُٹھا بلاویگا اُنکو اللہ اپنے پاس
اکٹھا (۱۷۱) پھر ھاں جو لوگ ایمان لائے ہیں اور اچھے کام کئے ہیں پھر پورا دیگا اُن کو
اُنکا اجر اور زیادہ دیگا اُنکو اپنے فضل سے اور ہاں جنھوں نے ننگ کیا اور تکبر کیا تو اُن کو
عذاب ویگا عذاب دکھ دینے والا (۱۷۲) اور وہ نہ پاوینگے اپنے لئے اللہ کے سوا کوئی دوست
اور نہ کوئی مددگار (۱۷۳) اے لوگو بیشک تمھارے پاس ایک دلیل تمھاری پروردگار کے پاس سے آئی
ہے اور بھیجا ہے ھمنے تمھاری پاس نور روشن (یعنی قرآن) پھر ہاں جو لوگ اللہ پر ایمان لائے ہیں اور
اُسکو مضبوطی سے پکڑ لیا ہے تو جلد داخل کریگا اُسکو اپنی رحمت میں اور فضل میں اور بتاویگا اُنکو اپنی طرف کا سیدھا رستہ (۱۷۴)

يَسْتَفْتُونَكَ قُلِ اللّٰهُ يُفْتِيكُمْ فِي الْكَلٰلَةِ إِنِ امْرُؤٌا هَلَكَ لَيْسَ لَهٗ وَلَدٌ وَّلَهٗٓ اُخْتٌ فَلَهَا نِصْفُ مَا تَرَكَ وَهُوَ يَرِثُهَآ اِنْ لَّمْ يَكُنْ لَّهَا وَلَدٌ فَاِنْ كَانَتَا اثْنَتَيْنِ فَلَهُمَا الثُّلُثٰنِ مِمَّا تَرَكَ وَاِنْ كَانُوْٓا اِخْوَةً رِّجَالًا وَّنِسَآءً فَلِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْاُنْثَيَيْنِ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمْ اَنْ تَضِلُّوْا وَاللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ﴿۱۷۵﴾
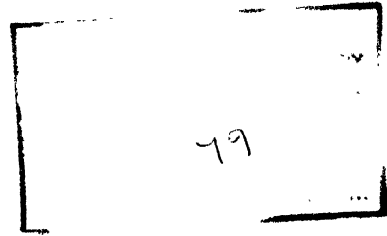
تجھ سے حکم پوچھتے ہیں کہدے کہ اللہ تمکو حکم دیگا کلالہ میں (باپ اور اولاد کے سوا جو وارث ہیں اُنکو کلالہ
کہتے ہیں اور اُس شخص کو بھی کہتے ہیں جو مرگیا ہو اور اُس کا باپ اور اُسکے اولاد میں سے کوئی وارث نہو
بلکہ اور رشتہ دار وارث ہوں) اگر کوئی شخص مر جاوے اور اُسکے اولاد نہو اور اُسکی بہن ہو تو اُسکے لئے
نصف حصہ ہے اُس چیز کا جو کچھ اُسنے چھوڑا ہے اور وہ (یعنی بھائی) بہن کے کل مال کا وارث ہوگا اگر
نہو اُس کے کوئی اولاد پھر اگر دو بہنیں ہوں تو اُنکے لئے دو ثلث ہیں اُس میں سے جو اُسنے چھوڑا ہے
اور اگر ہوں چند بھائی بہن مرد اور عورت تو مرد کیلئے دو عورتوں کے حصہ کے برابر حصہ ہے ظاہر کر دیتا ہے اللہ
تمہارے لئے گمراہی کو (تاکہ تم اُسکو جان لو اور گمراہ نہو) اور اللہ ہر ایک چیز کو جاننے والا ہے (۱۰۵)

هو المستعان

سورة المائده

سنہ ۱۳۲۰ھ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَوْفُوْا بِالْعُقُوْدِ ۭ اُحِلَّتْ لَكُمْ بَهِيْمَةُ الْاَنْعَامِ اِلَّا مَا يُتْلٰى عَلَيْكُمْ غَيْرَ مُحِلِّي الصَّيْدِ وَاَنْتُمْ حُرُمٌ ۭ اِنَّ اللّٰهَ يَحْكُمُ مَا يُرِيْدُ ① يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُحِلُّوْا شَعَاۗىِٕرَ اللّٰهِ وَلَا الشَّهْرَ الْحَرَامَ وَلَا الْهَدْيَ وَلَا الْقَلَاۗىِٕدَ وَلَآ اٰۗمِّيْنَ الْبَيْتَ الْحَرَامَ يَبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنْ رَّبِّهِمْ وَرِضْوَانًا ② وَاِذَا حَلَلْتُمْ فَاصْطَادُوْا ۭ وَلَا يَجْرِمَنَّكُمْ شَنَاٰنُ قَوْمٍ اَنْ صَدُّوْكُمْ عَنِ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اَنْ تَعْتَدُوْا ۘ وَتَعَاوَنُوْا عَلَي الْبِرِّ وَالتَّقْوٰى ۠ وَلَا تَعَاوَنُوْا عَلَي الْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ ۠ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ③ حُرِّمَتْ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةُ وَالدَّمُ وَلَحْمُ الْخِنْزِيْرِ وَمَآ اُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ بِهٖ

۴- (حرمت علیکم) اس آیت میں جن چیزوں کی حرمت کا ذکر ہے اُن میں سے مرے ہوئے جانور اور خون اور سور کے گوشت اور اُس جانور کی حرمت کا بیان جو خدا کے سوا اور کسی کے نام پر مارا جاوے سورہ بقر کی تفسیر میں گذرا دیکھو تفسیر جلد اول صفحہ ۲۰۴ لغایت ۲۰۹، اور "ما اھل لغیر اللہ" ہی کے حکم میں "وما ذبح علی النصب وان تستقسموا بالازلام" بھی داخل ہے نصب اور صنم دونوں ایک ہی چیز ہیں صرف اتنا فرق ہے کہ صنم میں کوئی صورت بنی ہوئی ہوتی ہے اور نصب میں کسی صورت کا بنا ہوا ہونا ضرور نہیں اکثر بت پرستوں میں رواج ہے کہ ایک بن گڑھا پتھر کسی دیوتا کے نام پر نصب کر دیتے ہیں اور اُسی کی پرستش کرتے ہیں حالانکہ اُس میں کوئی صورت کھدی ہوئی

خدا کے نام سے جو بڑا رحم والا ہے بڑا مہربان

اے لوگو جو ایمان لائے ہو۔ پورا کرو اقرار کو' حلال کئے گئے ہیں تمہارے لئے چرنیوالے چارپائے مگر سوا جن کو تم سے بیان کرینگے (درحالیکہ تم) نہ حلال جاننے والے ہو شکار کو جبکہ تم احرام باندھے ہوئے ہو' بیشک اللہ حکم کرتا ہے جو چاہتا ہے (۱) اے لوگو جو ایمان لائے ہو' مت توڑو اللہ کے مقرر کئے ہوئے حکموں کو اور نہ حرمت والے مہینے اور نہ کعبہ کو لیجانے والے جانور اور نہ گلے میں پٹہ ڈالے ہوئے جانور اور نہ حرمت والے گھر (یعنی کعبہ) کے جانیوالوں کے حکموں کو کہ وہ چاہتے ہیں فضل اپنے پروردگار سے اور اُسکی خوشنودی (۲) اور جب تم احرام سے نکلو تو شکار کرو اور تمکو برانگیختہ نکرے دشمنی کسی قوم کی اسلئے کہ روک دیا تھا تمکو مسجد حرام میں جانے سے کہ تم زیادتی کرو' اور ایک دوسرے کی مدد کرو نیکی اور پرہیزگاری میں اور ایک دوسرے کی مدد مت کرو گناہ پر اور زیادتی پر' اور ڈرو اللہ سے بیشک اللہ سخت عذاب کرنیوالا ہے (۳) حرام کیا گیا تم پر مردار اور خون اور سور کا گوشت اور وہ جانور کہ (ذبح کے وقت) اُس پر خدا کے سوا اور کسی کا نام پکارا گیا ہو۔

نہیں ہوتی پس جو چیز غیر خدا کے نام پرستش کیلئے قایم کیجائے خواہ وہ صورتدار ہو یا بے صورت جیسے کہ سید کا استھان یا شہید کا استھان یا سیتلا کا استھان وہ سب نصب میں داخل ہیں۔

''وما اهل لغیر الله به'' کے لکھنے کے بعد ''وما ذبح علی النصب'' لکھنے سے جو فرق ان دونوں میں ہے وہ ظاہر کیا گیا ہے کہ مذبوح علی النصب کی حرمت میں ذبح کے وقت اہلال لغیر اللہ مشروط نہیں ہے اُنکا وہ فعل ہی بروقت ذبح قایم مقام اہلال لغیر اللہ کیا گیا ہے۔ زمانہ جاہلیت میں عرب کے لوگوں نے کعبہ کے گرد بن گڑہے پتھر کھڑے کر لئے تھے اور اُن پر جانوروں کو چڑہایا کرتے تھے اور ذبح کرکے اُنکا خون اُن پتھروں کو لگا دیتے تھے

وَالْمُنْخَنِقَةُ وَالْمَوْقُوْذَةُ وَالْمُتَرَدِّيَةُ وَالنَّطِيْحَةُ

جیسے کہ ٹھیک ہندوستان کے بت پرست بعض دیبیوں کے مندروں پر جانوروں کو چڑھا کر مارتے ہیں پس یہ اُنکا فعل ہی قطعی ثبوت اس بات کا ہے کہ وہ ذبح تقرّباً لغیر اللہ تھا اور اسلئے اُسکی حرمت کیلئے بروقت ذبح اہلال لغیر اللہ مشروط نہیں ہوا۔

"وان تستقسموا بالازلام" کی تفسیر میں ہمارے مفسرین نے ایسی تفسیریں لکھی ہیں جن میں سے کوئی بھی اس مقام کے مناسب نہیں معلوم ہوتی۔ ظاہر اسعلوم ہوتا ہے کہ جو جانور علی النصب ذبح ہوتے تھے اُنکی نسبت یہ قرار دینا کہ پوجاریوں میں سے کون لیوے ازلام کے ذریعہ سے ہوتا تھا جب ذبح علی النصب کی حرمت بیان ہوئی تو اُسکے ساتھ جو فعل کہ اُسکے ساتھ کیا جاتا تھا اُسکو بھی بیان کیا ہے اُسکو اس مقام پر فال لینے یا استعلام بالغیب سے کچھ تعلق نہیں ہے اور نہ وہ کوئی علٰحدہ حکم ہے بلکہ ما ذبح علی النصب ہی کا بیان ہے اور فعل استقسام کا وہی مفعول ہے اور تقدیر کلام یوں ہے کہ حرمت علیکم ما ذبح علی النصب وان تستقسموها بالازلام۔

اور موقوذۃ۔ اور متردیہ۔ اور نطیحہ۔ اور ما اکل السبع۔ کی حرمت بھی ایسی ہی ہے جیسے کہ میتۃ کی اور میتۃ کی حرمت کا بیان بھی سورہ بقر میں ہو چکا ہے صرف "منخنقہ" پر بحث ہونی چاہیئے۔

خنق اور اختناق کے معنی حلق کے اسقدر گھوٹنے کے ہیں جس سے جاندار مر جاوے اور وہ تین طرح پر ہو سکتا ہے۔ یا تو انسان جانور کا گلا گھونٹ ڈالے۔ یا شکار کرنے میں اسکے گلے میں اسطرح پھندا پڑ جاوے۔ کہ وہ گھٹ کر مر جاوے۔ یا کسی درخت کی ٹہنیوں میں گردن پھنس کر گلا گھٹ جاوے۔ چوپایہ جانور ان تینوں طرح میں سے جسطرح پر مر جاوے یا مارا جاوے حرام ہو جاتا ہے۔ کیونکہ ان تینوں حالتوں میں بسبب نہ خارج ہونے خون کے جو چوپاؤں میں کثرت سے ہوتا ہے اور جسکو دم مسفوح کہتے ہیں اُسکی موت' موت طبعی کے مشابہ ہو جاتی ہے' اور وہ بہت سی باتوں میں مثل میتہ کے ہو جاتا ہے۔ جس کا بیان اوپر ہو چکا۔ مگر بحث باقی رہتی ہے طیور منخنقہ میں جن میں خون سیال نہایت کم ہے اور جس کا خارج ہونا یا نہ ہونا برابر ہے کہ آیا جب انسان نے اپنے قصد و ارادہ سے اُن کو گلا گھونٹ کر مارا ہو تو وہ بھی اس حکم حرمت میں داخل ہے یا نہیں۔

یہ بحث مسلمانوں کی نسبت کچھ زیادہ قابل بحث نہیں ہے اس لئے کہ مسلمانوں کی نسبت بغرض

اور گلا گھٹ کر، اور پھینکی ہوئی چیز لگ کر اور اوپر سے گر کر، اور سینگ لگ کر مر گیا ہو،

مخالفت طریقہ شرک کے ہر ایک جانور کو خواہ چرند ہو خواہ پرند خدا کے نام پر ذبح کرنے کا حکم ہے پس اس حکم حرمت میں جو اس آیت میں منخنقہ کی نسبت ہے پرند داخل ہوں یا نہوں اگر کسی مسلمان نے اس کا گلا گھوٹ کر مار ڈالا ہو تو اُسکا کھانا حرام ہوگا اسلیئے کہ اُسکو ذبح کرنیکا حکم تھا اور اُس نے برخلاف اُس حکم کے اُسکو مارا ہے۔

جہانتک بحث ہے نسبت اہل کتاب کے ہے کہ اگر اہل کتاب نے کسی پرند جانور کو گلا گھوٹکر مار ڈالا ہو اور پرند کو اسطرح مار کر کھانا وہ اپنے مذہب میں جائز سمجھتے ہوں تو آیا مسلمان کو اُسکا کھانا جائز ہے یا نہیں اس مسئلہ کے تصفیہ کے لیئے تین امر کا بیان ضرور ہے۔ اول یہہ کہ یہہ آیت طیور منخنقہ کی حرمت پر نص قطعی ہے یا نہیں۔ دوسرے یہہ کہ۔ اگر نص قطعی ہے تو یہہ حرمت اُسکی عین ذات سے علاقہ رکھتی ہے یا کسی امر خارجی سے تیسرے یہہ کہ۔ کوئی امر ہوا سکی اگلی آیت نے جسمیں ہمارے لیئے طعام اہل کتاب کی حلت بیان ہوئی ہے طیور منخنقہ اہل کتاب کو حرمت سے مستثنیٰ کر دیا ہے یا نہیں۔

امر اول کا تصفیہ یہہ ہے کہ آیت مذکورہ طیور منخنقہ کی حرمت پر نص صریح نہیں ہے اسلیئے کہ اس آیت میں چار لفظ ہیں۔ المنخنقۃ۔ الموقوذۃ۔ المتردیۃ۔ النطیحۃ۔ اِن چاروں میں حرف تا، فوقانی موجود ہے اور بموجب محاورہ زبان عرب کے اِس بات کا قرار دینا چاہیئے کہ یہہ تے کس قسم کی ہے اور جو کہ کسی دوسری آیت قرآن مجید سے قسم تے کا تعین جو ان کلموں میں ہے نہیں پایا جاتا اسلیئے اجتہاد سے اُسکا تعین کرنا پڑتا ہے، پس اب یہہ تے کسی قسم کی قرار دیجاوی اور کسی جانور کی حرمت کا مسئلہ اُس سے نکالا جاوے اُس کی حرمت منصوص نہ ہوگی کیونکہ ممکن ہے کہ وہ تے اُس قسم کی نہ ہو بلکہ دوسری قسم کی ہو اور اُس قسم کے جانوروں کی حرمت پر حاوی نہ ہو۔

مثلاً ہم قرار دیتے ہیں کہ اِن چاروں لفظوں میں تا، تانیث ہے جیسا کہ اکثر مفسروں نے بھی قرار دیا ہے پس اس حالت میں بموجب محاورہ زبان عرب کے ضرور ہے کہ یہہ چاروں لفظ صفت ہوں کسی موصوف محذوف مونث کے اب ہمکو دوسرا اجتہاد کرنا پڑا کہ وہ موصوف مونث محذوف کون ہے جسکو ہم قرار دیں بہر حال جسکو قرار دیں اُسکی حرمت البتہ اس آیت سے نکلی گی مگر اُسکی حرمت اجتہادی ہوگی نہ منصوص کیونکہ ہم نے دو باتوں کو

وَمَآ اَكَلَ السَّبُعُ اِلَّا مَا ذَكَّيْتُمْ وَمَا ذُبِحَ عَلَى النُّصُبِ

یعنی تفسیر ــــة کو اور موصوف محذوف کو نص قرآنی سے نہیں بلکہ صرف اپنے اجتہاد سے قایم کیا ہے - امام فخرالاسلام رازی فرماتے ہیں کہ یہاں موصوف مونث محذوف (شاۃ) ہے کہ وہی اکثر کھانے میں آتی ہے اور باقی تمام جانوروں چرند و پرند کی حرمت کا اُس پر قیاس کیا جاتا ہے - قبول کرو کہ یہی اجتہاد صحیح ہے اس حالت میں پرند منخنقہ کی حرمت دو اجتہادوں اور ایک قیاس غیر منصوص العلۃ سے قرار پاویگی نہ نص قطعی سے -

مگر امام صاحب نے ناحق شاۃ کو موصوف مؤنث محذوف مانا ہے اگر وہ نفس کو موصوف مونث محذوف مانتے تو تمام منخنقہ جانوروں کی حرمت آجاتی اور بکری کی حرمت پر باقی جانوروں کے قیاس کی حاجت نرہتی اور تقدیر کلام یہہ ہوتی کہ حرمت علیکم النفس المنخنقۃ الخ اب قبول کرو کہ یہی اجتہاد صحیح ہے تو بھی پرند جانور کی حرمت دو اجتہادوں مذکورہ بالا سے قرار پاویگی نہ نص قطعی سے -

اب ہم اس ۃ کو تا تانیث نہیں قرار دیتے بلکہ تا نقل وتحویل قرار دیتے ہیں جیسا کہ صاحب تفسیر بیضاوی نے قرار دیا ہے اور جو کہ یہہ ۃ صفت کو اسم بنا دیتی ہے اس لئے کسی موصوف مونث محذوف کی تلاش کی حاجت نہیں رہتی اور جس پر اطلاق منخنقہ اور متردیہ وغیرہ کا ہوگا اُسکی حرمت اس آیت سے ثابت ہوگی مگر اُس کی حرمت کا ثبوت ایک اجتہاد سے یعنی حرف تا کو تا نقل قرار دینے سے ہوگا نہ نص صریح قطعی سے

ہمارے نزدیک ان چاروں کلموں میں تا تانیث ہے اور موصوف مونث محذوف بہیمہ ہے یعنی مواشی یا چوپایہ یا چرند کے پس تقدیر آیت کی یہہ ہے کہ حرمت علیکم البهيمة المنخنقة والبهيمة الموقوذة والبهيمة المتردية والبهيمة النطيحة پس پرند اس حکم میں داخل نہیں ہیں -

خود قرآن مجید سے بوجوہات مفصلہ ذیل ثابت ہے کہ یہاں موصوف محذوف بہیمہ ہے - اول یہہ کہ خود قرآن مجید میں اسی آیت کے قبل شروع سورہ میں خدا نے فرمایا ’’احلت لكم بهيمة الانعام الا ما يتلى عليكم‘‘ یعنی حلال ہوئے تمہارے لئے چوپائے مواشی مگر وہ جو آگے بتاوینگے پس اسکے بعد جو حرام جانور باشارہ صفت مؤنث بتائے وہ خود خدا کے فرمانے سے اسی استثناء کی تفصیل ہیں جن کی نسبت فرمایا تھا ’’الا ما يتلى عليكم‘‘ نہ اور کسی کے اور موصوف مونث محذوف بھی وہی بہیمہ ہے جسکی نسبت اوپر فرمایا تھا کہ - احلت لکم بهيمة الانعام پس خود خدا نے صاف بتا دیا ہے کہ وہ موصوف مونث محذوف بہیمہ ہے نہ اَور کوئی -

اور وہ جانور جسکو درندہ نے کھالیا ہو مگر جبکہ تمنے اُس کو حلال کرلیا ہو اور وہ جانور جو استھانوں پر ذبح کیا گیا ہو

دوسرے یہہ کہ منجملہ صفات چہارگانہ کے جو اس آیت میں مذکور ہوئیں اخیر دو صفتوں - تردی یعنی اوپر سے گر کر مرجانے - اور نطیح یعنی لڑتے میں سینگ کی چوٹ سے مرجانیکی صفت سوائے بھیمہ یعنی چرندکے پرند میں متحقق ہی نہیں ہوسکتی باقی رہا - وقذ یعنی لکڑی سے یا لٹھ سے یا اور کسی چیز سے مار ڈالنا اگرچہ یہہ فعل پرند کی نسبت بھی ممکن ہے مگر جو لوگ اگلے زمانہ کی تاریخ سے اور جنگلی قوموں کے حالات سے اور خود عرب کی بیابان کے رہنے والون کی عادت سے واقف ہیں وہ خوب جانتے ہیں کہ صرف چوپائے جانورون کا اس طرح پر شکار ہوتا تھا کہ اُنکو گھیر کر لٹھون سے مار ڈالتے تھے نہ پرند کا پس یہہ صفت بھی درحقیقت حسب عادت عرب مختص بہایم سے ہے نہ پرند سے -

اب بحث طلب رہا - خنق یعنی گلا گھونٹ کر مار ڈالنا - اگرچہ یہہ فعل پرند کی نسبت بھی ممکن ہے مگر عرب میں چوپایون کا گلا گھونٹ کر مار ڈالنا مروج تھا جسکی حرمت میں یہہ آیت نازل ہوئی ہے -

امام فخر الدین رازی صاحب تفسیر کبیر میں لکھتے ہیں کہ " واعلم ان المنخنقة علی وجوہ منہا ان اھل الجاھلیة کانوا یخنقون الشاۃ فاذا ماتت اکلوھا ومنہا ما ینخنق بحبل الصاید ومنہا ما یدخل راسہا بین عودین فی شجرۃ فتختنق فتموت الخ پس اس بیان سے بخوبی ظاہر ہوتا ہے کہ جو احکام اس آیت میں مذکور ہیں وہ بھیمہ کی نسبت ہیں نہ پرند کی اور اسلیئے اس آیت سے طیور منخنقہ کی حرمت منصوص نہیں ہے البتہ ممکن ہے کہ قیاسی ہو -

اس تقریر پر یہہ سوال ہوسکتا ہے کہ اگر اس آیت میں اُس استثنا کی تفصیل ہے جسکا ذکر " الا ما یتلی علیکم " میں ہے تو یہہ آیت من اولہا الی اخرھا بھیمة الانعام ہی سے متعلق ہوگی پھر کلمہ میتہ - والدم - وما اھل لغیر اللہ - وما اکل السبع - وما ذبح علی النصب - سے کیون حرمت چرند و پرند کی لیجاتی ہے چاہیئے کہ وہ بھی مخصوص بہ بھیمة الانعام ہو اور پرند اُس میں داخل نہ ہوں -

مگر یہہ سوال صحیح نہیں ہے اس لیئے کہ اُن تمام کلمون کا مفہوم عام ہے گو محل خاص ہو اسلیئے بسبب اپنے مفہوم عام ہونیکے چرند و پرند دونون کو شامل ہیں برخلاف منخنقہ - وموقوذہ - ومتردیہ ونطیحہ کے کہ بسبب صفت ہونے ایک موصوف محذوف کے نہ اُنکا مفہوم عام ہے اور نہ محل عام ہے اسلیئے وہ سوای

وَاَنْ تَسْتَقْسِمُوْا بِالْاَزْلَامِ ذٰلِكُمْ فِسْقٌ اَلْيَوْمَ يَئِسَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ دِيْنِكُمْ فَلَا تَخْشَوْهُمْ وَاخْشَوْنِ ﴿۴﴾

بعض مستثنیٰ امنہ کے اور کسی سے متعلق نہیں ہوسکتی۔

دوسرے امر کے تصفیہ کے وقت ہم فرضاً تسلیم کرلیتے ہیں کہ یہہ آیت طیور منخنقہ کی حرمت پر نص قطعی ہے۔ مگر یہہ حرمت عین ذات طیور منخنقہ ماکول اللحم کی نہیں ہے بلکہ ایک فعل خارجی سے متعلق ہے اور جو حرمت کسی ماکول کی کسی امر خارجی سے ہوتی ہے تو وہ حرمت درحقیقت اُس فعل سے علاقہ رکھتی ہے نہ نفس ماکول سے مگر چونکہ ماکول فعل اکل سے منفک نہیں ہوسکتا اسلئے مجازاً ماکول پر بھی اطلاق حرمت کیا جاتا ہے۔ کوئی چیز جسکو خدا نے پاک بنایا ہے جب تک کہ اُسکی ذات میں تغیر واقع نہو کسی خارجی فعل سے ناپاک نہیں ہوسکتی۔ اور کوئی چیز جس کو خدا نے حرام بنایا ہے کسی فعل خارجی سے حلال نہیں ہوسکتی سور نہ خدا کے نام سے ذبح کرنے پر پاک ہوسکتا ہے نہ شیطان کے نام پر ذبح کرنے سے غریب بکری نہ لغیر اللہ ذبح کرنے سے ناپاک ہوسکتی ہے اور نہ علی النصب ذبح کرنے سے۔ البتہ انسان کے افعال سے حرمت و حلت کا تعلق ہوتا ہے۔

مثلاً ایک شخص نے کسی کے گیہوں چُرا لیے تو اُس چوری کی وجہ سے وہ گیہوں فی نفسہ حرام نہیں ہوگئے کیونکہ اُنکی ماھیئت میں کسی قسم کا تغیر نہیں آیا۔ بلکہ اُنکا کھانا ایک فعل ممنوع ہے۔ اسی طرح جب حلال جانور لغیر اللہ یا علی النصب ذبح کیا جاوے تو ذات مذبوح میں کچھ حرمت نہیں لگ جاتی کیونکہ جیسا گوشت اُس کا اُس وقت تھا جب کہ وہ خدا کے نام سے ذبح کیا جاتا ویسا ہی اُس کا گوشت اب بھی ہے جب کہ وہ لغیر اللہ یا علی النصب ذبح کیا گیا ہے مگر بسبب شرک ہونے کے وہ فعل ممنوع ہوا ہے اور بہ نظر محفوظی اُس شرک کے اُسکا اکل بھی حرام کیا گیا ہے پس ایسی حالت میں حرمت حقیقتاً فعل اکل سے متعلق ہے اور ماکول پر مجازاً اُسکا اطلاق ہوتا ہے۔

میتہ۔ اور بہایم منخنقہ۔ وموقوذہ۔ ومتردیہ۔ ونطیحہ۔ اور ماکول السبع۔ کا حال اُس سے مختلف ہے کیونکہ بوجہ موت طبعی۔ یا عدم اخراج دم مسفوح جو حرام ہے یا بسبب عدم علم کہ فی الحال مات اُس کے نفس ماھیئت کا متغیر ہونا یقینی یا ظنی ہے اور اس لئے وہ بذاتہ و بنفسہ حرام ہے

اور تم اس لیئے کہ اُسے کون لے؛ فال نکالنے کے تیر ڈالو یہہ فسق ہے آج کے دن وہ لوگ جو تمھارے دین سے منکر ہیں نااُمید ہوئے پھر تم اُن سے مت ڈرو اور مجھ سے ڈرو (۴)

؛ اذا اختلفوا فی الشئ لمن یکون اجالوا القداح واعطوہ من خرج لہ (شمس العلوم)

مگر طیور منخنقہ بفعل الانسان کا یہہ حال نہیں ہے اور یہہ کہنا کہ بسبب عدم اخراج دم انکا حال بھی ویسا ہی ہے جیسا کہ بہایم منخنقہ کا ایک محض مکابرہ وجدال ہے کیونکہ جو خون کہ بہایم میں ہے مقداراً و ماہیتاً جس کے عدم اخراج سے تغیر نفس بہایم مذکور میں واقع ہوتا ہے کوئی سلیم العقل نہیں قبول کرسکتا کہ ویسا ہی طیور میں ہے اور اُسکے عدم اخراج سے تغیر اُس کی ذات میں واقع ہوتا ہے طیور و بہایم کا خون بالکل مختلف الاجزا و مختلف الترکیب ہے مچھلی میں اور دریائی جانوروں میں بھی خون ہے مگر وہ طیور سے بھی زیادہ مختلف الترکیب اور مختلف الاجزا ہے پس جو امر کہ بہایم میں ہے اُسکا قیاس طیور پر صحیح نہیں ہے اور اِس لئے حرمت طیور منخنقہ کی انکی عین ذات سے متعلق نہیں ہے بلکہ بسبب ایک امر خارجی کے ہے جو خلاف حکم ذبح خنق سے واقع ہوا ہے اور جبکہ یہہ فعل ایک مسلمان کے ہاتھ سے واقع ہو جو مامور بالذبح ہے تو گو اُس طیر منخنقہ کے نفس و ذات سے حرمت متعلق نہ ہو مگر اُس کا اکل یعنی فعل اکل حرام و ممنوع ہوگا۔

تیسرے امر کے تصفیہ کے لئے ہم اُن دونوں امر سے قطع نظر کرتے ہیں اور جو فیصلہ اُن کا قرار دیا جاوے اُس کو تسلیم کرتے ہیں تو طیور منخنقہ کی حرمت عدم الذبح یا موت بالخنق قرار پاویگی مگر اگلی آیت میں خدا تعالیٰ نے طعام اہل کتاب ہمارے لئے بلا کسی قید و شرط کے حلال کر دیا ہے۔ پس جس طرح کہ اہل کتاب موافق اپنے اپنے مذہب کے اُس طعام کو جس کا عین ہمارے لئے حرام نہیں ہے اپنے لئے طیار کرتے ہیں اُنکا کھانا ہمارے لئے جائز ہے اور اگلی آیت یعنی "وطعام الذین اوتوا الکتب حل لکم" اُن تمام احکام میں سے جو بنسبت ذبائح ہیں طعام اہل کتاب کو مستثنیٰ کر دیتی ہے۔ پس باوصف تسلیم کرنے تمام باتوں کے جو امر اول و دویم سے علاقہ رکھتی ہیں طیور منخنقہ اہل کتاب کا کھانا حرام و ممنوع نہیں رہتا۔

یہہ صرف میرا ہی اعتقاد نہیں ہے بلکہ بہت سے علماء متقدمین و محدثین کا بھی یہی اعتقاد و مذہب

اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَرَضِيْتُ
لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا ۚ فَمَنِ اضْطُرَّ فِيْ مَخْمَصَةٍ غَيْرَ مُتَجَانِفٍ لِّاِثْمٍ ۙ
فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۵﴾ يَسْـَٔلُوْنَكَ مَاذَآ اُحِلَّ لَهُمْ ۭ قُلْ اُحِلَّ
لَكُمُ الطَّيِّبٰتُ ۙ وَمَا عَلَّمْتُمْ مِّنَ الْجَوَارِحِ مُكَلِّبِيْنَ تُعَلِّمُوْنَهُنَّ
مِمَّا عَلَّمَكُمُ اللّٰهُ ۡ فَكُلُوْا مِمَّآ اَمْسَكْنَ عَلَيْكُمْ وَاذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ
عَلَيْهِ ۠ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ سَرِيْعُ الْحِسَابِ ﴿۶﴾ اَلْيَوْمَ اُحِلَّ لَكُمُ
الطَّيِّبٰتُ ۭ وَطَعَامُ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ حِلٌّ لَّكُمْ ۠ وَطَعَامُكُمْ
حِلٌّ لَّهُمْ ۡ وَالْمُحْصَنٰتُ مِنَ الْمُؤْمِنٰتِ وَالْمُحْصَنٰتُ مِنَ الَّذِيْنَ
اُوْتُوا الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِكُمْ اِذَآ اٰتَيْتُمُوْهُنَّ اُجُوْرَهُنَّ مُحْصِنِيْنَ
غَيْرَ مُسٰفِحِيْنَ وَلَا مُتَّخِذِيْٓ اَخْدَانٍ ۭ وَمَنْ يَّكْفُرْ بِالْاِيْمَانِ
فَقَدْ حَبِطَ عَمَلُهٗ ۡ وَهُوَ فِي الْاٰخِرَةِ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ﴿۷﴾

ہے- ابوداؤد میں حضرت ابن عباس سے روایت ہے کہ یہہ جو آیت ہے کہ "کلوا مما ذکر اسم اللہ علیہ ولا تاکلوا مما لم یذکر اسم اللہ علیہ" اس سے طعام اہل کتاب مستثنیٰ ہے جہاں خدا نے فرمایا ہے "وطعام الذین اوتوا الکتاب حل لکم"

شعبی- اور عطا- اور زھری- اور مکحول- کا جو علماء متقدمین میں سے ہیں یہہ مذہب ہے کہ اگر عیسائی حضرت مسیح کے نام پر جانور ذبح کریں تب بھی اسکا کھانا مسلمان کو جائز ہے -

آج کے دن میں نے کامل کردیا تمھارے لئے تمھارا دین اور میں نے پوری کردی تم پر اپنی
نعمت اور پسند کیا میں نے تمھارے لئے اسلام کو دین پھر جو شخص بے قرار ہو بھوک میں بغیر مائل ہوئی
گناہ کی طرف تو بیشک اللہ بخشنے والا ہے رحم والا ۵ تجھ سے پوچھتے ہیں کہ کیا چیز حلال
کیگئی ہے اُنکے لئے کہدے کہ حلال کیگئی ہین تمھارے لئے پاک چیزین اور شکار سدھے
ہوئے شکاری جانورون کا جنکو تم نے سکھایا ہے سکھاتے ہو تم اُن کو جو کچھ کہ تمکو اللہ نے
سکھایا ہے پھر کھاؤ اُس شکار کو جس کو اُنھون نے پکڑ رکھا ہے تمھارے لئے اور لو اُس پر
اللہ کا نام اور ڈرو اللہ سے بے شک اللہ جلد حساب لینے والا ہے ۶ آج کے دن حلال
کیگئین تمھارے لئے پاک چیزین اور طعام اُن لوگوں کا جنکو کتاب دیگئی ہے حلال ہے تمھارے
لئے اور تمھارا طعام حلال ہے اُنکے لئے اور حلال کیگئین تمھارے لئے آزاد عورتین مسلمانون
میں سے اور آزاد عورتین اُن لوگوں میں سے جن کو تم سے پہلے کتاب دی گئی ہے جبکہ تم اُن کا
مہر اُن کو دیدو پاک دامنی رکھنے کو اور نہ مستی جھاڑنے کو اور نہ پوشیدہ آشنائی رکھنے
والی اور جو کوئی انکار کرے ایمان سے تو بیشک نابود ہوئے اُس کے عمل اور وہ آخرت
میں ہے ٹوٹے والون میں سے ۷

معیار میں حضرت امام محی الدین ابن عربی کا فتویٰ اور ابو عبد اللہ العجار کا مذہب نقل کیا گیا ہے کہ اگر
عیسائی مرغی کی گردن مروڑ کر توڑ ڈالے تو اُس کا کھانا مسلمان کو درست ہے۔ احکام
طعام اہل کتاب کی نسبت میرا ایک جداگانہ رسالہ ہے جس کو زیادہ تفصیل دیکھنی ہو اُس
میں دیکھے۔

یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا قُمْتُمْ اِلَی الصَّلٰوۃِ فَاغْسِلُوْا وُجُوْھَکُمْ

(۸) (فاغسلوا وجوھکم) اس آیت میں اور اس کے بعد کی آیتوں میں طہارت کا ذکر ہے۔ کوئی شخص قرآن مجید کی آیتوں اور اُن حدیثوں سے جو طہارت کے باب میں ہیں یہہ نہیں خیال کرسکتا کہ طہارت سے مقصود اصلی صرف منہہ کا اور ہاتھ پاؤں کا دھونا یا نھانا یا ظاہری نجاست کا بھانا ہے بلکہ اُس سے اصلی مقصود اندرونی نجاستوں کا دور کرنا ہے۔

حدیث میں آیا ہے کہ "بنی الدین علی النظافۃ" اور ایک حدیث میں آیا ہے کہ "الطھور شطر الایمان" ظاہر ہے کہ ایمان دلی یقین قلبی یا اعتقاد کا نام ہے۔ پس جو امر کہ دلی یقین قلبی اعتقاد پر مبنی ہو نہ اُسکی بنیاد ظاہری نظافۃ پر ہوسکتی ہے اور نہ ظاہری طہارت کا اُسکا جزو ہونا ممکن ہے ایمان ایک روحانی امر ہے اور اسی لئے روحانی نظافۃ اُس کی بنیاد اور روحانی طہارت اُسکا جزو ہوسکتی ہے۔

قرآن مجید میں خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے "رجال یحبون ان یتطھروا واللہ یحب المطھرین" اور دوسری جگہہ فرمایا ہے کہ "ما یرید اللہ لیجعل علیکم من حرج ولاکن یرید لیطھرکم" پس صاف ظاہر ہے کہ اللہ جس طہارت کو دوست رکھتا ہے وہ ہاتھ پاؤں پر پانی ڈالنا اور بدن پر پانی بھانا نہیں ہے بلکہ وہ دلی و روحانی طہارت ہے جسکو خدا دوست رکھتا ہے۔ ہاں۔ ظاہری طہارت کا بھی اور بالتخصیص جبکہ کوئی شخص کسی عبادت میں اور خصوصاً فرض عبادت میں مصروف ہو خدا نے حکم دیا ہے اور وضو کو شرط نماز یا طہارت کو مفتاح الصلوٰۃ قرار دیا ہے یہہ حکم بھی مثل احکام محافظ کے ہے جو نماز سے علاقہ رکھتے ہیں جیسے قیام و قعود و سجدہ وغیرہ۔

خدا تعالیٰ نے انسان کو ایسی فطرت پر پیدا کیا ہے کہ وہ جو کچھ آنکھ سے دیکھتا ہے۔ کان سے سنتا ہے ناک سے سونگھتا ہے۔ زبان سے چکھتا ہے۔ ھاتھ سے چھوتا ہے۔ اُس کا اثر اُس کے دل پر پہنچتا ہے اور ایک خیال اُس میں پیدا ہوتا ہے جو اُسکے اخلاق پر اثر کرتا ہے انسان کے دل سے نکلنے والی چیزوں کی بہ نسبت وہ چیزیں بہت ہیں جو باہر سے انسان کے دل میں جاتی ہیں بلکہ ٹھیک ٹھیک یوں کہنا چاہیئے کہ جو کچھ انسان کے دل سے نکلتا ہے وہ وہی ہے جو باہر سے اُس کے دل میں جاتا ہے پس وضو نماز کے وقت جو ایک ظاہری فعل ہے روحانی طہارت کا خیال پیدا کرنے کو قرار دیا گیا ہے صفائی و طہارت و نظافۃ تمام ظاہری چیزوں میں یہانتک کہ

اے لوگو جو ایمان لائے ہو جب تم کھڑے ہو نماز کو تو دھوؤ اپنے مونھوں کو۔

لباس میں سواری میں مکان میں استعمالی چیزوں میں کھانے پینے میں بشرطیکہ وہ حد اعتدال سے متجاوز نہ ہو جاوے اور مالیخولیا کی حد تک نہ پہونچ جاوے اخلاق کی درستی و اصلاح پر نہایت موثر ہوتی ہے پس جبکہ وہ ایک فعل عبادت کے ساتھ لازم کر دی جاوے تو درستی اخلاق اور روحانی طہارت پر اُسکا بہت زیادہ اور قوی اثر ہو جاتا ہے۔ اسی اخلاقی اور روحانی اصلاح کیلیئے اسلام نے نماز کے لئے ظاہری طہارت کو بھی شرط کیا ہے۔ نماز کے لئے اُن اعضا کا دھولینا مقرر کیا ہے جن کا دھونا مختلف اسباب سے زیادہ تر مناسب اور طہارت ظاہری کو بھی زیادہ تر مفید ہے۔ حالت جنب میں تمام بدن کا دھونا زیادہ تر طہارت کے مناسب ہے مگر پانی نہ ہونے کی حالت میں کسی ایسے فعل کا جو اندرونی طہارت کا خیال پیدا کرے اُسکے قائم مقام قرار دینا ضروری تھا اور اسی لئے ایسی حالت میں تیمم کا حکم دیا گیا ہے مگر ظاہری اعمال کا روح پر جب ہی اثر ہوتا ہے جب اُنکو روحانی نیکی کا یاد دلانے والا سمجھے۔ اور اگر صرف اُن ظاہری اعمال ہی کو مقصود اصلی سمجھ لے تو روحانی تربیت معدوم رہتی ہے کما یشاھد فی زماننا۔

اِس بات میں بحث چلی آتی ہے کہ اعضاء وضو میں جن کے دھونے کا حکم ہے پاؤں بھی داخل ہیں یا نہیں۔ بلا شبہہ قرآن مجید کے ایسے الفاظ ہیں جن سے اس بات کا قطعی یقین نہیں ہو سکتا کہ پاؤں کا دھونا فرض ہے یا صرف مسح کرنا۔ میرے نزدیک نہایت عمدہ اصول یہہ ہے کہ اگر قرآن مجید کی کوئی آیت ایسی ہو جسکے دو معنی سمجھ میں آتے ہوں اور اُن دونوں میں سے کسی ایک کی تعین خود قرآن مجید سے نہ ہوتی ہو تو اُن دونوں معنوں میں سے جس معنی پر کوئی عمل کرے تو اُس پر کچھ الزام نہیں ہو سکتا بلکہ ہر ایک شخص مختار ہے کہ اُن معنوں میں سے جسکو عمدہ یا مرجح سمجھے اُسے اختیار کرے پس جن لوگوں نے پاؤں پر صرف مسح کرنا فرض سمجھا ہے نہ اُنپر کچھ الزام ہے اور نہ اُنکے وضو میں کچھ نقصان ہے۔ مگر میری رائے میں پاؤں دھونیکو ترجیح ہے اور اسی لئے میں پاؤں دہونا فرض سمجھتا ہوں کیونکہ پاؤں کے ساتھ "الی الکعبین" کی حد لگائی ہے جیسکہ ہاتھوں کے دھونیکے ساتھ "الی المرافق" کی قید لگائی تھی اگر پاؤں پر صرف مسح ہی کرنیکا حکم ہوتا تو جسطرح سر کے مسح میں کوئی حد نہیں لگائی اسیطرح پاؤنکے مسح میں بھی کوئی حد نہ لگائی جاتی اور صرف یوں کہا جاتا "وامسحوا برؤسکم وارجلکم"

وَاَیۡدِیَکُمۡ اِلَی الۡمَرَافِقِ وَامۡسَحُوۡا بِرُءُوۡسِکُمۡ وَاَرۡجُلَکُمۡ اِلَی

الۡکَعۡبَیۡنِ ﴿۸﴾ وَاِنۡ کُنۡتُمۡ جُنُبًا فَاطَّهَّرُوۡا وَاِنۡ کُنۡتُمۡ مَّرۡضٰۤی

اَوۡ عَلٰی سَفَرٍ اَوۡ جَآءَ اَحَدٌ مِّنۡکُمۡ مِّنَ الۡغَآئِطِ اَوۡ لٰمَسۡتُمُ النِّسَآءَ فَلَمۡ

تَجِدُوۡا مَآءً فَتَیَمَّمُوۡا صَعِیۡدًا طَیِّبًا فَامۡسَحُوۡا بِوُجُوۡهِکُمۡ وَ

اَیۡدِیۡکُمۡ مِّنۡهُ مَا یُرِیۡدُ اللّٰهُ لِیَجۡعَلَ عَلَیۡکُمۡ مِّنۡ حَرَجٍ وَّلٰکِنۡ یُّرِیۡدُ

لِیُطَهِّرَکُمۡ وَلِیُتِمَّ نِعۡمَتَهٗ عَلَیۡکُمۡ لَعَلَّکُمۡ تَشۡکُرُوۡنَ ﴿۹﴾ وَاذۡکُرُوۡا

نِعۡمَةَ اللّٰهِ عَلَیۡکُمۡ وَمِیۡثَاقَهُ الَّذِیۡ وَاثَقَکُمۡ بِهٖۤ اِذۡ قُلۡتُمۡ سَمِعۡنَا وَ

اَطَعۡنَا وَاتَّقُوا اللّٰهَ اِنَّ اللّٰهَ عَلِیۡمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوۡرِ ﴿۱۰﴾

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا کُوۡنُوۡا قَوّٰمِیۡنَ لِلّٰهِ شُهَدَآءَ بِالۡقِسۡطِ وَلَا

یَجۡرِمَنَّکُمۡ شَنَاٰنُ قَوۡمٍ عَلٰۤی اَلَّا تَعۡدِلُوۡا اِعۡدِلُوۡا هُوَ اَقۡرَبُ لِلتَّقۡوٰی

وَاتَّقُوا اللّٰهَ اِنَّ اللّٰهَ خَبِیۡرٌۢ بِمَا تَعۡمَلُوۡنَ ﴿۱۱﴾ وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِیۡنَ

اٰمَنُوۡا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَهُمۡ مَّغۡفِرَةٌ وَّاَجۡرٌ عَظِیۡمٌ ﴿۱۲﴾ وَ

الَّذِیۡنَ کَفَرُوۡا وَکَذَّبُوۡا بِاٰیٰتِنَاۤ اُولٰٓئِکَ اَصۡحٰبُ الۡجَحِیۡمِ ﴿۱۳﴾

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوا اذۡکُرُوۡا نِعۡمَتَ اللّٰهِ عَلَیۡکُمۡ اِذۡ هَمَّ قَوۡمٌ

اور اپنے ہاتھوں کو کہنیوں تک اور مسح کرو اپنے سروں کو اور دھوؤ اپنے پاؤں کو ٹخنوں تک ⑧
اور اگر تم ناپاک ہو تو نہا لو اور اگر تم بیمار ہو یا سفر پر ہو یا کوئی تم میں سے ضروری حاجت رفع کرکے
آوے یا تم مساس کرو عورتوں سے پھر تم پانی نہ پاؤ تو لو خاک پاک کو اور مسح کرو اپنے مونہوں کو
اور ہاتھوں کو اُس سے اللہ نہیں چاہتا کہ کرے تم پر کچھ تنگی و لیکن چاہتا ہے کہ پاک کرے
تمکو اور تمام کرے تم پر اپنی نعمت تاکہ تم شکر کرو ⑨ اور یاد کرو اللہ کی نعمت کو اپنے اوپر اور
اُسکے قول و قرار کو جو تم سے لیا ہے جبکہ تم نے کہا کہ ہم نے سُنا اور ہم نے مانا اور ڈرو اللہ سے
بیشک اللہ جاننے والا ہے دلوں کی بات کا ⑩ اے لوگو جو ایمان لائے ہو کھڑے ہو جاؤ
اللہ کیلئے انصاف سے ٹھیک گواہی دینے کو اور تمکو برانگیختہ نہ کرے دشمنی کسی قوم کی
اس بات پر کہ عدل نہ کرو، عدل کرو وہی زیادہ تر قریب ہے پرہیزگاری کیلئے اور ڈرو
اللہ سے بیشک اللہ خبردار رکھتا ہے جو کچھ تم کرتے ہو ⑪ اللہ نے وعدہ کیا ہے اُن لوگوں
سے جو ایمان لائے ہیں اور اچھے عمل کئے ہیں کہ اُنکے لئے بخشش اور اجر عظیم ⑫ اور وہ
لوگ جو کافر ہوئے اور جھٹلایا ہماری نشانیوں (یعنی احکام) کو وہی لوگ ہیں جہنم میں جانے
والے ⑬ اے لوگو جو ایمان لائے ہو یاد کرو اللہ کی نعمت اپنے پر جبکہ ایک قوم نے (یعنی
جبکہ اہل مکہ نے بزمانہ هجرت آنحضرت صلعم اور سب مسلمانوں کے قتل کا ارادہ کیا تھا)

أَنْ يَّبْسُطُوٓا إِلَيْكُمْ أَيْدِيَهُمْ فَكَفَّ أَيْدِيَهُمْ عَنْكُمْ وَاتَّقُوا اللّٰهَ
وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُونَ ﴿١٢﴾ وَلَقَدْ أَخَذَ اللّٰهُ مِيثَاقَ
بَنِيٓ إِسْرَآءِيلَ وَبَعَثْنَا مِنْهُمُ اثْنَيْ عَشَرَ نَقِيبًا وَقَالَ اللّٰهُ إِنِّي مَعَكُمْ
لَئِنْ أَقَمْتُمُ الصَّلٰوةَ وَاٰتَيْتُمُ الزَّكٰوةَ وَاٰمَنْتُمْ بِرُسُلِي وَعَزَّرْتُمُوهُمْ
وَأَقْرَضْتُمُ اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا لَّأُكَفِّرَنَّ عَنْكُمْ سَيِّاٰتِكُمْ
وَلَأُدْخِلَنَّكُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهٰرُ فَمَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذٰلِكَ
مِنْكُمْ فَقَدْ ضَلَّ سَوَآءَ السَّبِيلِ ﴿١٣﴾ فَبِمَا نَقْضِهِمْ مِّيثَاقَهُمْ لَعَنّٰهُمْ
وَجَعَلْنَا قُلُوبَهُمْ قٰسِيَةً يُحَرِّفُونَ الْكَلِمَ عَنْ مَّوَاضِعِهٖ وَنَسُوا حَظًّا
مِّمَّا ذُكِّرُوا بِهٖ وَلَا تَزَالُ تَطَّلِعُ عَلٰى خَآئِنَةٍ مِّنْهُمْ إِلَّا قَلِيلًا مِّنْهُمْ
فَاعْفُ عَنْهُمْ وَاصْفَحْ إِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُحْسِنِينَ ﴿١٤﴾ وَمِنَ الَّذِينَ
قَالُوٓا إِنَّا نَصٰرٰٓى أَخَذْنَا مِيثَاقَهُمْ فَنَسُوا حَظًّا مِّمَّا ذُكِّرُوا بِهٖ
فَأَغْرَيْنَا بَيْنَهُمُ الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَآءَ إِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ وَسَوْفَ
يُنَبِّئُهُمُ اللّٰهُ بِمَا كَانُوا يَصْنَعُونَ ﴿١٥﴾ يٰٓأَهْلَ الْكِتٰبِ قَدْ جَآءَكُمْ
رَسُولُنَا يُبَيِّنُ لَكُمْ كَثِيرًا مِّمَّا كُنْتُمْ تُخْفُونَ مِنَ الْكِتٰبِ

قصد کیا کہ تم پر اپنی دست درازی کریں پھیر دیا انکے ہاتھوں کو تم سے اور ڈرو اللہ سے اور اللہ پر
چاہئیے کہ توکل کریں ایمان والے (۱۴) اور بیشک لیا اللہ نے قول قرار بنی اسرائیل کا اور ھمنے اٹھائے انمیں
سے بارہ سردار اور کہا اللہ نے کہ بیشک میں تمھارے ساتھ ہوں اگر تم قایم رکھو نماز کو اور تم دیتے رہو زکوۃ کو اور تم
ایمان لاؤ میرے رسولوں پر اور تم انکو مدد دو اور تم قرض دو اللہ کو قرض اچھا تو بیشک نیست کر دونگا میں تم
سے تمھارے گناہ اور بیشک داخل کرونگا میں تمکو جنت میں بہتی ہیں اسکے نیچے نہریں پھر جو شخص
کافر ہووے تم میں سے اس کے بعد تو بیشک بھٹک گیا سیدھے رستہ سے (۱۵) پھر بسبب انکی
توڑنے کے اپنا قول قرار لعنت کی ھمنے انکو اور کیا ھمنے انکے دلونکو سخت پھیر دیتے ہیں کلام کو اسکی جگہ
سے اور بھول گئے ایک حصہ اسکا جسکی نصیحت انکو کی گئی تھی اور ہمیشہ تو خبردار ہوتا رہیگا انکی
کسی خیانت پر مگر ان میں سے تھوڑے ہیں (یعنی جن میں خیانت نہیں ہے) پھر انکو معاف کر اور
درگذر کر بیشک اللہ دوست رکھتا ہی احسان کرنیوالوں کو (۱۶) ان لوگوں میں سے جو کہتے ہیں کہ
ہم نصاری ہیں ھم نے ان سے قول قرار لیا پھر بھول گئے ایک حصہ اسکا جسکی نصیحت کیگئی
تھی پھر ڈال دی ھمنے انکے درمیان میں دشمنی اور بغض قیامت کے دن تک اور قریب ہی کہ خبردار
کریگا انکو اللہ اس سی جو وہ کرتے تھے (۱۷) اے اہل کتاب بیشک آیا ہے تمھارے پاس
ھمارا پیغمبر بیان کرتا ہے تمھارے لئے بہت کچھ اس سی جو تم کتاب میں سی چھپاتے تھے

ويعفوا عن كثير قد جاءكم من الله نور وكتب مبين يهدي
به الله من اتبع رضوانه سبل السلام ويخرجهم من الظلمت
الى النور باذنه ويهديهم الى صراط مستقيم ۝۱۸ لقد كفر
الذين قالوا ان الله هو المسيح ابن مريم قل فمن يملك من الله
شيئا ان اراد ان يهلك المسيح ابن مريم وامه ومن في الارض
جميعا ۝۱۹ ولله ملك السموت والارض وما بينهما يخلق ما يشاء
والله على كل شيء قدير ۝۲۰ وقالت اليهود والنصرى نحن ابنؤا
الله واحباؤه قل فلم يعذبكم بذنوبكم بل انتم بشر ممن خلق
يغفر لمن يشاء ويعذب من يشاء ولله ملك السموت والارض
وما بينهما واليه المصير ۝۲۱ يا هل الكتب قد جاءكم
رسولنا يبين لكم على فترة من الرسل ان تقولوا ما جاءنا من
بشير ولا نذير فقد جاءكم بشير ونذير والله على كل
شيء قدير ۝۲۲ واذ قال موسى لقومه يقوم اذكروا نعمة
الله عليكم

اور درگذر کرتا ہے بہتری سے بیشک تمھارے پاس آیا ہے اللہ کے پاس سے نور اور کتاب ظاہر کرنیوالی
بات کو بیان کرنیوالی ہدایت کرتا ہے اللہ اُس سے سلامتی کے رستونکی اُس کو جو چاھتا ہے
اُسکی رضامندی اور نکالتا ہے اُنکو اندھیرون میں سے روشنی میں اپنے حکم سے اور اُنکو ہدایت
کرتا ہے سیدھے رستہ کی (۱۸) بیشک کافر ہوئے جنھون نے کہا کہ بیشک اللہ وہ مسیح ہی ہے بیٹا
مریم کا کھدی پھر کون مالک ہے اللہ سے کسی چیز کا یعنی کون منع کرسکتا ہے اللہ کو اگر وہ چاہے
ہلاک کردے مسیح بیٹے مریم اور اُس کی مان کو اور اُنکو جو زمین میں ہیں سب کو (۱۹) اور اللہ کیلئے ہے
بادشاہت آسمانونکی اور زمین کی اور جو کچھ کہ اُن دونومین ہے پیدا کرتا ہے جو چاھتا ہے اور اللہ ہر چیز
پر قادر ہے (۲۰) یھودیون نے اور نصاریٰ نے کہا کہ ہم بیٹے اللہ کے ہیں اور اُسکے دوست کہدے پھر
کیون تمکو عذاب کرتا ہے تمھارے گناہون پر بلکہ تم انسان ہو اُسی قسم سے جس قسم سے کہ اورون کو پیدا
کیا ہے معاف کرتا ہے جسکو چاھتا ہے اور عذاب دیتا ہے جسکو چاھتا ہے اور اللہ کے لئے ہے
بادشاہت آسمانون کی اور زمین کی اور جو کچھ اُن میں ہے اور اُسی کے پاس پھر جانا
ہے (۲۱) اے کتاب والو بیشک آیا ہے تمھارے پاس ہمارا پیغمبر بیان کرتا ہے تمھارے لئے ایسے
وقت میں کہ رسولوں میں سے کوئی نہیں ہے تاکہ تم کہو نہیں آیا ہمارے پاس کوئی خوشخبری دینے
والا اور نہ ڈرانیوالا پس بیشک آیا ہے تمھارے پاس خوشخبری دینے والا اور ڈرانیوالا اور اللہ ہر چیز
پر قادر ہے (۲۲) اور جب کہا موسیٰ نے اپنی قوم سے کہ اے قوم یاد کرو اللہ کی نعمت کو اپنے اوپر

اِذْ جَعَلَ فِيْكُمْ اَنْۢبِيَآءَ وَجَعَلَكُمْ مُّلُوْكًا وَّاٰتٰىكُمْ مَّا لَمْ يُؤْتِ اَحَدًا
مِّنَ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۲۳﴾ يٰقَوْمِ ادْخُلُوا الْاَرْضَ الْمُقَدَّسَةَ الَّتِيْ كَتَبَ
اللّٰهُ لَكُمْ وَلَا تَرْتَدُّوْا عَلٰٓى اَدْبَارِكُمْ فَتَنْقَلِبُوْا خٰسِرِيْنَ ﴿۲۴﴾ قَالُوْا
يٰمُوْسٰٓى اِنَّ فِيْهَا قَوْمًا جَبَّارِيْنَ وَاِنَّا لَنْ نَّدْخُلَهَا حَتّٰى يَخْرُجُوْا
مِنْهَا فَاِنْ يَّخْرُجُوْا مِنْهَا فَاِنَّا دٰخِلُوْنَ ﴿۲۵﴾ قَالَ رَجُلٰنِ مِنَ
الَّذِيْنَ يَخَافُوْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمَا ادْخُلُوْا عَلَيْهِمُ الْبَابَ
فَاِذَا دَخَلْتُمُوْهُ فَاِنَّكُمْ غٰلِبُوْنَ وَعَلَى اللّٰهِ فَتَوَكَّلُوْٓا
اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿۲۶﴾ قَالُوْا يٰمُوْسٰٓى اِنَّا لَنْ
نَّدْخُلَهَآ اَبَدًا مَّا دَامُوْا فِيْهَا فَاذْهَبْ اَنْتَ وَرَبُّكَ فَقَاتِلَآ
اِنَّا هٰهُنَا قٰعِدُوْنَ ﴿۲۷﴾ قَالَ رَبِّ اِنِّيْ لَآ اَمْلِكُ اِلَّا نَفْسِيْ وَاَخِيْ
فَافْرُقْ بَيْنَنَا وَبَيْنَ الْقَوْمِ الْفٰسِقِيْنَ ﴿۲۸﴾ قَالَ فَاِنَّهَا مُحَرَّمَةٌ
عَلَيْهِمْ اَرْبَعِيْنَ سَنَةً يَتِيْهُوْنَ فِي الْاَرْضِ فَلَا تَاْسَ عَلَى
الْقَوْمِ الْفٰسِقِيْنَ ﴿۲۹﴾ وَاتْلُ عَلَيْهِمْ نَبَاَ ابْنَيْ اٰدَمَ بِالْحَقِّ اِذْ قَرَّبَا
قُرْبَانًا فَتُقُبِّلَ مِنْ اَحَدِهِمَا وَلَمْ يُتَقَبَّلْ مِنَ الْاٰخَرِ

جب پیدا کئے تم میں انبیا اور کیا تمکو بادشاہ اور دیا تمکو وہ کچھ جو نہیں دیا کسیکو عالم کے لوگوں میں
سے (۲۳) اے میری قوم تم داخل ہو مقدس زمین میں جسکو لکھدیا ہے اللہ نے تمھارے لئے
اور مت پھیر دو اپنے پیٹھون کو پھر پلٹو گے ٹوٹا پانیوالے (۲۴) انھون نے کھا اے موسی اُس میں
قوم ہے زبردست اور ہم ہرگز اُس مین نہ داخل ہونگے جب تک کہ وہ اُس سے نکل جاوین پھر اگر
وہ وہان سے نکل جاوین تو بیشک ہم داخل ہون (۲۵) کھا دو شخصوں نے اُن لوگوں میں سے جو ڈرتے تھے اللہ سے
انعام کیا تھا اللہ نے اُن دونو پر کہ گھس چلو اُن پر دروازے کی راہ سے جب تم اُس میں یعنی
دروازے میں گھس گئے تو بیشک تم غالب ہو اور اللہ پر پھر توکل کرو اگر تم ایمان والے ہو (۲۶)
انھون نے کھا اے موسی کہ بیشک ہم ہرگز نہ داخل ہونگے اُس میں کبھی جب تک کہ وہ اُس میں
ہیں پھر جا تو اور تیرا پروردگار پھر دونون لڑو ہم تو اسی جگہہ بیٹھے ہیں (۲۷) موسی نے کھا کہ اے
پروردگار بیشک میں نہیں مالک ہون بجز اپنی جان کے اور اپنے بھائی کے پس فرق کر ہم
میں اور اُس نافرمان قوم میں (۲۸) خدا نے کھا تو بے شک وہ (پاک زمین) حرام کی گئی
اُن پر چالیس برس تک ڈاوانڈول پھرینگے زمین میں پس غم نہ کھا اوپر اس نافرمان
قوم کے (۲۹) اور انکو پڑھ سنا قصہ آدم کے دو بیٹون کا ٹھیک طور پر جب وہ
دونون اللہ کی نذر کے لئے کچھ نذر لائے تو انمیں سے ایک کی قبول ہوگئی اور دوسیرکی قبول نہوئی

قَالَ لَاَقْتُلَنَّكَ قَالَ اِنَّمَا يَتَقَبَّلُ اللّٰهُ مِنَ الْمُتَّقِيْنَ ﴿۳۰﴾ لَئِنْۢ بَسَطْتَّ اِلَيَّ يَدَكَ لِتَقْتُلَنِيْ مَآ اَنَا بِبَاسِطٍ يَّدِيَ اِلَيْكَ لِاَقْتُلَكَ اِنِّيْٓ اَخَافُ اللّٰهَ رَبَّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۳۱﴾

(۳۰) اِنَّمَا يَتَقَبَّلُ اللّٰهُ من المتقين) آدم کے دونوں بیٹوں یعنی ہابیل اور قابیل کا قصہ بہت پرانے زمانہ سے مشہور چلا آتا ہے توریت میں بھی اسکا ذکر ہے قابیل نے جسکا نام توریت میں قاین ہے ہابیل کو مار ڈالا اس حسد سے کہ ہابیل کی نذر خدا نے قبول کی اور قابیل کی نذر خدا نے قبول نہیں کی۔

غور طلب یہ بات ہے کہ ہابیل کی نذر کا قبول ہونا اور قابیل کی نذر کا قبول نہ ہونا کیونکر ہوا قرآن مجید میں کچھ اسکی تفصیل نہیں ہے ظاہرا معلوم ہوتا ہے کہ قابیل کھیتی کرنیکا پیشہ کرتا تھا اور ہابیل بکریوں اور بھیڑوں کے گلہ رکھتا تھا اور اسی سبب سے قابیل نے اپنے کھیت کی پیداوار میں سے اور ہابیل نے اپنے گلہ کے نوزائیدہ بچوں میں سے خدا کی نذر دی تھی۔ اسکے بعد قابیل کی کھیتی میں پیداوار اچھی نہیں ہوئی ہوگی جیسا کہ اکثر ہو جاتا ہے اور ہابیل کی بکریوں اور بھیڑوں میں جنکے چرنیکے لیے جنگل اور گھاس اور غیر مزروعہ زمیں بافراط موجود تھی بہت زیادہ برکت اور بڑھوتری ہوئی ہوگی جسکے سبب سے ایک کی نذر کا قبول ہونا اور دوسرے کی نذر کا قبول نہ ہونا تصور کیا گیا جیسا کہ اُن لوگوں کا خیال تھا اُسی طرح قرآن مجید میں فرمایا کہ ”فتقبل من احدھما ولم یتقبل من الاخر“ یہی امر ہے جو اس قصہ پر تاریخانہ غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے۔

توریت میں بھی بجز اس کے کہ ہابیل کی نذر قبول ہوئی اور قائن کی نذر قبول نہین ہوئی اور کچھ زیادہ تصریح نہیں ہے اُس میں لکھا ہے کہ ”بعد از مرور ایامے این واقع شد کہ قائن از محصول زمین بخداوند ہدیہ آوردی آورد و ہابیل نیز از اول زادہاے گوسفندان خود و از پیہ آنہا آورد و خداوند ہابیل و ہم ہدیہ او را قبول نمود اما قاین را ہم ہدیہ او را قبول ننمود۔ (کتاب پیدائش باب ۴۔ ورس ۴-۶)

مگر عیسائی و یہودی عالموں نے اس واقعہ کو عجیب و کراماتی واقعہ بنانے کے لیئے کوشش کی اور یہہ قرار دیا کہ ہابیل کی نذر اسطرح پر قبول ہوئی تھی کہ آسمان سے آگ اُتری اور ہابیل کی قربانی کو جلا دیا۔ وہ کہتے ہیں کہ جب ابراہیم نے قربانی کی تھی تو آفتاب کے غروب ہونیکے بعد جب اندھیرا ہوا تو قربانی کے

اُس نے کہا کہ ضرور میں تجھکو مار ڈالونگا اُس نے کہا اُس کے سوا کچھ نہیں کہ اللہ پرہیزگاروں کی (نذر) قبول کرتا ہے (۳۰) اگر تو میری طرف اپنا ہاتھ بڑہا دیگا تاکہ مجھے مار ڈالے تو میں تیری طرف اپنا ہاتھ نہیں بڑہانیکا کہ تجھکو مار ڈالوں بیشک میں ڈرتا ہوں اللہ پروردگار عالموں سے (۳۱)

جانوروں کے ٹکڑوں میں تنور دود کنندہ اور آتشی مشعل آئی تھی (پیدایش باب ۱۵ ورس -۱)

اور جب حضرت موسیٰ نے قربانی کی تو خداوند کی حضور سے آگ نکلی اور قربانی سوختنی کو جو مذبح پر رکھی ہوئی تھی جلادیا۔ (لویان باب ۹ ورس ۲۴) اُنکے نزدیک یہہ آگ آدمیوں کی جلائی ہوئی نہ تھی بلکہ خدا نے جلائی تھی

اور جب گدعون نے قربانی کی تھی اور اُسکو پتھر پر رکھدیا تھا تو فرشتہ نے پتھر پر لکڑی ماری اور اُس میں سے آگ نکلی جس نے قربانی کو جلادیا (قضات باب ۶ ورس ۲۱) اُنکے نزدیک یہہ آگ بھی پتھر میں سے نہیں نکلی تھی بلکہ خدا کے پاس سے یا آسمان پر سے آئی تھی۔

اور جب ایلیاہ نے قربانی کی تھی تو بہت سی لکڑیاں چن کر قربانی کے گوشت کو لکڑیوں پر رکھ دیا تھا اور لکڑیوں پر بہت سا پانی ڈال کر ایک خندق میں بہادیا تھا مگر جب ایلیاہ نے دعا کی کہ میری قربانی قبول ہو تو اُسوقت خدا نے آگ لکڑیوں میں ڈال دی تھی (اول سلاطین باب ۱۸۔ ورس ۳۰-۳۸) اُنکے نزدیک یہہ آگ بھی خدا ہی نے آسمان پر سے ڈالی تھی کسی انسان نے نہیں جلائی تھی۔

اور جب حضرت داوٗد نے قربانی کی اور خدا سے دعا مانگی تو آسمان پر سے آگ اُتری اور قربانی کو جلادیا (کتاب اول تواریخ باب ۲۱ ورس ۲۶)۔

اور جب حضرت سلیمان نے قربانی کی تھی تب بھی آسمان پر سے آگ اُتری تھی (کتاب دوم تواریخ باب ۷ ورس -۱)

اِن قرینوں سے علماء یہودی اور عیسائی کہتے ہیں کہ جبکہ تمام قربانیاں آسمان کی آگ سے قبول ہوتی تھیں تو غالب ہے کہ ہابیل کی قربانی بھی اسیطرح قبول ہوئی ہوگی کہ آسمان سے آگ اُتری ہوگی اور اُس کو جلادیا ہوگا۔ ہمارے علماء مفسرین جو اِن باتوں میں ٹھیک ٹھیک علماے یہود کے مقلد ہیں اُنہوں نے یہودیوں سے بھی ایک قدم آگے بڑہایا۔ یہودیوں نے تو بطور ظن غالب اِس بات کو

إِنِّيٓ أُرِيدُ أَن تَبُوٓأَ بِإِثْمِي وَإِثْمِكَ فَتَكُونَ مِنْ أَصْحَٰبِ ٱلنَّارِ ۚ وَذَٰلِكَ جَزَٰٓؤُا۟ ٱلظَّٰلِمِينَ ﴿۳۲﴾ فَطَوَّعَتْ لَهُۥ نَفْسُهُۥ قَتْلَ أَخِيهِ فَقَتَلَهُۥ فَأَصْبَحَ مِنَ ٱلْخَٰسِرِينَ ﴿۳۳﴾ فَبَعَثَ ٱللَّهُ غُرَابًا يَبْحَثُ فِي ٱلْأَرْضِ لِيُرِيَهُۥ كَيْفَ يُوَٰرِي سَوْءَةَ أَخِيهِ ۚ قَالَ يَٰوَيْلَتَىٰٓ أَعَجَزْتُ أَنْ أَكُونَ مِثْلَ هَٰذَا ٱلْغُرَابِ فَأُوَٰرِيَ سَوْءَةَ أَخِي ۖ فَأَصْبَحَ مِنَ ٱلنَّٰدِمِينَ ﴿۳۴﴾ مِنْ أَجْلِ ذَٰلِكَ كَتَبْنَا

لکھا تھا، مگر ہمارے علماء نے بطور یقین اپنی تفسیروں میں لکھدیا کہ آسمان سے آگ اتری اور ہابیل کی نذر کو جلادیا جیسے کہ تفسیر کبیر میں لکھا ہے کہ "فنزلت نار من السماء فاحتملت قربان ھابیل ولم تحمل قربان قابیل" توریت کی آیتوں سے جو آسمان پر سے آگ اُترنے پر یہودیوں اور عیسائیوں نے غلط استدلال کیا ہے اُسپر بحث کرنا ہم اس مقام پر ضرور نہیں سمجھتے بلکہ اس مقام پر اُنکے تمام اقوال و استدلال ہمنے اس بات کے دکھانیکو نقل کئے ہیں کہ قربانی یا نذر کے جلانیکو آسمان پر سے آگ کا اُترنا اسلام کا مسئلہ نہیں ہے بلکہ علمائے اسلام نے یہودی اور عیسائی علماء کی پیروی سے اُسکو مانا ہے اور مفسرین نے قرآن کی تفسیروں میں شامل کردیا ہے اسلام ایسی بیہودہ باتوں سے پاک و مبرا ہے۔ یہودیوں میں قربانی سوختنی کی رسم ایسی ہی تھی جیسے کہ ہندوؤں میں ہوم کی رسم ہے اور اس سے زیادہ کچھ نہ تھی آسمان پر سے آگ کا اُترنا اور قربانی کو جلانا محض غلط ہے اور نہ توریت سے اور نہ اُن ورسوں سے جو اوپر مذکور ہوئے آسمان پر سے قربانی کے جلانیکو آگ کا اُترنا ثابت ہوتا ہے۔

۳۵ (من اجل ذلک) اس آیت میں بحث یہہ ہے کہ "کتبنا" کا مفعول کیا ہے اکثر مفسرین نے "انہ من قتل" کو اُس کا مفعول قرار دیا ہے مگر میرے نزدیک یہہ صحیح نہیں ہے اسلئے کہ اُن مفسرین نے کتبنا کو بمعنی حکمنا لیا ہے اور جس جملہ کو بذریعہ لفظ "انہ" کے اُسکا مفعول قرار دیا ہے اُسمیں

بیشک میں چاہتا ہوں کہ تو اُٹھا لے میرے قتل کا گناہ اور اپنے (اور) گناہ پھر تو ہو جاوے آگ (میں پڑنے) والوں میں سے اور یہی ہے سزا ظالموں کی (۳۲) پھر آسان کر دیا اُسکے لئے اُسکے نفس نے اپنے بھائی کے قتل کو پھر اُسکو مار ڈالا پھر ہو گیا شامت والوں میں سے (۳۳) پھر بھیجا اللہ نے ایک کوا کہ گڑھا کرتا تھا زمین میں تاکہ اُسکو دکھاوے کہ کسطرح وہ چھپا وے اپنے بھائی کی لاش کو اُس نے کہا کہ کمبخت کار مجھ پر کیا میں اس لائق بھی نہ ہوا کہ ہوں مثل اس کوے کے تاکہ میں چھپا دیتا اپنے بھائی کی لاش کو پھر ہو گیا ندامت والوں میں سے۔ (۳۴) اسی سبب سے ہمنے لکھدیا

کوئی حکم مندرج نہیں ہے بلکہ وہ صرف بطور بیان کے یا بطور خبر کے ہے پس میرے نزدیک "کتبنا" کا مفعول محذوف ہے جو قرینہ مقام سے ظاہر ہوتا ہے اور وہ لفظ قصاص ہے اور "انہ" بحذف لام علت قصاص کے حکم کی علت کو بیان کرتا ہے اور ایسے مقام پر لام علت کا حذف کرنا کثرت سے کلام عرب میں جاری ہے پس تقدیر آیت کی یوں ہے کہ کتبنا علی بنی اسرائیل القصاص لانہ من قتل نفسا بغیر نفس الخ

قصاص کا حکم توریت میں متعدد جگہہ موجود ہے سفر اعداد باب ۳۵ ورس ۳۱ میں لکھا ہے کہ "واز برائے جان قاتلے کہ واجب القتل است دیت گرفتہ نشود البتہ کشتہ شود" اور سفر لویان باب ۲۴ ورس ۷ ایں ہے کہ "وکسیکہ نفسے از نفوس بنی آدم را بکشد البتہ کشتہ شود" اور اُسی باب کے ورس ۲۱ میں ہے کہ "کشندہ مرد کشتہ شود" اور سفر خروج باب ۲۱ ورس ۱۲ میں لکھا ہے کہ "کسیکہ مردے را چنداں بزند تا بمیرد البتہ بایدکشتہ شود"

اور مندرجہ ذیل آیتیں قصاص کی جو توریت میں موجود ہیں نہایت مشہور و معروف اور زبان زد ہر خاص وعام ہیں۔

چشم بعوض چشم دندان بعوض دندان دست بعوض دست پا بعوض پا سوختن بعوض سوختن زخم

عَلٰى بَنِیْۤ اِسْرَآءِیْلَ اَنَّهٗ مَنْ قَتَلَ نَفْسًۢا بِغَیْرِ نَفْسٍ اَوْ فَسَادٍ فِی الْاَرْضِ
فَكَاَنَّمَا قَتَلَ النَّاسَ جَمِیْعًا ؕ وَ مَنْ اَحْیَاهَا فَكَاَنَّمَاۤ اَحْیَا النَّاسَ
جَمِیْعًا ؕ (۳۵) وَ لَقَدْ جَآءَتْهُمْ رُسُلُنَا بِالْبَیِّنٰتِ ثُمَّ اِنَّ كَثِیْرًا مِّنْهُمْ
بَعْدَ ذٰلِكَ فِی الْاَرْضِ لَمُسْرِفُوْنَ (۳۶) اِنَّمَا جَزٰٓؤُا الَّذِیْنَ یُحَارِبُوْنَ
اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ وَ یَسْعَوْنَ فِی الْاَرْضِ

بعوض زخم لطمہ بعوض لطمہ (خروج باب ۲۱ ورس ۲۴-و ۲۵) جان بعوض جان و چشم بعوض چشم و دندان بعوض دندان و دست بعوض دست و پا بعوض پا داده شود" سفر توریۃ مثنیٰ باب ۱۹- ورس ۲۱)

قرآن مجید میں اس آیت سے پہلے قابیل وہابیل کا قصہ بیان ہوا ہے کہ ایک نے دوسرے کو مار ڈالا اس قصہ کے بیان کرنے سے مقصد یہہ تھا کہ قتل و خونریزی انسانوں میں قدیم سے چلی آتی ہے اور اسی لئے ہمنے بنی اسرائیل کو حکم دیا تھا کہ جو شخص ناواجب کسیکا قتل کرے اُس سے قصاص لیا جاوے پس الفاظ "من اجل ذالك" کے معنی جو اس آیت میں آئے ہیں نہایت صاف ہیں ہمارے مفسرین نے بے فائدہ ان الفاظ کی نسبت کج بحثی کی ہے،

اُس کے بعد خدا تعالیٰ نے قصاص کا فائدہ بیان کیا ہے کہ اس میں کچھ شک نہیں کہ جس کسی نے کسی کو بغیر جان کے بدلے کے یا ملک میں فساد مچانے کے مار ڈالا تو گویا اُس نے تمام انسانوں کو قتل کیا یعنی اُن کا قتل کر دینا جائز و روا قرار دیدیا اور جس نے جان کو زندہ رکھا یعنی قصاص کا حکم تعمیل کرنے سے جیتی جانوں کو بچایا تو اُس نے تمام انسانوں کو زندہ کیا کیونکہ قصاص کے حکم سے زندہ بیگناہوں کی جان جانے سے محفوظ ہو گئی۔

(۳۷) (انما جزاؤ الذین) اس آیت میں اُن لوگوں کے احکام بیان کئے ہیں جنکا قتل کرنا یا اُن کو اور کسی قسم کی سزا دینا ضروری قرار دیا گیا ہے۔

"یحاربون اللہ و رسولہ" سے صاف یہہ مراد ہے کہ خدا تعالےٰ نے جو فطرت انسانی میں تمدن

بنی اسرائیل پر (قصاص) ہاں جس شخص نے کہ مار ڈالا کسی کو بغیر کسی کے مار ڈالنے کے یا ملک میں فساد کرنیکے تو گویا کہ اُس نے مار ڈالا سب لوگوں کو اور جس شخص نے زندہ رکھا کسی کو تو گویا کہ اُس نے زندہ رکھا سب آدمیوں کو ﴿۳۵﴾ اور بیشک اُنکے پاس آئے ہمارے رسول کُھلی ہوئی احکام لیکر پھر بیشک بہت اُنمیں سے اُسکے بعد ملک میں زیادتی کرنیوالے ہیں ﴿۳۶﴾ اسکے سوا کچھ نہیں کہ سزا اُن لوگوں کی جو مقابلہ کرتے ہیں اللہ اور اُسکے رسول (کے حکموں) کا اور کوشش کرتے ہیں ملک میں

پیدا کیا ہے اور رسول نے بھی اُسی کے مطابق انسانوں کے لئے احکام تمدن صادر فرمائے ہیں اُنکے برخلاف کام کرنیکو خدا ورسول سے جنگ کرنا فرمایا ہے۔

"یسعون فی الارض فسادا" میں وہ تمام لوگ داخل ہیں جو امن اور راحت اور تمدن میں خلل ڈالتے ہیں جیسے ڈاکہ ڈالنے والے یا رستہ لوٹنے والے یا گھروں میں گھس کر یا کوہل دیکر چوری کرنے والے اور اُنکے لئے اس آیت میں یہہ سزائیں بیان فرمائی ہیں۔ یا قتل۔ یا سولی پر لٹکا دینا۔ یا اُن کا ایک طرف کا ہاتھ اور دوسری طرف کا پاؤں کاٹ ڈالنا۔ یا قید خانہ میں بند کر رکھنا۔ مگر پہلی تین سزائیں صرف چوری کرنے والوں سے متعلق نہ تھیں اس لئے اگلی آیت میں فرمایا کہ چور کو جب سزا دے بدنی دیجاوے تو وہ صرف اُسکا ہاتھ کاٹنا ہوگی۔ پس چور کے لئے صرف دو سزائیں باقی رہیں یا ہاتھ کاٹنا۔ یا قید خانہ میں بند کر رکھنا۔

یہہ سزائیں مختلف درجے کی ہیں اور ہر ایک سزا کو یا یہہ یا یہہ کر کے بیان کیا ہے جس سے ثابت ہوتا ہے کہ بلحاظ حیثیت و مقدار جرم کے وہ سزائیں مقرر کیگئی ہیں مثلاً ایسے شخص کے لئے جو فساد کرنے میں قتل کا بھی مرتکب ہوا ہو اُس کو قتل کی سزا دیجاویگی۔ اور جب کہ وہ قاتل بھی ہو اور ڈاکازنی میں مشہور ہو جسکا خوف ملکوں میں پڑ رہا ہو اُسکو سولی پر لٹکا دینے کی سزا دیجاویگی تاکہ بہت سے لوگ دیکھ لیں اور واقف ہو جاویں کہ وہ بدذات مارا گیا۔ اور جب کہ وہ ایسے ہوں کہ رستہ لوٹتے ہوں اور دور دور جاکر ڈاکا مارتے ہوں مگر اُنھوں نے کوئی خون نہ کیا ہو یا خون کرنا اُن پر ثابت نہ ہو تو اُنکو ہاتھ اور پاؤں کاٹنے کی یا صرف ہاتھ کاٹنے کی سزا دیجاویگی یا اُنکو

فَسَادًا اَنْ يُّقَتَّلُوْٓا اَوْ يُصَلَّبُوْٓا اَوْ تُقَطَّعَ اَيْدِيْهِمْ وَاَرْجُلُهُمْ مِّنْ خِلَافٍ اَوْ يُنْفَوْا مِنَ الْاَرْضِ ذٰلِكَ لَهُمْ خِزْيٌ فِي الدُّنْيَا وَلَهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ﴿۳۷﴾ اِلَّا الَّذِيْنَ تَابُوْا مِنْ قَبْلِ اَنْ تَقْدِرُوْا عَلَيْهِمْ فَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۳۸﴾

قید خانہ میں بند کر رکھا جاویگا۔

"اوینفوا من الارض" نفی بلد یا نفی من الارض کے معنی شہر سے یا ملک سے غایب کر دینے کے ہیں اور اُس سے کسی خاص شہر یا کسی خاص ملک سے خارج کر دینا بھی سمجھا جا سکتا ہے۔ مگر اس مقام پر یہہ پچھلے معنی صحیح نہیں ہو سکتے کیونکہ ڈاکوؤن وقطاع الطریقون اور چورون کو ایک شہر سے دوسرے شہر میں یا ایک ملک سے دوسرے ملک میں نکال دینے سے انسان ان کے شر سے محفوظ نہیں رہ سکتے۔ اسلئے اس مقام پر "ینفوا" سے وہی پہلے معنی مراد ہو سکتے ہیں جن کو ہمنے الفاظ "غایب کر دینے" سے تعبیر کیا ہے۔ اور اُس کا نتیجہ صرف قید کرنے سے حاصل ہوتا ہے۔ پس قرآن مجید کے اُن الفاظ کا "اوینفوا من الارض" یہہ مطلب ہوا کہ "او حبسوا ھم" یعنی "یا اُن کو قید کر دو" حضرت امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ نے فرمایا ہے کہ "النفی من الارض ھو الحبس" اور تفسیر کبیر میں لکھا ہے "وھو اختیار اکثر اھل اللغۃ" اسی لئے ہمنے "ینفوا من الارض" کے معنی قید خانہ میں بند کرنے کے لئے ہیں۔

اِن آیتوں میں جو ہاتھ اور پاؤں کاٹنے کا حکم ہے اور نیز اُس آیت میں جس میں چور کا صرف ہاتھ کاٹنے کا حکم ہے وہ لازمی نہیں ہے اور جن لوگوں نے اُس کو لازمی سمجھا ہے اُنھوں نے استنباط مسائل میں غلطی کی ہے۔ اول تو خود آیت ہی میں موجود ہے یا اُن کے ہاتھ پاؤن کاٹ ڈالو یا قید خانہ میں بند کر رکھو پس اختیار ہے کہ دونو سزاؤں میں سے جونسی سزا چاہو دو۔ دوسرے جبکہ تمام فقہا نے ایک مقدار مال کی مقرر کی ہے کہ جب اسقدر مالیت کا مال چورایا جاوے تب ہاتھ کاٹا جاوے اس سے لازم آتا ہے کہ اُنھوں نے چوری کی سزا میں ہاتھ کا کاٹا جانا لازمی قرار نہیں دیا کیونکہ قرآن مجید میں کوئی مقدار مال کی ہاتھ کاٹنے کے لئے بیان نہیں ہوئی ہے۔ تیسرے یہہ کہ ایسے واقعے بھی پائے جاتے ہیں کہ

فساد مچانے کی یہہ ہے کہ مار ڈالے جاویں یا سولی پر کھینچے جاویں یا کاٹ ڈالے جاویں
اُنکے ہاتھ اور اُنکے پاؤں مخالف طرف سے یا غایب کردیئے جاویں ملک سے یہہ ہے
اُنکے لئے رسوائی دنیا میں اور اُنکے لئے ہے آخرت میں عذاب بڑا (۳۷) مگر جن لوگوں نے توبہ کی
اس سے پہلے کہ تم اُن پر قدرت پاؤ تو جان لو کہ بیشک اللہ بخشنے والا ہی رحم والا (۳۸)

صحابہ کے وقت میں بھی ہاتھ نہیں کاٹا گیا اور صرف قید کیا گیا بلکہ اکثر ڈاکو سمجھتے تھے کہ اگر پکڑے جاوینگے تو قید کئے جاوینگے اور ہاتھ و پاؤں کاٹے جانے کا کسی کو خیال تھا۔

حماسہ کی شرح میں لکھا ہے کہ، حریث بن عتاب بن منظر ایک غلام کے چورا کر بیچ ڈالنے کے جرم میں مدینہ کے قید خانہ میں قید کیا گیا تھا۔

ابو النشناس بنی تمیم کے قبیلہ کا ایک مشہور چور تھا اور رہزنی کیا کرتا تھا مروان کے عاملوں نے اُس کو پکڑا اور قید خانہ میں قید کیا گیا۔

عبد الرحمن ابن حاطب سے منقول ہے کہ ایک شخص نے ایک شخص کا ناقہ چورایا حضرت عمر نے اول ہاتھ کاٹنے کی تجویز کی مگر اُسکو ملتوی کیا اور مدعی سے پوچھا کہ وہ کس قیمت کا تھا اُس نے چار سو درم قیمت بتلائی حضرت عمر نے اُس پر آٹھہ سو درم کا جرمانہ کیا اور وہ درم مدعی کو دلوا دئے اور مجرم کو رہا کردیا۔

حضرت علی مرتضیٰ کے وقت میں عمر بن کریب ایک مشہور چور تھا جو رہزنی کیا کرتا تھا اُس کے گرفتار کرنیکو حضرت علی نے شمیط کے بیٹوں کو بھیجا مگر وہ بھاگ گیا اور گرفتار نہ ہوا تب عمر بن کریب نے یہہ اشعار کہے۔

ولما رایت ابنی شمیط — بسکة طی والباب دونی
تجللت العصا وعلمت انی — رھین مخیس ان ادرکونی
ولو انی لبثت بھم قلیلا — لجرونی الی شیخ بطین
شدید مجامع الکتفین باق — علی الحدثان مختلف الشؤون

ان اشعار سے صاف پایا جاتا ہے کہ عمر بن کریب کا یہہ خیال تھا کہ اگر وہ پکڑا گیا تو قید خانہ میں جسکا نام مخیس تھا قید کیا جاویگا۔

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَ ابْتَغُوْۤا اِلَیْهِ الْوَسِیْلَةَ وَ جَاهِدُوْا فِیْ سَبِیْلِهٖ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ﴿۳۹﴾ اِنَّ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا لَوْ اَنَّ لَهُمْ مَّا فِی الْاَرْضِ جَمِیْعًا وَّ مِثْلَهٗ مَعَهٗ لِیَفْتَدُوْا بِهٖ مِنْ عَذَابِ یَوْمِ الْقِیٰمَةِ مَا تُقُبِّلَ مِنْهُمْ ۚ وَ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ ﴿۴۰﴾

مخیس ایک قید خانہ کا نام تھا جسکو حضرت علی نے بنایا تھا پہلی دفعہ اُنھوں نے بانسوں کا قید خانہ بنایا تھا اور نافع اُس کا نام رکھا تھا اُس میں سے چور کوہل لگا کر نکل گئے تب اُنھوں نے دوسرا مضبوط قید خانہ بنایا اور مخیس اُس کا نام رکھا اور یہہ شعر کہے۔

اما ترانی کیسا مکیسا	بنیت بعد نافع مخیسا
بابا خصینا و امینا کیسا	

ایک معترض کہہ سکتا ہے کہ جو کچھہ تمنے بیان کیا اُس سے اس بات کی ضرور تسلیم لازم آتی ہے کہ قرآن مجید نے سرقہ کی علت میں عضو انسان کا کاٹنا بھی جائز رکھا ہے جو نہایت سخت اور وحشیانہ اور بے رحمانہ خلاف انسانیت سزا ہے اور خدا کی شان سے ایسی سزا کا جائز رکھنا نہایت بعید ہے بعضوں کا قول ہے کہ زمانہ جاہلیت میں بھی یہہ سزا دی جاتی تھی جیسا کہ تاریخ ابو الفدا میں لکھا ہے مگر زمانہ جاہلیت میں یعنی اُسکا رواج ہونا زمانہ اسلام میں بھی اُس کے جائز رکھنے کی نہ دلیل ہو سکتا ہے اور نہ اسلام اُس وحشیانہ سزا کے جائز رکھنے کے الزام سے بری ہو سکتا ہے۔

مگر یہہ اعتراض صحیح نہیں ہے اس لئے کہ قرآن مجید میں جس طرح کہ مختلف سزاؤں کا بیان ہوا ہے اور جسطرح کہ وہ مختلف حیثیت اور مقدار جرم سے علاقہ رکھتی ہیں اُسی طرح زمانہ کی حالت سے بھی اُنکا تعلق رکھنا اُن احکام کے ضمن میں پایا جاتا ہے۔ جس زمانہ میں کہ ملک کی یا قوم کی ایسی حالت ہو کہ قید خانوں کا انتظام نا ممکن ہو اور نہ ایسے جزائر پر دسترس ہو جہاں مجرم جلاوطن کر کے قید کئے جا سکیں تو اُن جرموں کے موقوف کرنیکے لئے اور تمام خلق اللہ کو امن دینے کے لئے بالاضطرار سزاے بدنی کی طرف رجوع کرنا پڑتا ہے گو کہ وہ ایک وحشیانہ سزا ہو مگر بہ مجبوری اختیار کی جاتی ہے۔ نہایت شایستہ ملکوں میں بھی

اے لوگو جو ایمان لائے ہو ڈرو اللہ سے اور ڈھونڈو اُسکی طرف وسیلہ اور کوشش کرو اُس کی راہ میں تاکہ تم فلاح پاؤ (۳۹) بیشک جو لوگ کہ کافر ہوئے اگر ہو اُنکے لیئے جو کچھ کہ زمین میں ہے سارا اور اُتنا ہی اَور اُس کے ساتھ تاکہ اُس کو بدلے میں دیں قیامت کے دن کے عذاب سے اُن سے نہ قبول کیا جاویگا اور اُنکے لیئے ہے عذاب دُکھ دینے والا (۴۰)

بحالت مجبوری سزاے بدنی دیجاتی ہے بید کی سزا بھی ایسی ہی وحشیانہ سزا ہے مگر قید خانے اس قدر کثیر مجرموں کے قید کرنے کو کافی نہیں ہوتے تو بہ مجبوری سزاے بدنی دیکر چھوڑ دیا جاتا ہے پس قرآن مجید نے اور نیز حضرت موسیٰ نے مجبوری کی حالت میں اُس سزاے بدنی کو جائز رکھا ہے مگر جبکہ ملک میں تسلط ہو اور قید خانوں کا انتظام موجود ہو تو قرآن مجید کی رو سے اِس سزاے بدنی کا دینا کسی طرح جائز نہیں ہے بلکہ صرف وہی سزا دیجاویگی جو سب سے اخیر بیان ہوئی ہے اور جسکو "ینفوا" اور "ینفوا من الارض" بیان کیا ہے اور اُسکے بعد کسی اور سزا کا بیان نہیں ہے۔ صرف ایک جرم میں یعنی زنا میں سزاے بدنی کا دیا جانا فطرت انسانی کے مطابق ہے کیونکہ جیسا وہ جرم لذت نفسانی سے علاقہ رکھتا ہے ویسی ہی اُس کی سزا بھی تکلیف نفسانی سے ہونی چاہیئے پس اسلام نے بجز سواے حالت مجبوری کے بجز زنا کے اور کسی جرم میں سزاے بدنی کو جائز نہیں رکھا ہے۔

اب باقی رہا معاف کرنا اُسکی نسبت نہایت عمدہ لفظ "قبل ان تقدروا علیھم" قرآن مجید میں آیا ہے ایک ڈاکو جو درحقیقت ڈاکا زنی کرتا ہے یا ایک چور جو درحقیقت چوری کا پیشہ رکھتا ہے اور اُس کے ڈاکو یا چور ہونے میں کسی کو شبہ نہیں مگر بہ سبب نہ دستیاب ہونے ثبوت کے ہم اُس کی سزا دینے پر قادر نہیں ہیں پس اگر قبل ہماری قدرت سزا دینے کے وہ ڈاکو اور چور اپنے پیشہ کو چھوڑ دے اور صلاحیت قبول کرے اور نیک چلن ہو جاوے تو اُسکے گذشتہ افعال سے درگذر کرنا ایک ایسا امر ہے جس کی مخالفت نہ انصاف کر سکتا ہے اور نہ کوئی قانون۔ پس یہی عمدہ احکام ہیں جو قرآن مجید میں اُسکی نسبت بیان ہوئے ہیں۔

يُرِيدُونَ اَنْ يَّخْرُجُوا مِنَ النَّارِ وَمَا هُمْ بِخٰرِجِيْنَ مِنْهَا وَلَهُمْ عَذَابٌ مُّقِيْمٌ ﴿۴۱﴾ وَالسَّارِقُ وَالسَّارِقَةُ فَاقْطَعُوْٓا اَيْدِيَهُمَا جَزَآءً بِمَا كَسَبَا نَكَالًا مِّنَ اللّٰهِ وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ﴿۴۲﴾ فَمَنْ تَابَ مِنْ بَعْدِ ظُلْمِهٖ وَاَصْلَحَ فَاِنَّ اللّٰهَ يَتُوْبُ عَلَيْهِ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۴۳﴾ اَلَمْ تَعْلَمْ اَنَّ اللّٰهَ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ يُعَذِّبُ مَنْ يَّشَآءُ وَيَغْفِرُ لِمَنْ يَّشَآءُ وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿۴۴﴾ يٰٓاَيُّهَا الرَّسُوْلُ لَا يَحْزُنْكَ الَّذِيْنَ يُسَارِعُوْنَ فِي الْكُفْرِ مِنَ الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اٰمَنَّا بِاَفْوَاهِهِمْ وَلَمْ تُؤْمِنْ قُلُوْبُهُمْ وَمِنَ الَّذِيْنَ هَادُوْا سَمّٰعُوْنَ لِلْكَذِبِ سَمّٰعُوْنَ لِقَوْمٍ اٰخَرِيْنَ

(۴۲) (والسارق والسارقۃ) سیبویہ کا قول ہے کہ "والسارق والسارقۃ" مبتدا ہے اور اُسکی خبر محذوف "حکمہما فیما یتلیٰ" ہے اور "فاقطعوا ایدیہما" جداگانہ جملہ ہے۔

سارق کے احکام کو جدا بیان کرنیکی یہی وجہہ تھی کہ اس سے پہلے آیت میں جو الفاظ "یسعون فی الارض فسادا" آئے تھے اُس میں سارق بھی شامل تھے مگر جو احکام سزا ہی بدنی کے وہاں بیان ہوئے تھے وہ سرقہ محض سے متعلق نہ تھے اس لئے اُس کی نسبت علاحدہ حکم بیان کرنے کی ضرورت ہوئی پس جب اِن دونوں آیتوں پر یکشامل غور کی جاوے تو نتیجہ یہہ نکلے گا کہ سرقہ محض میں یا سارق کا ہاتھ کاٹا جاویگا جب کہ ملک وقوم کی حالت ایسی ہو کہ قیدخانوں کا انتظام نہ ہو یا قیدخانہ میں قید کیا جاویگا جب کہ وہ موجود ہوں۔

چاھینگے کہ نکل جاویں آگ سے اور وہ اُس سے نکلنے والوں میں نہیں ہیں اور اُنکے لئے عذاب ہے دائمی (۴۱) اور چورانے والا اور چورانیوالی (یعنی جنھوں نے چوری کی ہو) پس اُن دونوں کے ہاتھہ کاٹو اُسکی سزا میں جو اُنھوں نے کیا ہے ٹکار اللہ کیطرف سے اور اللہ زبردست ہے حکمت والا (۴۲) پھر جو کوئی کہ توبہ کرے اپنے ظلم کرنے کے بعد اور نیک چلن ہوجاے تو بیشک اللہ اُسکو معاف کریگا، بیشک اللہ بخشنے والا ہے رحم والا (۴۳) کیا تو نہیں جانتا کہ بیشک اللہ اُسی کیلئے ہے بادشاہت آسمانوں کی اور زمین کی، عذاب کرتا ہے جسکو چاہتا ہے اور بخشتا ہے جسکو چاہتا ہے اور اللہ ہر چیز پر قادر ہے (۴۴) اے رسول تجھکو غمگین نہ کریں وہ لوگ جو کوشش کرتے ہیں کفر میں (اور وہ) اُن لوگوں میں سے ہیں جو اپنے مونھوں سے کہتے ہیں کہ ہم ایمان لائے اور نہیں ایمان لائے اُنکے دل اور اُن لوگوں میں سے ہیں جو یہودی ہیں، سننے والے (یعنی تسلیم کرنے والے) ہیں جھوٹی بات کے سننے والے ہیں اور لوگوں کیلئے (یعنی بطور جاسوسوں کے)

ایک یہہ بحث پیش آئی ہے کہ مکرر سرقہ کرنیکی حالت میں دوسرے ہاتھہ کا بھی کاٹا جانا جائز ہے یا نہیں اسپر متقدمین کو بھی شبہہ رہا ہے اور بعض دفعہ اُس پر عمل ہوا ہے مگر میں نہایت طمانیت سے کھ سکتا ہوں کہ مکرر سرقہ کرنیکی حالت میں قرآن مجید میں دوسرے ہاتھہ یا پاؤں کے کاٹے جانیکا ہرگز حکم نہیں ہے جنھوں نے اُس پر عمل کیا ہے اُن سے اجتہاد میں خطا ہوئی ہے کیونکہ میں نہیں سمجھتا کہ اگر یہ جائز ہو تو تیسرے یا پانچویں جرم سرقہ میں کیا کیا جاویگا۔

ڈاکوؤں اور رہزنوں کا ایک ہاتھہ اور ایک پاؤں اور چور کا ایک ہاتھہ کاٹ ڈالنا اُن کو اُن جرائم کے ارتکاب سے ایک مناسب حد تک معذور کر دینا ہے۔ اور اُس سے زیادہ خدا کی حکمت کو باطل کرنا اور ان کو انسان سے ایک مضغہ بنا دینا ہے جو فطرت اللہ کے برخلاف ہے۔

لَمْ يَأْتُوكَ يُحَرِّفُونَ الْكَلِمَ مِنْ بَعْدِ مَوَاضِعِهِ يَقُولُونَ إِنْ أُوتِيتُمْ هَٰذَا فَخُذُوهُ وَإِنْ لَمْ تُؤْتَوْهُ فَاحْذَرُوا وَمَنْ يُرِدِ اللَّهُ فِتْنَتَهُ فَلَنْ تَمْلِكَ لَهُ مِنَ اللَّهِ شَيْئًا أُولَٰئِكَ الَّذِينَ لَمْ يُرِدِ اللَّهُ أَنْ يُطَهِّرَ قُلُوبَهُمْ لَهُمْ فِي الدُّنْيَا خِزْيٌ وَلَهُمْ فِي الْآخِرَةِ عَذَابٌ عَظِيمٌ ﴿۴۵﴾ سَمَّاعُونَ لِلْكَذِبِ أَكَّالُونَ لِلسُّحْتِ فَإِنْ جَاءُوكَ فَاحْكُمْ بَيْنَهُمْ أَوْ أَعْرِضْ عَنْهُمْ

(۴۶) (فان جاؤک) عرب میں جسقدر لوگ بستے تھے وہ اپنے اپنے گروہ کے سردار کی بطور رعیت محکوم تھے وہی سردار اُنپر حاکم ہوتا تھا اور تمام خصومات اور جنایات کا وہی فیصلہ کرتا تھا اور وہی سزا کا حکم دیتا تھا یہودی توریت کے سخت احکام سے بچنے کے لئے آنحضرت صلعم پاس فیصلہ کو آتے تھے۔ خدا نے فرمایا کہ تجھکو اختیار ہے چاہے اُنکا فیصلہ کر چاہے نہ کر کیونکہ وہ اُس گروہ میں نہ تھے جو آنحضرت صلعم کے تابع تھے اور فرمایا کہ اگر فیصلہ کرے تو جو انصاف ہو وہ کر دے۔ اور پھر یہودیوں کی بدنیتی پر تنبیہ کیا کہ باوجود اسکے کہ توریت میں سب حکم موجود ہیں پھر تجھکو کیوں حکم بناتے ہیں اس سے اُنکی بدنیتی اور توریت کے احکام سے بچنے کی تدبیر پائی جاتی ہے ''بالقسط'' کے لفظ پر جسکے معنی انصاف کے ہیں بحث ہو سکتی ہے کہ انصاف سے کیا مراد ہے اُس لفظ سے شریعت اسلام مراد لینا صحیح نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ اگر یہ ہوتا تو جس طرح اگلی آیتوں میں صاف بتایا گیا ہے کہ جو کچھ خدا نے تجھ پر اوتارا ہے اُس کے مطابق حکم کر اُسی طرح یہاں بھی بیان کیا جاتا اس سے صاف ظاہر ہے کہ قسط کے لفظ سے شریعتِ اسلامی مخصوص نہیں ہے۔

ایک شخص جو اپنے تئیں کسی خاص گروہ کا بیان کرتا ہے اور ہمیشہ اُن فائدوں سے جو اُس گروہ میں ہونیکے سبب اُس کو حاصل ہو سکتے تھے مستفید ہوتا رہا ہے اور کسی خاص معاملہ میں جس میں اُس کا نقصان ہے دوسرے گروہ کے حاکم سے فیصلہ چاہے جنکی شریعت

نہیں آتے ہیں تیرے پاس (یعنی سوائے اس کام کے) بدل ڈالتے ہیں کلام کو پیچھے کر اُس کے موقع سے کہتے ہیں (یعنی اپنے دوستوں کو) کہ اگر تم کو یہہ حکم دیا جاوے (یعنی آنحضرت صلعم کی طرف سے) تو اُسکو قبول کر لو اور اگر وہ حکم تم کو نہ دیا جاوے تو احتراز کرو، اور جس شخص کو کہ خدا نے ارادہ کیا گمراہ کرنے کا تو ہرگز تو نہ پاویگا اُسکے لئے اللہ سے کچھ، یہہ لوگ وہ ہیں کہ اللہ نے نہیں چاہا ہے کہ پاک کرے اُنکے دلونکو، اُنکے لئے دنیا میں رسوائی ہے اور اُنکے لئے آخرت میں ہے عذاب بڑا (۴۵) سننے والے ہیں جھوٹی بات کو کھانیوالے ہیں حرام (مال) کو، پھر اگر وہ آویں تیرے پاس تو اُنمیں حکم کر یا مُنہہ پھیر لے اُن سے

یا دستور کے مطابق وہ اُس نقصان سے بچ سکتا ہے تو اُس کے حق میں یہی انصاف ہوگا کہ دوسرے گروہ کا حاکم اُس کو وہی حکم دے جو اُس گروہ میں مروج ہیں جس گروہ سے وہ شخص علاقہ رکھتا ہے۔

بعض احادیث سے پایا جاتا ہے کہ یہودیوں نے زنا کے جرم میں رجم سے بچنے کے لئے آنحضرت صلعم سے فیصلہ چاہا تھا کیونکہ قرآن مجید میں رجم کی سزا زنا کے جرم میں نہ تھی۔ آنحضرت صلعم نے جو سزا توریت میں تھی اُسی کے جاری کرنیکا حکم دیا اور بلاشبہ وہی اُسکے حق میں انصاف تھا۔

اس آیت سے استنباط ہو سکتا ہے کہ حکومتِ اسلام میں جو غیر مذہب والے بطور رعایا کے رہتے ہوں اُنکی خصومات کا اُنہیں کے دستور و رواج یا قواعد مذہب کے مطابق جو عام امن و راحت ملک میں مخل نہوں فیصلہ کرنا اسلام کی رو سے ناجائز نہیں ہے۔ بعض علمای اسلام نے خیال کیا ہے کہ یہہ آیت اگلی آیتوں سے جنمیں یہہ الفاظ ہیں کہ "فاحکم بینھم بما انزل اللہ" اور "وان احکم بینھم بما انزل اللہ" منسوخ ہو گئی ہے اور اسلئے سلطان کو تمام رعایا پر خواہ مسلمان ہو یا نہو شرع اسلام کے موافق حکم کرنا چاہیئے مگر یہہ خیال اُنکا میری تحقیق میں غلط ہے کیونکہ قرآن مجید کی نہ کوئی آیت منسوخ ہے اور نہ اُن آیتوں سے اس سے کچھ تعلق ہے جیسا کہ اُنکی تفسیر میں بیان ہوگا۔

وَإِنْ تُعْرِضْ عَنْهُمْ فَلَنْ يَضُرُّوكَ شَيْئًا وَإِنْ حَكَمْتَ فَاحْكُمْ
بَيْنَهُمْ بِالْقِسْطِ إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِينَ ﴿۴۲﴾ وَكَيْفَ
يُحَكِّمُونَكَ وَعِنْدَهُمُ التَّوْرَاةُ فِيهَا حُكْمُ اللَّهِ ثُمَّ يَتَوَلَّوْنَ مِنْ بَعْدِ
ذَٰلِكَ وَمَا أُولَٰئِكَ بِالْمُؤْمِنِينَ ﴿۴۳﴾ إِنَّا أَنْزَلْنَا التَّوْرَاةَ فِيهَا
هُدًى وَنُورٌ يَحْكُمُ بِهَا النَّبِيُّونَ الَّذِينَ أَسْلَمُوا لِلَّذِينَ هَادُوا
وَالرَّبَّانِيُّونَ وَالْأَحْبَارُ بِمَا اسْتُحْفِظُوا مِنْ كِتَابِ اللَّهِ وَكَانُوا عَلَيْهِ
شُهَدَاءَ فَلَا تَخْشَوُا النَّاسَ وَاخْشَوْنِ وَلَا تَشْتَرُوا بِآيَاتِي ثَمَنًا
قَلِيلًا وَمَنْ لَمْ يَحْكُمْ بِمَا أَنْزَلَ اللَّهُ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْكَافِرُونَ ﴿۴۴﴾
وَكَتَبْنَا عَلَيْهِمْ فِيهَا أَنَّ النَّفْسَ بِالنَّفْسِ وَالْعَيْنَ بِالْعَيْنِ وَالْأَنْفَ
بِالْأَنْفِ وَالْأُذُنَ بِالْأُذُنِ وَالسِّنَّ بِالسِّنِّ وَالْجُرُوحَ قِصَاصٌ
فَمَنْ تَصَدَّقَ بِهِ فَهُوَ كَفَّارَةٌ لَهُ وَمَنْ لَمْ يَحْكُمْ بِمَا أَنْزَلَ اللَّهُ
فَأُولَٰئِكَ هُمُ الظَّالِمُونَ ﴿۴۵﴾ وَقَفَّيْنَا عَلَىٰ آثَارِهِمْ بِعِيسَى ابْنِ مَرْيَمَ
مُصَدِّقًا لِمَا بَيْنَ يَدَيْهِ مِنَ التَّوْرَاةِ وَآتَيْنَاهُ الْإِنْجِيلَ
فِيهِ هُدًى وَنُورٌ

اور اگر تو اُن سے منہ پھیر لے تو ہرگز نہ نقصان پہونچا سکینگے تجھکو کچھ، اور اگر تو حکم کرے تو حکم کر اُن میں
انصاف سے، بیشک اللہ دوست رکھتا ہے انصاف کرنیوالوں کو (۴۲) اور کیونکر وہ تجھکو حکم
بدینگے حالانکہ اُنکے پاس توریت ہے اُس میں اللہ کا حکم ہے پھر وہ پھر جاتے ہیں اُسکے بعد، اور وہ
نہیں ہیں ایمان والے (۴۳) بیشک ہمنے بھیجی ہے توریت اُس میں ہے ہدایت اور روشنی، حکم کرتے تھے
اُسکے مطابق نبی جو خدا کے تابعدار تھے اُن لوگوں کیلئے جو یہودی تھے اور (حکم کرتے تھے) اہل اللہ
اور عالم اُسکے مطابق جو اُنکو یاد رکھوایا گیا تھا اللہ کی کتاب سے اور وہ تھے اُس پر گواہ، پھر مت ڈرو
آدمیوں سے اور ڈرو مجھ سے اور مت لو میرے حکموں کے بدلے مول تھوڑا، اور جو شخص کہ حکم نہ کرے
اُسکے مطابق جو اللہ نے بھیجا ہے پھر وہی لوگ کافر ہیں (۴۴) اور ہمنے اُن پر اُس میں (یعنی توریت
میں) لکھا ہے کہ جان بدلے جان کے اور آنکھ بدلے آنکھ کے اور ناک بدلے ناک کے اور کان
بدلے کان کے اور دانت بدلے دانت کے اور زخموں کا ویسا ہی بدلا، + پھر جو کوئی اُسکو معاف
کرے تو وہ اُسکے لئے کفارہ ہے، اور جو شخص کہ نہ حکم کرے اُسکے مطابق جو اللہ نے بھیجا ہے پھر وہی
لوگ ظالم ہیں (۴۵) اور ہمنے اُنکے پیچھے بھیجا اُنکے پاؤں کے نشان پر عیسیٰ مریم کے بیٹے کو سچا بتانے
والا اُس چیز کو جو اُسکے آگے ہے توریت سے، اور دی ہمنے اُسکو انجیل اُس میں ہدایت
ہے اور روشنی،

+ دیکھو کتاب خروج باب ۲۱ ورس ۲۴ و ۲۵ و کتاب توریت مستثنیٰ باب ۱۹ ورس ۲۱ - اور تفسیر کا
صفحہ ۱۵۸ و ۱۵۹ -

وَمُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ مِنَ التَّوْرٰةِ وَهُدًى وَّمَوْعِظَةً لِّلْمُتَّقِيْنَ (۵۰)
وَلْيَحْكُمْ اَهْلُ الْاِنْجِيْلِ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ فِيْهِ وَمَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ
فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ (۵۱) وَاَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ مُصَدِّقًا
لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ مِنَ الْكِتٰبِ وَمُهَيْمِنًا عَلَيْهِ فَاحْكُمْ بَيْنَهُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ
وَلَا تَتَّبِعْ اَهْوَآءَهُمْ عَمَّا جَآءَكَ مِنَ الْحَقِّ لِكُلٍّ جَعَلْنَا مِنْكُمْ شِرْعَةً
وَّمِنْهَاجًا (۵۲)

(۵۲) (وانزلنا الیک الکتاب) اس آیت سے پہلی آیتوں میں خدا تعالیٰ نے تین قسم کے لوگوں کا ذکر کیا ہے۔ اول اُن لوگوں کا جو منھ سے اپنے تئیں مسلمان کہتے تھے مگر دل سے مسلمان نہ تھے اور اُنکی نسبت فرمایا تھا "من الذین قالوا اٰمنا بافواھھم ولم تومن قلوبھم"۔ دوسرے یہودیوں کا جو علانیہ اپنے تئیں یہودی کہتے تھے اور آنحضرت صلعم پاس بھی احکام پوچھنے کے بہانہ سے جاسوسی کرنیکو آتے تھے اور اُنکی نسبت فرمایا تھا "من الذین ھادوا سماعون للکذب سماعون لقوم اخرین"۔ تیسرے عیسائیوں کا جن کو فرمایا ہے "وقفینا علیٰ اثارھم بعیسی ابن مریم" اور پھر فرمایا ہے "ولیحکم اھل الانجیل بما انزل اللّٰہ فیہ"

اب بحث اس پر ہے کہ اس آیت "وانزلنا الیک الکتاب" میں جو یہہ الفاظ ہیں کہ "فاحکم بینھم" اور اسکے بعد کی آیت میں ہے "وان احکم بینھم" تو "ہم" کی ضمیر کن لوگوں کی طرف راجع ہے یعنی "ھم" سے کون لوگ مراد ہیں۔ اگر اُس سے منافق مراد لئے جاویں جن کا بیان سب سے اول ہے تو کیا وجہ ہے کہ سچے ایمان والے اس حکم میں کہ قرآن کے بموجب اُنپر حکم کیا جاوے شامل نہوں اور اگر یہودی مراد لئے جاویں تو کیا وجہ ہے کہ عیسائی اُسمیں داخل نہوں اور اگر عیسائی مراد ئے جاویں جنکا ذکر "اھل الانجیل" کے لفظ سے اس آیت کے بہت قریب آیا ہے تو کیا وجہ ہے کہ یہودی اُسمیں شامل نہوں۔ اگر یہہ تصور کیا جاوے کہ یہودیوں اور عیسائیوں کے بیان سے جو اس آیت کے اوپر ہوا

سچا کرتی ہی اُس چیز کو جو اُسکے آگے ہے توریت سے اور ہدایت ہے اور نصیحت ہے پرہیزگارون کیلیئے (۵۰) اور چاہیئے کہ حکم کریں انجیل والے مطابق اُسکے جو بھیجا ہے اللہ نے اُس میں اور جو شخص کہ نہ حکم کرے اُسکے مطابق جو بھیجا ہے اللہ نے تو وہی لوگ ہیں نافرمان (۵۱) اور بھیجی ہے ہمنے تیرے پاس کتاب برحق سچا بتاتی ہے اُسکو جو اُسکے آگے ہے کتاب سے (یعنی توریت وانجیل سے) اور اُسکی محافظ، پس تو اُن میں حکم کر مطابق اُسکے جو اُتارا ہے اللہ نے اور نہ پیروی کر اُن کی خواہشونکی برخلاف اُسکے جو آیا ہے تیرے پاس سچ سے ہر ایک کیلیئے ہمنے تم میں سے مقرر کی ہی شریعت اور رستہ (۵۲)

اور توریت وانجیل کے ذکر کرنے سے ایک مفہوم اہل کتاب کا مستنبط ہوتا ہے اور یہہ ضمیر ہُم کی اہل کتاب کی طرف راجع ہوتی ہے تو اُس میں بھی کئی دقتیں ہیں۔ اول یہہ کہ یہہ آیت مخالف ہوتی ہے اُس آیت کے جس میں یہودیوں کی مخاصمت کے فیصلہ کرنے یا نہ کرنے میں آنحضرت صلعم کو اختیار دیا گیا ہے۔ دوسرے یہہ کہ یہودی وعیسائی بعد نزول قرآن مجید کے مکلف بالایمان تھے نہ مکلف جزئیات احکام کے تیسرے یہہ کہ ان آیتوں کے اخیر میں خدا نے فرمایا ہے ،، افحکم الجاھلیۃ یبغون ،، اور یہودی اور عیسائی شریعت پر جو ماقبل نزول قرآن تھے حکم الجاھلیۃ کا اطلاق نہیں ہو سکتا۔

سیاق کلام اسطرح پر ہے کہ خدا نے فرمایا کہ جن لوگون کو توریت دی گئی تھی اُنکو کہا گیا تھا کہ اُسکے مطابق حکم کرین اور جنکو انجیل دی گئی تھی اُنکو حکم دیا گیا تھا کہ اُسکے مطابق چلیں اب تجھکو اے پیغمبر یہہ کتاب یعنی قرآن دیا گیا ہے اور جنکو یہہ کتاب دی گئی اُن میں اُس کے مطابق حکم کرنا لازم ہے پس سیاق وسباق عبارت سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ اُن دونون آیتون میں ،، ہم ،، کی ضمیر اھل ھذا الکتاب یعنی مسلمانون کی طرف راجع ہے خواہ انھون نے سچے دل سے اسلام قبول کیا ہو خواہ ظاہر میں مسلمان کہتے ہون اور دل سے مسلمان نہ ہون۔

جو لوگ کہ سچے دل سے مسلمان تھے اُنکی نسبت تو کچھ زیادہ کہنے کی حاجت نہ تھی مگر جو لوگ صرف ظاہر میں اسلام لائے تھے اور مسلمانون میں داخل تھے مگر اُن کا دل اسلام پر مضبوط نہ تھا اور آنحضرت صلعم

وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ لَجَعَلَكُمْ اُمَّةً وَّاحِدَةً وَّلٰكِنْ لِّيَبْلُوَكُمْ فِيْ مَآ اٰتٰىكُمْ
فَاسْتَبِقُوا الْخَيْرٰتِ اِلَى اللّٰهِ مَرْجِعُكُمْ جَمِيْعًا فَيُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ فِيْهِ
تَخْتَلِفُوْنَ ﴿۵۳﴾ وَاَنِ احْكُمْ بَيْنَهُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ وَلَا تَتَّبِعْ اَهْوَآءَهُمْ
وَاحْذَرْهُمْ اَنْ يَّفْتِنُوْكَ عَنْ بَعْضِ مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ اِلَيْكَ فَاِنْ تَوَلَّوْا
فَاعْلَمْ اَنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ اَنْ يُّصِيْبَهُمْ بِبَعْضِ ذُنُوْبِهِمْ وَاِنَّ كَثِيْرًا مِّنَ
النَّاسِ لَفٰسِقُوْنَ ﴿۵۴﴾ اَفَحُكْمَ الْجَاهِلِيَّةِ يَبْغُوْنَ وَمَنْ اَحْسَنُ مِنَ
اللّٰهِ حُكْمًا لِّقَوْمٍ يُّوْقِنُوْنَ ﴿۵۵﴾ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوا
الْيَهُوْدَ وَالنَّصٰرٰٓى اَوْلِيَآءَ بَعْضُهُمْ اَوْلِيَآءُ بَعْضٍ وَمَنْ يَّتَوَلَّهُمْ
مِّنْكُمْ فَاِنَّهٗ مِنْهُمْ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۵۶﴾

کے سامنے اپنی خواہشوں کو ظاہر کرتے تھے اور اُسی مطابق حکم ہو جانے کی تدبیرین سوچتے تھے اُنکی نسبت کچھہ زیادہ لکھنا مناسب تھا اور وہ دو فرقے تھے ایک نو مسلم اہل کتاب اور دوسرے نو مسلم کفار عرب۔ اہل کتاب کو بڑا خیال تھا کہ توریت و انجیل میں خدا کے احکام آ چکے اب یہہ کیسے احکام آتے ہیں جن میں سے کچھہ اُن احکام کے مطابق اور کچھہ غیر مطابق ہیں۔ اُن کی نسبت خدا نے پیغمبر سے فرمایا کہ تو اُن کی خواہشوں پر خیال مت کر اور قرآن کے مطابق اُن میں حکم کر ہمنے ہر نبی کے لئے (گو کہ سب کا دین واحد ہے) ایک شریعت اور طریقہ مقرر کیا ہے۔ کفارِ عرب جو اسلام ظاہر کرتے تھے اُنکی نسبت فرمایا کہ اُن میں بھی قرآن کے مطابق حکم دے اور اُن کی خواہشوں کی پرواہ مت کر بلکہ اُن سے ڈر کہ تجھکو وقت

اور اگر چاہتا اللہ تو کر دیتا تمکو ایک امت لیکن چاہتا ہے کہ تمکو آزماوے اُسمیں جو تمکو دی ہے سو پھر سبقت کرو نیکی میں اللہ کے پاس تم سب کو جانا ہے پھر بتادیگا تمکو جس میں تم اختلاف کرتے تھے ﴿۵۲﴾ اور یہہ کہ حکم کر اُن میں مطابق اُسکے جو بھیجا ہے اللہ نے اور نہ پیروی کر اُنکی خواہشوں کی اور اُن سے ڈر کہ دقت میں ڈالدیں تجھکو بعض اُن حکموں (کی نہ بجالانے) سے جو بھیجے ہیں اللہ نے تیرے پاس پھر اگر وہ پھر جاویں تو جان لے کہ اُسکے سوا کچھ نہیں کہ اللہ چاہتا ہے کہ اُنکو عذاب دے اُنکے بعض گناہوں کے سبب سے اور بیشک لوگوں میں سے اکثر نافرمان ہیں ﴿۵۴﴾ کیا پھر جاہلیت کا حکم چاہتے ہیں اور کون ہے اللہ سے بہتر حکم کرنے میں اُن لوگوں کیلیئے جو یقین رکھتے ہیں ﴿۵۵﴾ اے لوگو جو ایمان لائے ہو مت بناؤ یہود اور نصاریٰ کو دوست بعض اُنکے دوست ہیں بعض کے اور جو تم میں سے دوستی کرے اُن سے تو بیشک وہ اُنھی میں سے ہے بے شک اللہ نہیں ہدایت کرتا ظالموں کی قوم کو ﴿۵۶﴾

میں نہ ڈالدیں۔ کیا وہ پھر جاہلیت کے زمانہ کے سے حکم چاہتے ہیں۔ اِن آیتوں پر نظر ڈالنے سے ثابت ہوتا ہے کہ خدا تعالی نے اُنھی لوگوں کی نسبت قرآن کے احکام کے مطابق حکم کرنے کا حکم دیا ہے جو اسلام میں داخل ہوئے ہوں نہ غیر اہل اسلام کی نسبت۔ یہہ ایک محقق مسئلہ ہے کہ جو لوگ مسلمان نہیں ہوئے وہ جب تک کہ مسلمان نہ ہوں جزئیات احکام شرع کے مکلف نہیں ہیں بلکہ صرف اسلام لانے پر مکلف ہیں اور اسلام لانے کے بعد جزئیات احکام شرع کے مکلف ہوتے ہیں اور اِس لئے قبل اسلام اُن پر احکام شرع جاری نہیں ہو سکتے۔

فَتَرَى الَّذِينَ فِي قُلُوبِهِم مَّرَضٌ يُسَارِعُونَ فِيهِمْ يَقُولُونَ نَخْشٰى أَن
تُصِيبَنَا دَآئِرَةٌ فَعَسَى اللّٰهُ أَن يَّأْتِيَ بِالْفَتْحِ أَوْ أَمْرٍ مِّنْ عِندِهٖ فَيُصْبِحُوا
عَلٰى مَا أَسَرُّوا فِي أَنفُسِهِمْ نٰدِمِينَ ۝۵۷ وَيَقُولُ الَّذِينَ اٰمَنُوا أَهٰٓؤُلَآءِ
الَّذِينَ أَقْسَمُوا بِاللّٰهِ جَهْدَ أَيْمَانِهِمْ إِنَّهُمْ لَمَعَكُمْ حَبِطَتْ
أَعْمَالُهُمْ فَأَصْبَحُوا خٰسِرِينَ ۝۵۸ يٰٓأَيُّهَا الَّذِينَ اٰمَنُوا مَن يَّرْتَدَّ مِنكُمْ
عَن دِينِهٖ فَسَوْفَ يَأْتِي اللّٰهُ بِقَوْمٍ يُّحِبُّهُمْ وَيُحِبُّونَهٗٓ أَذِلَّةٍ عَلَى
الْمُؤْمِنِينَ أَعِزَّةٍ عَلَى الْكٰفِرِينَ يُجَاهِدُونَ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ وَلَا
يَخَافُونَ لَوْمَةَ لَآئِمٍ ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيهِ مَن يَّشَآءُ وَاللّٰهُ
وَاسِعٌ عَلِيمٌ ۝۵۹ إِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللّٰهُ وَرَسُولُهٗ وَالَّذِينَ اٰمَنُوا
الَّذِينَ يُقِيمُونَ الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُونَ الزَّكٰوةَ وَهُمْ رٰكِعُونَ ۝۶۰ وَ
مَن يَّتَوَلَّ اللّٰهَ وَرَسُولَهٗ وَالَّذِينَ اٰمَنُوا فَإِنَّ حِزْبَ اللّٰهِ هُمُ
الْغٰلِبُونَ ۝۶۱ يٰٓأَيُّهَا الَّذِينَ اٰمَنُوا لَا تَتَّخِذُوا الَّذِينَ اتَّخَذُوا
دِينَكُمْ هُزُوًا وَّلَعِبًا مِّنَ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتٰبَ مِن قَبْلِكُمْ

پھر تو دیکھتا ہے اُن لوگوں کو جن کے دلوں میں بیماری ہے (یعنی نفاق) گھسے جاتے ہیں اُن میں کہتے ہیں کہ ہم ڈرتے ہیں کہ ہمکو کوئی مصیبت پہونچے، پس قریب ہی کہ اللہ دیوے فتح یا کوئی اور شے اپنے پاس سے، پھر وہ ہوجاوینگے اُس پر جو اُنھوں نے اپنے دلوں میں چھپایا ہے شرمندہ (۵۷) اور کہینگے وہ لوگ جو ایمان لائے ہیں کیا یہ وہی ہیں جنھوں نے قسم کھائی تھی اللہ کی اپنی سخت قسمیں کہ بیشک وہ تمھارے ساتھ ہیں نابود ہوگئے اُن کے عمل پھر ہوگئے نقصان اُٹھانیوالوں میں (۵۸) اے لوگو جو ایمان لائے ہو جو کوئی پھر جاوے تم میں سے اپنے دین سے تو جلد بلاویگا اللہ ایک قوم کو کہ دوست رکھتا ہے اُنکو اور وہ دوست رکھتے ہیں اُسکو متواضع ہیں ایمان والوں کے ساتھ اور سخت گیر ہیں کافروں کے ساتھ، کوشش کرینگے اللہ کی راہ میں اور نہ خوف کرینگے ملامت کرنیوالے کی ملامت سے یہ ہی فضل اللہ کا دیتا ہے جس کو چاہتا ہے اور اللہ وسیع نعمت والا ہے جاننے والا (۵۹) اسکے سوا کچھ نہیں کہ تمھارا دوست اللہ اور اُسکا رسول ہی اور وہ لوگ جو ایمان لائے ہیں جو پڑھتے رہتے ہیں نماز اور دیتے ہیں زکوٰۃ اور وہی رکوع کرنیوالے ہیں (۶۰) اور جو کوئی دوست رکھے اللہ کو اور اُسکے رسول کو اور اُن لوگوں کو جو ایمان لائے ہیں تو بیشک اللہ کا گروہ وہی غلبہ پانیوالے ہیں (۶۱) اے لوگو جو ایمان لائے ہو دوست مت بناؤ اُن لوگوں کو جنھوں نے بنایا ہی تمھارے دین کو ٹھٹھا اور کھیل اُن لوگوں میں سے جنکو دی گئی ہے کتاب تم سے پہلے

وَالْكُفَّارَ اَوْلِيَآءَ وَاتَّقُوا اللّٰهَ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿٦٢﴾ وَاِذَا نَادَيْتُمْ
اِلَى الصَّلٰوةِ اتَّخَذُوْهَا هُزُوًا وَّلَعِبًا ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَوْمٌ لَّا يَعْقِلُوْنَ ﴿٦٣﴾
قُلْ يٰۤاَهْلَ الْكِتٰبِ هَلْ تَنْقِمُوْنَ مِنَّآ اِلَّآ اَنْ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَمَآ اُنْزِلَ اِلَيْنَا
وَمَآ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلُ وَاَنَّ اَكْثَرَكُمْ فٰسِقُوْنَ ﴿٦٤﴾ قُلْ هَلْ اُنَبِّئُكُمْ
بِشَرٍّ مِّنْ ذٰلِكَ مَثُوْبَةً عِنْدَ اللّٰهِ مَنْ لَّعَنَهُ اللّٰهُ وَغَضِبَ عَلَيْهِ
وَجَعَلَ مِنْهُمُ الْقِرَدَةَ وَالْخَنَازِيْرَ وَعَبَدَ الطَّاغُوْتَ اُولٰٓئِكَ شَرٌّ
مَّكَانًا وَّاَضَلُّ عَنْ سَوَآءِ السَّبِيْلِ ﴿٦٥﴾ وَاِذَا جَآءُوْكُمْ قَالُوْٓا اٰمَنَّا
وَقَدْ دَّخَلُوْا بِالْكُفْرِ وَهُمْ قَدْ خَرَجُوْا بِهٖ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا كَانُوْا
يَكْتُمُوْنَ ﴿٦٦﴾ وَتَرٰى كَثِيْرًا مِّنْهُمْ يُسَارِعُوْنَ فِى الْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ
وَاَكْلِهِمُ السُّحْتَ لَبِئْسَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿٦٧﴾ لَوْلَا يَنْهٰهُمُ الرَّبّٰنِيُّوْنَ
وَالْاَحْبَارُ عَنْ قَوْلِهِمُ الْاِثْمَ وَاَكْلِهِمُ السُّحْتَ لَبِئْسَ مَا كَانُوْا
يَصْنَعُوْنَ ﴿٦٨﴾ وَقَالَتِ الْيَهُوْدُ يَدُ اللّٰهِ مَغْلُوْلَةٌ غُلَّتْ اَيْدِيْهِمْ
وَلُعِنُوْا بِمَا قَالُوْا بَلْ يَدٰهُ مَبْسُوْطَتٰنِ يُنْفِقُ

اور کافروں کو اور ڈرو اللہ سے اگر تم ایمان والے ہو (۶۲) اور جب تم پکارتے ہو نماز کیلئے تو بناتی
ہیں اُسکو ٹھٹھا اور کھیل یہ اسلئے کہ بیشک وہ قوم ہیں کہ سمجھتے نہیں (۶۳) کہدے کہ اے
کتاب والو کیا تم ہم پر اسکے سوا کچھ اور عیب پکڑتے ہو کہ ہم اللہ پر ایمان لائے ہیں اور اُس پر
جو ہمارے پاس بھیجا ہے اور اُس پر جو اس سے پہلے بھیجا گیا تھا اور تم میں سے بہت سے
فاسق ہیں (۶۴) کہدے کہ میں تمکو اس سے زیادہ بدتر خدا کے پاس سے سزا کی کیا خبر
دوں کہ جس پر خدا نے لعنت کی اور اُس پر غصہ ہوا اور اُن میں سے بندر و سور اور شیطان
کو پوجنے والے بنادئے وہی لوگ بدتر جگہ میں ہیں اور بڑے گمراہ سیدھے رستہ سے (۶۵)
اور جب تمھارے پاس آتے ہیں تو کہتے ہیں کہ ہم ایمان لائے ہیں اور بیشک وہ کفر میں بھرے
ہوئے ہیں اور وہ بیشک کفرہی میں نکلے ہیں اور اللہ خوب جانتا ہے جو کچھ وہ چھپاتے ہیں (۶۶) اور تو اُنمیں سے
بہت سوں کو دیکھتا ہے کہ گناہ کرنے اور زیادتی کرنے اور خود حرام کھانے میں کوشش کرتے ہیں البتہ
برا ہے جو کچھ کہ وہ کرتے ہیں (۶۷) کیوں نہیں اُنکو منع کرتے اُنکی خداپرست اور اُنکے عالم
اُنکو گناہ کی بات کہنے اور اُنکو حرام کھانے سے البتہ برا ہے جو کچھ کہ وہ کرتے ہیں (۶۸) یہودیوں
نے کہا کہ خدا کے ہاتھ بند ہیں (یعنی ہمکو فراخی نہیں دیتا) اُنھی کے ہاتھ بند ہوگئے ہیں اور جو کچھ
اُنھوں نے کہا اُس پر اُن کو لعنت کی گئی ہے بلکہ خدا کے ہاتھ کھلے ہوئے ہیں دیتا ہے

كَيْفَ يَشَآءُ وَلَيَزِيْدَنَّ كَثِيْرًا مِّنْهُمْ مَّآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ
طُغْيَانًا وَّكُفْرًا وَاَلْقَيْنَا بَيْنَهُمُ الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَآءَ اِلٰى
يَوْمِ الْقِيٰمَةِ كُلَّمَآ اَوْقَدُوْا نَارًا لِّلْحَرْبِ اَطْفَاَهَا اللّٰهُ وَيَسْعَوْنَ
فِى الْاَرْضِ فَسَادًا وَاللّٰهُ لَا يُحِبُّ الْمُفْسِدِيْنَ (۶۹) وَلَوْ اَنَّ
اَهْلَ الْكِتٰبِ اٰمَنُوْا وَاتَّقَوْا لَكَفَّرْنَا عَنْهُمْ سَيِّاٰتِهِمْ وَلَاَدْخَلْنٰهُمْ
جَنّٰتِ النَّعِيْمِ وَلَوْ اَنَّهُمْ اَقَامُوا التَّوْرٰىةَ وَالْاِنْجِيْلَ وَمَآ اُنْزِلَ
اِلَيْهِمْ مِّنْ رَّبِّهِمْ لَاَكَلُوْا مِنْ فَوْقِهِمْ وَمِنْ تَحْتِ اَرْجُلِهِمْ
مِنْهُمْ اُمَّةٌ مُّقْتَصِدَةٌ وَكَثِيْرٌ مِّنْهُمْ سَآءَ مَا يَعْمَلُوْنَ (۷۰)
يٰاَيُّهَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ وَاِنْ لَّمْ تَفْعَلْ فَمَا
بَلَّغْتَ رِسٰلَتَهٗ وَاللّٰهُ يَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِى
الْقَوْمَ الْكٰفِرِيْنَ (۷۱) قُلْ يٰاَهْلَ الْكِتٰبِ لَسْتُمْ عَلٰى شَىْءٍ حَتّٰى
تُقِيْمُوا التَّوْرٰىةَ وَالْاِنْجِيْلَ وَمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكُمْ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَلَيَزِيْدَنَّ
كَثِيْرًا مِّنْهُمْ مَّآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ طُغْيَانًا وَّكُفْرًا فَلَا تَاْسَ عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ (۷۲)

جسطرح کہ چاہتا ہے اور البتہ انمیں سے بہت سوں میں نافرمانی و کفر کو وہ چیز زیادہ کر دیگی جو
تیرے پاس تیرے پروردگار کے پاس سے بھیجی گئی ہے اور ہمنے ان میں (یعنی یہودیوں اور
عیسائیوں میں) عداوت اور بغض قیامت کے دن تک ڈالدیا ہے جبکہ وہ (مسلمانوں
سے) لڑائی کیلئے آگ جلاتے ہیں اللہ اسکو بجھا دیتا ہے اور ملک میں فساد کرنیکی کوشش
کرتے ہیں اور اللہ فساد کرنے والوں کو دوست نہیں رکھتا ﴿۶۹﴾ اور اگر اہل کتاب ایمان
لے آتے اور پرہیزگاری کرتے تو البتہ ہم مٹا دیتے انکے گناہ اور بیشک انکو داخل کرتے نعمت
کی جنت میں اور اگر وہ قایم رکھتے توریت اور انجیل کو اور جو کچھ کہ بھیجا گیا تھا انکے پاس انکے
پروردگار سے (یعنی اسکے مطابق عمل کرتے) تو بیشک وہ کھاتے (یعنی نعمتیں) اپنے اوپر سے
اور اپنے پاؤں کے نیچے سے (یعنی آسمان و زمین سے) انمیں سے ایک گروہ ہے ٹھیک راہ
پر چلنے والا اور ان میں سے بہت ہیں کہ برا ہے جو وہ کرتے ہیں ﴿۷۰﴾ اے پیغمبر پہونچا دے
(لوگوں میں) جو کچھ کہ بھیجا گیا ہے تیرے پاس تیرے پروردگار سے اور اگر تو نہ کرے تو تو نے
اسکا پیغام نہیں پہونچایا اور اللہ بچاویگا تجھکو آدمیوں میں سے بیشک اللہ نہیں ہدایت کرتا
کافروں کی قوم کو ﴿۷۱﴾ کہدے اے اہل کتاب تم کسی چیز پر نہیں ہو جب تک کہ تم قایم کرو توریت
کو اور انجیل کو اور جو کچھ کہ تمھارے پاس بھیجا گیا ہے تمھارے پروردگار سے اور البتہ انمیں سے بہت سوں
میں نافرمانی اور کفر کو وہ چیز زیادہ کر دیگی جو تیرے پاس تیرے پروردگار سے بھیجی گئی ہے پھر تو مت غم کھا کافروں کی قوم پر ﴿۷۲﴾

اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَالَّذِيْنَ هَادُوْا وَالصّٰبِئُوْنَ وَالنَّصٰرٰى مَنْ اٰمَنَ
بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَعَمِلَ صَالِحًا فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ
يَحْزَنُوْنَ ﴿۶۹﴾ لَقَدْ اَخَذْنَا مِيْثَاقَ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ وَاَرْسَلْنَآ اِلَيْهِمْ رُسُلًا
كُلَّمَا جَآءَهُمْ رَسُوْلٌ بِمَا لَا تَهْوٰٓى اَنْفُسُهُمْ فَرِيْقًا كَذَّبُوْا وَفَرِيْقًا
يَّقْتُلُوْنَ ﴿۷۰﴾ وَحَسِبُوْٓا اَلَّا تَكُوْنَ فِتْنَةٌ فَعَمُوْا وَصَمُّوْا ثُمَّ تَابَ
اللّٰهُ عَلَيْهِمْ ثُمَّ عَمُوْا وَصَمُّوْا كَثِيْرٌ مِّنْهُمْ وَاللّٰهُ بَصِيْرٌ بِمَا يَعْمَلُوْنَ ﴿۷۱﴾
لَقَدْ كَفَرَ الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْمَسِيْحُ ابْنُ مَرْيَمَ وَقَالَ
الْمَسِيْحُ يٰبَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ اعْبُدُوا اللّٰهَ رَبِّيْ وَرَبَّكُمْ اِنَّهٗ مَنْ يُّشْرِكْ
بِاللّٰهِ فَقَدْ حَرَّمَ اللّٰهُ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ وَمَاْوٰىهُ النَّارُ وَمَا لِلظّٰلِمِيْنَ
مِنْ اَنْصَارٍ ﴿۷۲﴾ لَقَدْ كَفَرَ الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّ اللّٰهَ ثَالِثُ ثَلٰثَةٍ
وَمَا مِنْ اِلٰهٍ اِلَّآ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ وَاِنْ لَّمْ يَنْتَهُوْا عَمَّا يَقُوْلُوْنَ لَيَمَسَّنَّ
الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۷۳﴾ اَفَلَا يَتُوْبُوْنَ اِلَى اللّٰهِ
وَيَسْتَغْفِرُوْنَهٗ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۷۴﴾

بیشک جو لوگ ایمان لائے ہیں اور جو یہودی ہیں اور صابئی اور عیسائی جو کوئی ایمان لاوے اللہ پر اور آخیر دن پر اور عمل کرے اچھے تو اُن پر کچھ خوف نہیں اور نہ وہ غمگین ہوں گے (۷۳) بیشک ہمنے عہد لیا بنی اسرائیل سے اور ہمنے اُنکے پاس رسول بھیجے جب اُنکے پاس کوئی رسول آیا اُسکے ساتھ جسکو اُنکے نفس نہیں چاہتے تھے تو کسیکو وہ جھٹلاتے تھے اور کسیکو مار ڈالتے تھے (۷۴) اور اُنھون نے گمان کیا کہ کچھ بُرائی نہ ہوگی پھر وہ اندھے ہوئے اور بھرے ہوے پھر معاف کیا اُنکو اللہ نے پھر اُن میں سے بہت سے اندھے ہوئے اور بھرے ہوئے اور اللہ دیکھنے والا ہے جو کچھ وہ کرتے ہیں (۷۵) بیشک وہ لوگ کافر ہوئے جنھون نے کہا کہ بیشک اللہ وہی مسیح ہے مریم کا بیٹا اور مسیح نے کہا اے بنی اسرائیل بندگی کرو اللہ کی وہی میرا پروردگار اور تمھارا پروردگار ہے بیشک جس شخص نے شرک کیا اللہ کے ساتھ تو بیشک حرام کی اللہ نے اُس پر جنت اور اُس کی جگہہ ہے آگ اور ظالمون کیلئے کوئی مدد کرنیوالا نہیں (۷۶) بیشک کافر ہوئے وہ لوگ جنھون نے کہا کہ بیشک اللہ تین میں کا تیسرا ہے اور نہیں ہے کوئی معبود بجز خدائے واحد کے اور اگر وہ نہ باز آوین اُس سے جو وہ کہتے ہیں تو البتہ پہنچیگا اُن لوگوں کو اُن میں سے جو کافر ہوئے عذاب دکھ دینے والا (۷۷) کیا معافی نہیں چاہتے اللہ سے اور بخشش نہیں مانگتے اُس سے اور اللہ بخشنے والا ہے رحم والا (۷۸)

مَا الْمَسِيْحُ ابْنُ مَرْيَمَ اِلَّا رَسُوْلٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ وَاُمُّهٗ
صِدِّيْقَةٌ كَانَا يَاْكُلٰنِ الطَّعَامَ اُنْظُرْ كَيْفَ نُبَيِّنُ لَهُمُ الْاٰيٰتِ ثُمَّ
انْظُرْ اَنّٰى يُؤْفَكُوْنَ ﴿۷۹﴾ قُلْ اَتَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَمْلِكُ
لَكُمْ ضَرًّا وَّلَا نَفْعًا وَاللّٰهُ هُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ﴿۸۰﴾ قُلْ يٰاَهْلَ الْكِتٰبِ
لَا تَغْلُوْا فِيْ دِيْنِكُمْ غَيْرَ الْحَقِّ وَلَا تَتَّبِعُوْا اَهْوَآءَ قَوْمٍ قَدْ ضَلُّوْا
مِنْ قَبْلُ وَاَضَلُّوْا كَثِيْرًا وَّضَلُّوْا عَنْ سَوَآءِ السَّبِيْلِ ﴿۸۱﴾ لُعِنَ
الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ عَلٰى لِسَانِ دَاوٗدَ وَعِيْسَى ابْنِ مَرْيَمَ
ذٰلِكَ بِمَا عَصَوْا وَّكَانُوْا يَعْتَدُوْنَ كَانُوْا لَا يَتَنَاهَوْنَ عَنْ مُّنْكَرٍ
فَعَلُوْهُ لَبِئْسَ مَا كَانُوْا يَفْعَلُوْنَ ﴿۸۲﴾ تَرٰى كَثِيْرًا مِّنْهُمْ يَتَوَلَّوْنَ
الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَبِئْسَ مَا قَدَّمَتْ لَهُمْ اَنْفُسُهُمْ اَنْ سَخِطَ اللّٰهُ
عَلَيْهِمْ وَفِي الْعَذَابِ هُمْ خٰلِدُوْنَ ﴿۸۳﴾ وَلَوْ كَانُوْا يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ
وَالنَّبِيِّ وَمَآ اُنْزِلَ اِلَيْهِ مَا اتَّخَذُوْهُمْ اَوْلِيَآءَ وَلٰكِنَّ كَثِيْرًا مِّنْهُمْ
فٰسِقُوْنَ ﴿۸۴﴾ لَتَجِدَنَّ اَشَدَّ النَّاسِ عَدَاوَةً لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوا

نہیں ہے مسیح مریم کا بیٹا مگر ایک رسول بیشک گذرے ہیں اُس سے پہلے بہت سے رسول
اور اُسکی ماں سچے دل سے خدا کی ماننے والی ہے وہ دونوں کھاتے تھے
کھانا دیکھ کسطرح ہم اُنکے لئے بیان کرتے ہیں نشانیاں پھر دیکھ کہاں سے وہ پلٹائی جاتے
ہیں (۷۹) کہدے کیا تم عبادت کرتے ہو اللہ کے سوائے اُسکی جو نہیں قدرت رکھتا تمہاری
لئے کسی ضرر کی اور نہ کسی نفع کی اور اللہ وہی سننے والا ہے جاننے والا (۸۰) کہدے اے اہل کتاب
زیادتی مت کرو اپنے دین میں ناحق اور پیروی مت کرو ایسی قوم کی خواہشوں کی جو بیشک گمراہ
ہوئی اس سے پہلے اور گمراہ کیا بہتوں کو اور گمراہ ہوئے سیدھے رستہ سے (۸۱) لعنت کیگئی ہے اُن لوگوں پر
جو بنی اسرائیل میں سے کافر ہوئے داؤد اور عیسیٰ مریم کے بیٹے کی زبان سے یہ اسلئے کہ اُنھوں نے
نافرمانی کی اور حد سے تجاوز کرتے تھے ایک دوسرکو روکتے نہ تھے بُری کام سے جو وہ کرتے تھے البتہ بُرا تھا جو وہ
کرتے تھے (۸۲) تو دیکھتا ہے اُن میں سے بہتوں کو کہ دوستی کرتے ہیں اُن لوگوں سے جو کافر
ہیں البتہ بُرا ہے جو اُن کے لئے آگے بھیج دیا ہے اُنکے نفسوں نے کہ غصے ہوا اللہ اُنپر اور وہ
ھمیشہ عذاب میں رہنے والے ہیں (۸۳) اور اگر وہ ایمان لاتے اللہ پر اور اُس نبی (یعنی آنحضرت
صلعم) پر اور اُس پر جو بھیجا گیا ہے اُسکے پاس تو نہ بناتے اُنکو دوست لیکن اُن میں
سے بہت سے فاسق ہیں (۸۴) البتہ تو پاویگا سب لوگوں سے زیادہ دشمنی
میں اُن لوگوں کے ساتھ جو ایمان لائے ہیں

الْيَهُودَ وَالَّذِينَ أَشْرَكُوا وَلَتَجِدَنَّ أَقْرَبَهُمْ مَوَدَّةً لِلَّذِينَ آمَنُوا الَّذِينَ

قَالُوا إِنَّا نَصَارَىٰ ذَٰلِكَ بِأَنَّ مِنْهُمْ قِسِّيسِينَ وَرُهْبَانًا وَأَنَّهُمْ

لَا يَسْتَكْبِرُونَ ﴿۸۵﴾ وَإِذَا سَمِعُوا مَا أُنْزِلَ إِلَى الرَّسُولِ تَرَىٰ أَعْيُنَهُمْ

تَفِيضُ مِنَ الدَّمْعِ مِمَّا عَرَفُوا مِنَ الْحَقِّ يَقُولُونَ رَبَّنَا آمَنَّا فَاكْتُبْنَا

مَعَ الشّٰهِدِينَ ﴿۸۶﴾ وَمَا لَنَا لَا نُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَمَا جَاءَنَا

مِنَ الْحَقِّ وَنَطْمَعُ أَنْ يُدْخِلَنَا رَبُّنَا مَعَ الْقَوْمِ

الصّٰلِحِينَ ﴿۸۷﴾ فَأَثَابَهُمُ اللَّهُ بِمَا قَالُوا جَنّٰتٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا

الْأَنْهٰرُ خٰلِدِينَ فِيهَا وَذَٰلِكَ جَزَاءُ الْمُحْسِنِينَ وَالَّذِينَ كَفَرُوا

وَكَذَّبُوا بِاٰيٰتِنَا أُولٰئِكَ أَصْحٰبُ الْجَحِيمِ ﴿۸۸﴾ يٰأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا

تُحَرِّمُوا طَيِّبٰتِ مَا أَحَلَّ اللَّهُ لَكُمْ وَلَا تَعْتَدُوا إِنَّ اللَّهَ لَا

يُحِبُّ الْمُعْتَدِينَ ﴿۸۹﴾ وَكُلُوا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللَّهُ حَلٰلًا طَيِّبًا وَاتَّقُوا اللَّهَ

الَّذِي أَنْتُمْ بِهِ مُؤْمِنُونَ ﴿۹۰﴾ لَا يُؤَاخِذُكُمُ اللَّهُ بِاللَّغْوِ فِي أَيْمٰنِكُمْ وَلٰكِنْ

يُؤَاخِذُكُمْ بِمَا عَقَّدْتُمُ الْأَيْمٰنَ

یہودیوں کو اور اُن لوگوں کو جو مشرک ہیں اور البتہ تو پاویگا اُن سب سے زیادہ نزدیک دوستی میں اُن لوگوں کے جو ایمان لائے ہیں اُن لوگوں کو جو کہتے ہیں کہ بیشک ٭ ہم نصاریٰ ہیں یہ اسلئے کہ اُن میں عالم اور درویش ہیں اور وہ تکبر نہیں کرتے (۸۵) اور جس وقت کہ سنتے ہیں جو بھیجا گیا ہے اس رسول کے پاس تو تو دیکھتا ہے کہ اُن کی آنکھیں ڈبڈبا آتی ہیں آنسوؤں سے بسبب اسکے کہ جان لیا اُنھوں نے سچ کو کہتے ہیں اے ہمارے پروردگار ہم ایمان لائے پھر ہمکو لکھ لے شاہدوں کے ساتھ (۸۶) اور کیا ہے ہمکو کہ ہم ایمان نہ لاویں اللہ پر اور اُس پر جو ہمارے پاس آیا ہے سچ اور کیوں ہم طمع نہ کریں کہ داخل کرے ہمکو ہمارا پروردگار نیک لوگوں کے ساتھ (۸۷) پھر اُنکو بدلا دیا اللہ نے اُس کا جو کہتے تھے جنتیں بہتی ہیں اُسکے نیچے نہریں ہمیشہ رہیں گے اُنمیں یہ ہے بدلا نیک کام کرنیوالوں کا اور جو لوگ کافر ہوئے اور جھٹلایا ہماری نشانیوں کو وہ لوگ ہیں جہنم میں رہنے والے (۸۸) اے لوگو جو ایمان لائے ہو مت حرام کرو پاکیزہ چیزوں کو جو حلال کیا ہے خدا نے تمھارے لئے اور زیادتی مت کرو بیشک اللہ نہیں دوست رکھتا زیادتی کرنے والوں کو (۸۹) اور کھاؤ جو کچھ کہ دیا ہے تمکو اللہ نے حلال اور پاکیزہ اور ڈرو اللہ سے جس پر کہ تم ایمان لائے ہو (۹۰) نہیں عذاب دیگا تمکو اللہ بغیر قصد کے تمھارے قسم کھا لینے میں لیکن عذاب دیگا تمکو اُن قسموں پر جو تم نے باندھی ہیں۔

٭ نصر نصرہ علی عدوہ نصرا اعانه اليه والاسم النصرة والنصير المعين مثل الناصر وجمعه انصار کشریف واشراف والنصارى جمع نصران ونصرانة كالندامى جمع ندمان وندمانة (جواهر القرآن)

فَكَفَّارَتُهٗٓ اِطْعَامُ عَشَرَةِ مَسٰكِيْنَ مِنْ اَوْسَطِ مَا تُطْعِمُوْنَ
اَهْلِيْكُمْ اَوْ كِسْوَتُهُمْ اَوْ تَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ فَصِيَامُ ثَلٰثَةِ
اَيَّامٍ ذٰلِكَ كَفَّارَةُ اَيْمَانِكُمْ اِذَا حَلَفْتُمْ وَاحْفَظُوْٓا اَيْمَانَكُمْ كَذٰلِكَ
يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمْ اٰيٰتِهٖ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ (۹۱) يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنَّمَا
الْخَمْرُ وَالْمَيْسِرُ وَالْاَنْصَابُ وَالْاَزْلَامُ رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ الشَّيْطٰنِ
فَاجْتَنِبُوْهُ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ (۹۲) اِنَّمَا يُرِيْدُ الشَّيْطٰنُ اَنْ يُّوْقِعَ بَيْنَكُمُ
الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَآءَ فِي الْخَمْرِ وَالْمَيْسِرِ وَيَصُدَّكُمْ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ وَ
عَنِ الصَّلٰوةِ فَهَلْ اَنْتُمْ مُّنْتَهُوْنَ وَاَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ
وَاحْذَرُوْا فَاِنْ تَوَلَّيْتُمْ فَاعْلَمُوْٓا اَنَّمَا عَلٰى رَسُوْلِنَا الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ (۹۳)
لَيْسَ عَلَى الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ جُنَاحٌ فِيْمَا طَعِمُوْٓا اِذَا مَا اتَّقَوْا
وَّاٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ ثُمَّ اتَّقَوْا وَّاٰمَنُوْا ثُمَّ اتَّقَوْا وَّاَحْسَنُوْا وَاللّٰهُ يُحِبُّ
الْمُحْسِنِيْنَ (۹۴) يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَيَبْلُوَنَّكُمُ اللّٰهُ بِشَيْءٍ مِّنَ الصَّيْدِ
تَنَالُهٗٓ اَيْدِيْكُمْ وَرِمَاحُكُمْ

پھر اگر توڑ دو تو اُس کا کفارہ دس مسکینوں کو کھانا کھلانا ہے اوسط درجہ کا کھانا جو تم اپنے
کنبہ کو کھلاتے ہو یا دس مسکینوں کو کپڑے بنا دینا یا ایک بردہ کا آزاد کرنا اور جسکو یہ میسر نہو
تو تین دن کے روزے رکھنے ہیں یہہ کفارہ ہے تمھاری قسموں کا جب تم قسم کھاؤ
اور توڑ دو اور حفاظت کرو اپنی قسموں کی اسطرح پر تمھارے لئے خدا اپنی نشانیوں کو بیان
کرتا ہے تاکہ تم شکر کرو (۹۱) اے لوگو جو ایمان لائے ہو اسکے سوا کچھ نہیں کہ شراب پینی
اور جوا کھیلنا اور استھانوں کو پوجنا اور فال کے تیروں سے فال نکالنا ناپاک کام ہے
شیطان کے کاموں میں سے اُس سے بچو تاکہ تم فلاح پاؤ (۹۲) اسکے سوا اور کچھ نہیں کہ شیطان
چاہتا ہے کہ تم میں عداوت اور بغض شراب اور جوئے کے سبب سے ڈالے اور تمکو اللہ کی
یاد سے اور نماز سے روک دے پھر کیا تم اُس سے رک رہنے والے ہو اور اطاعت کرو اللہ کی اور اطاعت کرو
پیغمبر کی اور ڈرو پھر اگر تم پھر گئے تو جان لو کہ ہمارے پیغمبر پر احکام پہونچانے کے سوا
اور کچھ نہیں (۹۳) اُن لوگوں پر جو ایمان لائے ہیں اور اچھے کام کئے ہیں اس بات میں کہ وہ
اس سے پہلے کھا پی چکے ہیں کچھ گناہ نہیں جبکہ اُنھوں نے پرہیزگاری کی اور اچھے عمل
کئے پھر پرہیزگاری کی اور ایمان لائے پھر پرہیزگاری اور نیک کام کئے اور اللہ دوست رکھتا
ہے نیک کام کرنے والوں کو (۹۴) اے لوگو جو ایمان لائے ہو اللہ تم کو شکار کرنے
میں ایک چیز سے آزماویگا جس تک تمھارے ہاتھ یا تمھارے تیر پہونچیں

لِيَعْلَمَ اللّٰهُ مَنْ يَّخَافُهٗ بِالْغَيْبِ فَمَنِ اعْتَدٰى بَعْدَ ذٰلِكَ فَلَهٗ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۹۵﴾
يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقْتُلُوا الصَّيْدَ وَاَنْتُمْ حُرُمٌ وَمَنْ قَتَلَهٗ مِنْكُمْ مُّتَعَمِّدًا
فَجَزَآءٌ مِّثْلُ مَا قَتَلَ مِنَ النَّعَمِ يَحْكُمُ بِهٖ ذَوَا عَدْلٍ مِّنْكُمْ هَدْيًا بٰلِغَ
الْكَعْبَةِ اَوْ كَفَّارَةٌ طَعَامُ مَسٰكِيْنَ اَوْ عَدْلُ ذٰلِكَ صِيَامًا لِّيَذُوْقَ
وَبَالَ اَمْرِهٖ عَفَا اللّٰهُ عَمَّا سَلَفَ وَمَنْ عَادَ فَيَنْتَقِمُ اللّٰهُ مِنْهُ وَاللّٰهُ
عَزِيْزٌ ذُو انْتِقَامٍ ﴿۹۶﴾ اُحِلَّ لَكُمْ صَيْدُ الْبَحْرِ وَطَعَامُهٗ مَتَاعًا لَّكُمْ وَ
لِلسَّيَّارَةِ وَحُرِّمَ عَلَيْكُمْ صَيْدُ الْبَرِّ مَا دُمْتُمْ حُرُمًا وَاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِيْۤ
اِلَيْهِ تُحْشَرُوْنَ ﴿۹۷﴾ جَعَلَ اللّٰهُ الْكَعْبَةَ الْبَيْتَ الْحَرَامَ قِيٰمًا لِّلنَّاسِ
وَالشَّهْرَ الْحَرَامَ وَالْهَدْيَ وَالْقَلَآئِدَ ذٰلِكَ لِتَعْلَمُوْۤا اَنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ
مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ وَاَنَّ اللّٰهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ اِعْلَمُوْۤا
اَنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ وَاَنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۹۸﴾ مَا عَلَى
الرَّسُوْلِ اِلَّا الْبَلٰغُ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ مَا تُبْدُوْنَ وَمَا تَكْتُمُوْنَ ﴿۹۹﴾ قُلْ
لَّا يَسْتَوِي الْخَبِيْثُ

تاکہ جان لے اللہ کہ کون بن دیکھے اُس سے ڈرتا ہے پھر جسنے کہ اُسکے بعد زیادتی کی
تو اُسکے لئے عذاب ہی دکھ دینے والا (۹۵) اے لوگو جو ایمان لائے ہو مت مارو شکار کو جب
تم احرام باندہے ہو اور جس نے تم میں سی جان بوجھ کر اُسکو مارا تو بدلا دے اُسی کی مانند جو مارا
ہے چوپایہ جانوروں میں سے جو قربانی کیلئے کعبہ میں پہونچنے والے ہوں تم میں سے دو
منصف آدمی اُس کے برابر ہونیکا حکم کردیں یا اُسکا کفارہ مسکینوں کو کھانا کھلانا ہے یا
اُسکی برابر روزے رکھنے تاکہ چکھے وبال اپنے کام کا معاف کیا اللہ نے جو کچھ پہلے ہو چکا
اور جس نے پھر کیا تو بدلا لیویگا اللہ اُس سے اور اللہ غالب ہے بدلا لینے والا (۹۶) حلال
کیا گیا ہے تمھارے لئے دریا کا شکار اور اُس کا کھانا تمھارے اور مسافروں کے فائدے
کیلئے اور تم پر حرام کیا گیا ہے جنگل کا شکار جب تک کہ تم احرام باندہے ہو اور ڈرو اللہ سے جس
پاس تم اکھٹے ہو کر جاؤ گے (۹۷) بنایا ہے اللہ نے کعبہ کو جو بزرگ گھر ہے لوگوں کیلئے امن
سے رہنے کو اور بزرگ مہینے کو اور قربانی کے جانوروں اور گلے میں پٹا ڈالے ہوئے جانوروں
کو یہ اسلئے تاکہ تم جان لو کہ بیشک اللہ جانتا ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں
ہے اور بیشک اللہ ہر چیز کو جاننے والا ہے جان لو کہ بیشک اللہ سخت عذاب دینے والا ہی اور
بیشک اللہ بخشنے والا ہی مہربان (۹۸) پیغمبر پر بجز حکم پہونچا دینے کے اور کچھ نہیں ہی اور اللہ جانتا ہی جو تم ظاہر کرتے
ہو اور جو تم چھپاتے ہو (۹۹) کہدے اے پیغمبر کہ برابر نہیں ہے ناپاک

وَالطَّيِّبُ وَلَوْ أَعْجَبَكَ كَثْرَةُ الْخَبِيثِ فَاتَّقُوا اللَّهَ يَا أُولِي الْأَلْبَابِ

لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ ﴿۱۰۰﴾ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَسْأَلُوا عَنْ أَشْيَاءَ إِنْ تُبْدَ لَكُمْ

تَسُؤْكُمْ وَإِنْ تَسْأَلُوا عَنْهَا حِينَ يُنَزَّلُ الْقُرْآنُ تُبْدَ لَكُمْ عَفَا اللَّهُ عَنْهَا

وَاللَّهُ غَفُورٌ حَلِيمٌ قَدْ سَأَلَهَا قَوْمٌ مِنْ قَبْلِكُمْ ثُمَّ أَصْبَحُوا بِهَا

كَافِرِينَ ﴿۱۰۱﴾ مَا جَعَلَ اللَّهُ مِنْ بَحِيرَةٍ وَلَا سَائِبَةٍ وَلَا وَصِيلَةٍ وَلَا حَامٍ وَ

لَٰكِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا يَفْتَرُونَ عَلَى اللَّهِ الْكَذِبَ وَأَكْثَرُهُمْ لَا يَعْقِلُونَ ﴿۱۰۲﴾

وَإِذَا قِيلَ لَهُمْ تَعَالَوْا إِلَىٰ مَا أَنْزَلَ اللَّهُ وَإِلَى الرَّسُولِ قَالُوا حَسْبُنَا

مَا وَجَدْنَا عَلَيْهِ آبَاءَنَا أَوَلَوْ كَانَ آبَاؤُهُمْ لَا يَعْلَمُونَ شَيْئًا وَلَا

يَهْتَدُونَ ﴿۱۰۳﴾ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا عَلَيْكُمْ أَنْفُسَكُمْ لَا يَضُرُّكُمْ مَنْ

ضَلَّ إِذَا اهْتَدَيْتُمْ إِلَى اللَّهِ مَرْجِعُكُمْ جَمِيعًا فَيُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ

تَعْمَلُونَ ﴿۱۰۴﴾ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا شَهَادَةُ بَيْنِكُمْ إِذَا حَضَرَ

أَحَدَكُمُ الْمَوْتُ حِينَ الْوَصِيَّةِ اثْنَانِ ذَوَا عَدْلٍ مِنْكُمْ

أَوْ آخَرَانِ مِنْ غَيْرِكُمْ إِنْ أَنْتُمْ ضَرَبْتُمْ

اور پاک اور اگرچہ تجھکو تعجب میں ڈالے زیادتی ناپاک کی پھر ڈرو اللہ سے اے عقل والو تاکہ تم
فلاح پاؤ ۱۰۰ اے لوگو جو ایمان لائے ہو مت سوال کرو اُن چیزوں سے کہ اگر تمھاری لئے
کھول دی جاویں تو تمکو بُری لگیں اور اگر تم اُن سے سوال کروگے قرآن نازل کئے جانیکے وقت
میں تو تمھارے لئے کھول دی جاوینگی، معاف کیا اللہ نے اُس سے اور اللہ بخشنے والا ہے
تحمل والا، بیشک اُن (چیزوں) سے سوال کیا تھا ایک قوم نے تم سے پہلے پھر اُنھی سے
کافر ہو گئی ۱۰۱ اللہ نے (حرام) نہیں کیا کان پھاڑے ہوئے اونٹ کو اور نہ سانڈ کو اور نہ
اُس بکری کو جو بکرے کے ساتھ پیدا ہوئی ہو اور نہ دس بچے جنی ہوئی اونٹنی کو، ولیکن اُن
لوگوں نے جو کافر ہیں اللہ پر جھوٹ بھتان باندھا ہے اور اُن میں کے اکثر نہیں سمجھتے ۱۰۲
اور جب اُن کو کہا جاتا ہے آؤ اُسکی طرف جو اللہ نے بھیجا ہے اور رسول کیطرف تو کہتے
ہیں کہ ہمکو وہی کافی ہے جسپر ہمنے اپنے باپوں کو پایا ہے کیا جب بھی کہ اُنکے باپ کچھ
نہیں جانتے تھے اور نہ اُنھوں نے ہدایت پائی تھی ۱۰۳ اے لوگو جو ایمان لائے ہو تم اپنے
آپ خبرداری کرو، نہ نقصان پھونچاویگا تمکو کوئی شخص جو گمراہ ہوا ہو جبکہ تمنے ہدایت پائی،
اللہ کے پاس تم سب کو پھر جانا ہے پھر بتادیگا تم کو جو کچھ کہ تم کرتے تھے ۱۰۴ اے لوگو جو
ایمان لائے ہو تمھارے باہم گواہ ہونے چاہیئیں جب تم میں سے کسی کو وصیت کرتے
وقت موت آموجود ہو تو تم میں سے دو معتمد شخص گواہ ہوں یا اور دو ہوں غیروں میں سے اگر تم

فِی الْاَرْضِ فَاَصَابَتْكُمْ مُّصِیْبَةُ الْمَوْتِ تَحْبِسُوْنَهُمَا مِنْۢ بَعْدِ الصَّلٰوةِ فَیُقْسِمٰنِ بِاللّٰهِ اِنِ ارْتَبْتُمْ لَا نَشْتَرِیْ بِهٖ ثَمَنًا وَّلَوْ كَانَ ذَا قُرْبٰى وَلَا نَكْتُمُ شَهَادَةَ اللّٰهِ اِنَّاۤ اِذًا لَّمِنَ الْاٰثِمِیْنَ ﴿۱۰۵﴾ فَاِنْ عُثِرَ عَلٰۤى اَنَّهُمَا اسْتَحَقَّاۤ اِثْمًا فَاٰخَرٰنِ یَقُوْمٰنِ مَقَامَهُمَا مِنَ الَّذِیْنَ اسْتَحَقَّ عَلَیْهِمُ الْاَوْلَیٰنِ فَیُقْسِمٰنِ بِاللّٰهِ لَشَهَادَتُنَاۤ اَحَقُّ مِنْ شَهَادَتِهِمَا وَمَا اعْتَدَیْنَاۤ اِنَّاۤ اِذًا لَّمِنَ الظّٰلِمِیْنَ ﴿۱۰۶﴾ ذٰلِكَ اَدْنٰۤى اَنْ یَّاْتُوْا بِالشَّهَادَةِ عَلٰى وَجْهِهَاۤ اَوْ یَخَافُوْۤا اَنْ تُرَدَّ اَیْمَانٌۢ بَعْدَ اَیْمَانِهِمْ وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاسْمَعُوْا وَاللّٰهُ لَا یَهْدِی الْقَوْمَ الْفٰسِقِیْنَ ﴿۱۰۷﴾ یَوْمَ یَجْمَعُ اللّٰهُ الرُّسُلَ فَیَقُوْلُ مَاذَاۤ اُجِبْتُمْ قَالُوْا لَا عِلْمَ لَنَا اِنَّكَ اَنْتَ عَلّٰمُ الْغُیُوْبِ ﴿۱۰۸﴾ اِذْ قَالَ اللّٰهُ یٰعِیْسَى ابْنَ مَرْیَمَ اذْكُرْ نِعْمَتِیْ عَلَیْكَ وَعَلٰى وَالِدَتِكَ

---

(۱۰۹) اذ قال الله اس مقام سے خدا تعالیٰ نے اُن واقعات میں سے جو حضرت عیسیٰ پر بچپنے اور جوانی کے زمانہ میں گذرے تھے چند واقعات کا جنکا بیان سورہ آل عمران میں بھی ہو چکا ہے بطور اپنے احسان اور اپنی نعمت کے بیان کرنا شروع کیا ہے۔ بچپنے کی حالت کو یاد دلایا ہے پھر نوعمری کے زمانہ کو یاد دلایا ہے پھر نبوت کے زمانہ کو یاد دلایا ہے اس میں کچھ شک نہیں کہ اسطرح کا طرز کلام نہایت دلچسپ اور محبت سے بھرا ہوا ہوتا ہے۔ ایک اعلیٰ درجہ کے شخص کو اُس کے بچپنے کی بھولی بھولی باتیں یاد دلائی جاتی ہیں اور پھر اُن کمالوں کا ذکر کیا جاتا ہے جن کو اُس نے حاصل کیا ہے۔ ان دونوں

ملک میں کرتے ہو اور تمکو پہونچی مصیبت موت کی (اور جب اُن کی گواہی لینی ہو) تو انکو ٹھیرا رکھو نماز کے بعد تک پھر وہ قسم کھاویں اللہ کی اگر تم اُن پر شک کرتے ہو۔ کہ ہم نہ لیوینگے اُس کے بدلے مول اور اگرچہ قرابت مند ہی ہو اور ہم نہ چھپاوینگے اللہ کی (مقرر کی ہوئی) گواہی کو بیشک ہم اُسوقت (جب کہ گواہی کے بدلے مول لیں یا گواہی کو چھپاویں) گنہگاروں میں سے ہونگی (۱۰۵) پھر اگر کھل جاوے کہ اُن دونوں نے گناہ حاصل کیا ہے (یعنی رشوت لیکر گواہی دی ہے یا گواہی کو چھپایا ہے) تو اُن کی جگہہ دوسرے دو گواہ (گواہی دینے کو) اُن لوگوں کی طرف سے کھڑے ہو جاویں جن کو ضرر پہونچا کر پہلے دو گواہ گناہ کے مستحق ہوئے پھر یہہ دونوں گواہ اللہ کی قسم کھاویں کہ ہماری گواہی اُنکی گواہی سے زیادہ تر حق ہے اور ہمنے کچھ زیادتی نہیں کی ہے بیشک جب ہمنے ایسا کیا تو ہم ظالموں میں سے ہونگے (۱۰۶) جس طرح پر کہ گواہی دینی چاہیئے یہہ طریقہ بہتر ہے گواہی دلوانے کا، یا وہ ڈرینگے (یعنی پہلے گواہ کہ رد کیجاوینگی اُنکی قسمیں اُنکی قسمیں کھانیکے بعد، اور ڈرو اللہ سے اور اُسکے کہے کو مانو اللہ ہدایت نہیں کرتا نافرمان لوگوں کو (۱۰۷) جسدن کہ اللہ اکھٹا کریگا پیغمبروں کو تو کہے گا کہ تم کسطرح پر مانے گئے (یعنی سچے دل سے لوگوں نے تمکو مانا یا کسطرح) تو وہ کہینگے کہ ہمکو کچھ علم نہیں ہے بیشک تو ہی غیب کی بات کا جاننے والا ہے (۱۰۸) جب کہے گا اللہ عیسیٰ مریم کے بیٹے کو یاد کر میری نعمتوں کو جو تجھہ پر اور تیری ماں پر ہوئیں

زمانوں کی باتیں بلکہ نہایت دلچسپ اور پر اثر ہو جاتی ہیں اسیطرح خدا تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ کے دونوں زمانوں کی باتوں کو یاد دلایا ہے اور یوں فرمایا ہے کہ تو اُس بات کو یاد کر جبکہ میں نے روح القدس سے تیری مدد کی۔ تو اُس بات کو یاد کر جب کہ تو نے بچپنے میں گفتگو کی۔ تو اُس بات کو یاد کر جبکہ میں نے تجھکو کتاب اور حکمت سکھائی۔ تو اُس وقت کو یاد کر جبکہ تو مٹی سے جانوروں کی مورتیں بناتا تھا اور اُن میں پھونکتا تھا

اِذْ اَیَّدْتُّكَ بِرُوْحِ الْقُدُسِ تُكَلِّمُ النَّاسَ فِی الْمَهْدِ وَكَهْلًا (۱۰۹)

اور یہہ سمجھتا تھا کہ وہ اللہ کے حکم سے زندہ ہوجاوینگی۔ تو اُسوقت کو یاد کر جب کہ تو اندھون اور کوڑھیون کو اچھا کرتا تھا۔ تو اُسوقت کو یاد کر جب کہ تو موئے کو زندہ کرتا تھا۔ تو اُسوقت کو یاد کر جبکہ مین نے تجھکو بنی اسرائیل سے بچایا تو اُسوقت کو یاد کر جب کہ مین نے حواریون کے دل مین ڈالا کہ مجھ پر اور تجھ پر ایمان لاوین۔ تو اُسوقت کو یاد کر جبکہ تجھ سے حواریون نے آسمان پر سے رزق اُترنے کی درخواست کی۔ تو اُسوقت کو بھی یاد رکھ جبکہ مین تجھکو اُس شرک کے الزام سے جو تیری امت نے تجھ پر دھرا ہے بری کرونگا۔ ان باتون کے سوا سورہ آل عمران مین ایک اور بات بھی بیان ہوئی ہے کہ حضرت عیسیٰ نے بنی اسرائیل سے کہا کہ مین تمھارے پاس تمھارے پروردگار کی نشانی (یعنی احکام الہی) لیکر آیا ہون اور یہہ بھی کہا کہ مین تمکو بتلادونگا کہ تم کیا کھاتے ہو اور کیا اپنے گھرون مین جمع کرتے ہو۔

یہہ سب بارہ باتین ہین جنکو ہم ایک سلسلہ مین جمع کرکے ہر ایک کا اس ترتیب سے جدا جدا بیان کرینگے اول تکلم فی المہد۔ دوم خلق طیر۔ سوم تائید روح القدس۔ چہارم تعلیم کتاب و حکمت۔ پنجم خدا کی نشانی کا لانا۔ ششم حواریون کے دل مین ایمان کا ڈالنا۔ ہفتم اندھون اور کوڑھیون کو چنگا کرنا۔ ہشتم موتی کو زندہ کرنا۔ نہم اخبار عن الغیب۔ دہم نزول مائدہ۔ یازدہم بنی اسرائیل سے بچانا۔ دوازدہم برأت عن المشرکین۔

اول تکلم فی المہد

اس امر کی نسبت خدا تعالیٰ نے سورہ آل عمران مین فرمایا ہے۔ ویکلم الناس فی المھد وکھلا اور سورہ مائدہ مین فرمایا ہے۔ تکلم الناس فی المھد وکھلا اور سورہ مریم مین فرمایا ہے۔ فاشارت الیہ قالوا کیف نکلم من کان فی المھد صبیا قال انی عبد اللہ اتانی الکتاب وجعلنی نبیا

ان آیتون مین صرف لفظ مہد کا ہے جس پر بحث ہوسکتی ہے مگر مہد سے صرف صغر سنی کا زمانہ مراد ہے نہ وہ زمانہ جس مین کوئی بچہ بمقتضائے قانون قدرت کلام نہین کرسکتا اس مضمون پر ہم ابھی سورہ آل عمران مین بحث کرچکے ہین (دیکھو صفحہ ۳۶ و ۳۷)

جب کہ میں نے روح قدس سے تیری تائید کی کلام کرتا تھا تو آدمیوں سے گہوارہ میں یعنی بچپنے میں اور بڑہاپے میں (۱۰۹)

دوم ۔ خلق طیر

یہہ اُس حالت کا ذکر ہے جبکہ حضرت عیسیٰ بچے تھے اور بچپنے کے زمانہ میں بچوں کے ساتھ کھیلتے تھے اِس کی نسبت خدا نے سورہ آل عمران میں حضرت عیسیٰ کی زبان سے یوں فرمایا ہے کہ ۔ انی اخلق لکم من الطین کھیئة الطیر فانفخ فیہ فیکون طیرا باذن اللہ ۔ اور سورہ مائدہ میں یوں فرمایا ہے واذ تخلق من الطین کھیئة الطیر باذنی فتنفخ فیھا فتکون طیرا باذنی سورہ آل عمران میں یہہ مضمون حضرت عیسیٰ کی زبان سے متکلم کے صیغوں میں بیان ہوا ہے اور سورہ مائدہ میں خدا کی طرف سے مخاطب کے صیغوں میں مگر سورہ آل عمران میں اس آیت سے پہلے یہہ آیت ہے کہ انی قد جئتکم بایة من ربکم اور اُس کی نسبت ہمنے ثابت کیا ہے کہ وہ سوال کے جواب میں ہے اُسی سیاق پر یہہ آیت ہے اور سوال کے جواب میں واقع ہوئی ہے تقدیر کلام کی یہہ ہے کہ کسی شخص نے حضرت عیسیٰ کو مٹی سے جانوروں کی مورتیں بناتے دیکھکر پوچھا کہ ۔ ماتفعل ؟ قال مجیبا لہ بانی اخلق لکم من الطین کھیئة الطیر الخ تاریخ سے بھی پایا جاتا ہے کہ جانوروں کی مورتیں بنانے کی نسبت لوگوں نے حضرت عیسیٰ سے سوال بھی کیا تھا جیسا کہ ہم آگے بیان کرینگے ۔

اب اِس پر بحث یہہ ہے کہ کیا درحقیقت یہہ کوئی معجزہ تھا اور کیا درحقیقت قرآن مجید سے اُن مٹی کے جانوروں کا جاندار ہوجانا اور اوڑنے لگنا ثابت ہوتا ہے ؟ تمام مفسرین اور علماے اسلام کا جواب یہہ ہے کہ ہاں ۔ مگر ہمارا جواب ہے کہ نہیں بشرطیکہ دل و دماغ کو اُن خیالات سے جو قرآن مجید پر غور کرنے اور قرآن مجید کا مطلب سمجھنے سے پہلے عیسائیوں کی صحیح و غلط روایات کی تقلید سے بیٹھا لئے ہیں خالی کرکے نفس قرآن مجید پر بنظر تحقیق غور کیا جاوے ۔

سورہ آل عمران میں جو یہہ الفاظ ہیں کہ " انی اخلق لکم من الطین کھیئة الطیر فانفخ فیہ فیکون طیرا باذن اللہ " اسکے معنی یہہ ہیں کہ میں مٹی سے پرندوں کی مورتیں بناتا ہوں پھر اُن میں پھونکونگا تاکہ وہ اللہ کے

وَاِذْ عَلَّمْتُكَ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَالتَّوْرٰىةَ وَالْاِنْجِيْلَ

حکم سے پرند ہو جاویں۔ یہہ بات حضرت عیسیٰ نے سوال کے جواب میں کہی تھی مگر اس سے یہہ ثابت نہیں ہوتا کہ پھونکنے کے بعد درحقیقیت وہ پرندونکی مورتیں جو مٹی سی بناتے تھے جاندار ہو بھی جاتی تھیں اور اُڑنے بھی لگتی تھیں۔

"فیکون" پر جو (ف) ہے وہ عاطفہ تو ہو نہیں سکتی۔ کیونکہ اگر وہ عاطفہ ہو تو "یکون طیرا" ان کی خبر ہو گی اور اُسکا عطف "اخلق" پر ہو گا اور "یکون طیرا" میں "یکون" صیغہ متکلم کا نہیں ہے اور نہ اُس کا اِم میں کوئی ضمیر اس طرح پر واقع ہوئی ہے کہ اسم انّ کی طرف راجع ہو سکے اسلئے "یکون طیرا" نحو کے قاعدہ کے مطابق یا یوں کہو کہ بموجب محاورہ زبان عرب کے کسی طرح ان کی خبر نہیں ہو سکتا اور "فیکون" کی (ف) عاطفہ قرار نہیں پا سکتی۔ اب ضرور ہی کہ وہ (ف) تفریع کی ہو اور پھونکنے میں اور اُن مورتوں کے پرند ہو جانے میں گو کہ درحقیقت کوئی سبب حقیقی یا مجازی یا ذہنی یا خارجی نہو مگر ممکن ہی کہ متکلم نے ان میں ایسا تعلق سمجھا ہو کہ اُس کو متفرع اور متفرع علیہ کی صورت میں یا سبب اور مسبب کی صورت میں بیان کرے جہان کلم مجازات کی بحث نحو کی کتابون میں لکھی ہے اُس میں صاف بیان کیا ہے کہ کلم مجازات سے یہہ مراد نہیں ہوتی کہ درحقیقت وہ ایک امر کو دوسرے امر کا حقیقی سبب کر دیتے ہیں بلکہ متکلم اُس طرح پر خیال کرتا ہے اور اس سے یہہ لازم نہیں آتا کہ پہلا امر دوسرے امر کا حقیقی یا خارجی یا ذہنی سبب ہو۔ مگر صرف اس طرح کے بیان سے امر متفرع یا مسبب کا وقوع ثابت نہیں ہو سکتا جب تک کہ کسی اور دلیل سے نہ ثابت ہو کہ وہ امر فی الحقیقت وقوع میں بھی آیا تھا اور جسقدر الفاظ قرآن مجید کے ہیں اُن میں یہہ بیان نہیں ہوا ہے کہ وہ پرندون کی مٹی کی مورتین درحقیقت جاندار اور پرند ہو بھی جاتی تھیں۔

حضرت عیسیٰ کے زمانہ طفولیت کے حالات بہت کم لکھے گئے ہیں چارون انجیلیں جو اس زمانہ میں معتبر گنی جاتی ہیں اُن میں زمانہ طفولیت کے کچھہ بھی حالات نہیں ہیں یہہ بات تو ممکن نہیں ہے کہ اُنکے زمانہ طفولیت کے کچھہ حالات ہوں ہی نہیں مگر کسیکو اُنکے لکھنے پر رغبت ہونیکی کوئی وجہہ نہ تھی۔

حضرت عیسیٰ کے انتقال کے بہت زمانہ بعد بعض قدیم عیسائی مورخون نے اُنکے حالات زمانہ طفولیت کے لکھنے پر کوشش کی ہے اور اسوقت ہمکو وہ کتابین انجیل طفولیت کے نام سے دستیاب ہوتی ہیں جن کو

اور جبکہ میں نے سکھائی تجھکو کتاب اور حکمت اور توریت اور انجیل؛

حال کے عیسائیون نے نامعتمد کتابون میں داخل کیا ہے بہرحال اُن کتابون کی روایتوں کو بھی بہت لوگ تسلیم کرتے تھے اور لوگوں میں مشہور تہیں اُن دونوں کتابوں میں خلق طیر کا قصہ اُن معمولی مبالغہ آمیز باتوں اور کرامتوں کے ساتھہ جو ایسے بزرگوں کی تاریخ لکھنے میں خواہ نخواہ ملادی جاتی ہیں لکھا ہوا ہے۔ یہہ دونوں کتابیں انجیل اول طفولیت اور انجیل دوم طفولیت کے نام سے مشہور ہیں۔

انجیل اول طفولیت دوسری صدی عیسوی میں ناسٹکس کے ہاں جو عیسائیون کا ایک فرقہ ہے مروج اور مسلم تھی اور زمانہ مابعد میں بھی اسکے اکثر بیانات پر اکثر مشہور عیسائی عالم یوسیبیس واتھناسیس وایپی فینیس و کرائی ساسٹم وغیرہ اعتقاد رکھتے تھے کوبیس ڈی کیسٹر ڈ ایک انجیل طامسن کا ذکر کرتا ہے کہ ایشیا وافریقہ کے اکثر گرجاؤن میں پڑہی جاتی تھی اور اُسی پر لوگون کے اعتقاد کا دارومدار تھا فیبریشیس کے نزدیک وہ یہی انجیل تھی۔

انجیل دوم طفولیت اصل یونانی قلمی نسخہ سے ترجمہ کیگئی ہے جو کتب خانہ شاہ فرانس میں دستیاب ہوا تھا۔ یہہ طامسن کی طرف منسوب ہے اور ابتداءً انجیل مریم کے شامل خیال کی گئی ہے۔

انجیل اول میں یہہ قصہ اسطرح پر لکھا ہے۔ اور جبکہ حضرت عیسیٰ کی عمر سات برس کی تہی وہ ایک روز اپنے ہم عمر رفیقون کے ساتھ تھے جو کھیل رہے تھے اور مٹی کی مختلف صورتین یعنی گدہے بیل چڑیان اور اور صورتین بنارہے تھے۔

ہر شخص اپنی کاریگری کی تعریف کرتا تہا اور اَورون پر سبقت لیجانے کی کوشش کرتا تھا۔

تب حضرت عیسیٰ نے لڑکون سے کہا کہ میں ان صورتون کو جو میں نے بنائی ہیں چلنے کا حکم دونگا۔

اور فی الفور وہ حرکت کرنے لگین اور جب اُنھون نے اُن کو واپس آنے کا حکم دیا تو وہ واپس آئیں۔

اُنھون نے پرندون اور چڑیون کی صورتین بھی بنائی تھیں اور جب اُن کو اڑنے کا حکم دیا تو وہ اُڑنے لگیں اور جب اُنھون نے اُنکو ٹھیر جانے کا حکم دیا تو وہ ٹھیر گئیں اور اگر وہ اُنکو کھانا اور پانی دیتے تھے تو کھاتی پیتی تھیں۔

وَاِذۡ تَخۡلُقُ مِنَ الطِّیۡنِ کَهَیۡـَٔةِ الطَّیۡرِ بِاِذۡنِیۡ فَتَنۡفُخُ فِیۡهَا فَتَكُوۡنُ طَیۡرًا بِاِذۡنِیۡ

جب آخرکار لڑکے چلے گئے اور اِن باتون کو اپنے والدین سے بیان کیا تو اُنکے والدین نے اُن سے کہا کہ بچو آیندہ سے اُس کی صحبت سے احتراز کرو کیونکہ وہ جادوگر ہے۔ اِس سے بچو اور پرہیز کرو اور اب اُسکے ساتھ کبھی نہ کھیلو۔

اور انجیل دوم میں اسطرح پر ہے۔ جب حضرت عیسٰی کی عمر پانچ برس کی تھی اور مینھ برس کر کھل گیا تھا حضرت عیسٰی اور عبرانی لڑکون کے ساتھ ایک ندی کے کنارہ کھیل رہے تھے اور پانی کنارہ کے اوپر بہہ کر چھوٹی چھوٹی جھیلون میں ٹھیر رہا تھا۔

مگر اُسی وقت پانی صاف اور استعمال کے لایق ہو گیا۔ حضرت عیسٰی نے اپنے حکم سے جھیلون کو صاف کر دیا اور اُنھون نے اُنکا کہنا مانا تب اُنھون نے ندی کے کنارہ پر سے کچھ نرم مٹی لی اور اُسکی بارہ چڑیان بنائیں اور اُنکے ساتھ اور لڑکے بھی کھیل رہے تھے۔

مگر ایک یہودی نے اِن کامون کو دیکھ کر یعنی اُن کا سبت کے دن چڑیون کی مورتیں بنانا دیکھکر بلاتوقف اُنکے باپ یوسف سے جا کر اطلاع کی اور کہا کہ دیکھ تیرا لڑکا ندی کے کنارہ کھیل رہا ہے اور مٹی لیکر اُسکی بارہ چڑیان بنائیں ہین اور سبت کے دن گناہ کر رہا ہے۔

تب یوسف اُس جگہہ جہان حضرت عیسٰی تھے آیا اور اُنکو دیکھا۔ تب بلا کر کہا کیوں تم ایسی بات کرتے ہو جو سبت کے دن کرنا جائز نہیں ہے۔

تب حضرت عیسٰی نے اپنے ہاتھوں کی ہتیلیان بجا کر چڑیون کو بلایا اور کہا جاؤ اڑ جاؤ اور جب تک تم زندہ رہو مجھے یاد رکھو پس چڑیان غل مچاتی ہوئی اُڑ گئیں۔

یہودی اِس کو دیکھکر متعجب ہوئے اور چلے گئے اور اپنے ہان کے بڑے بڑے آدمیوں سے جا کر وہ عجیب و غریب معجزہ بیان کیا جو حضرت عیسٰی سے اُنکے سامنے ظہور میں آیا تھا۔

مگر جب تاریخانہ تحقیق کی نظر سے اُس پر غور کی جاتی ہے تو اصل بات صرف اس قدر تحقیق ہوتی ہے کہ حضرت عیسٰی بچپنے میں لڑکون کے ساتھ کھیلنے میں مٹی کے جانور بناتے تھے اور جیسے

اور جب کہ تو بناتا تھا مٹی سے پرند کی صورت کی مانند میرے حکم سے پھر پھونکتا تھا اُس میں تاکہ ہو جاوے پرند میرے حکم سے

کبھی کبھی اب بھی ایسے موقعوں پر بچے کھیلنے میں کہتے ہیں کہ خدا ان میں جان ڈال دیگا وہ بھی کہتے ہونگے مگر ان دونوں کتابوں کے لکھنے والوں نے اُس کو کراماتی طور پر بیان کیا کہ فی الحقیقت اُن میں جان پڑ جاتی تھی۔ قرآن مجید نے اس واقعہ کو اس طرح بیان کیا جس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہہ کوئی امر وقوعی نہ تھا بلکہ صرف حضرت مسیح کا خیال زمانہ طفولیت میں بچوں کے ساتھ کھیلنے میں تھا۔ علمائے اسلام عموماً قرآن مجید کے معنی یہودیوں اور عیسائیوں کی روایتوں کے مطابق اخذ کرنے کے مشاق تھے اور بلا تحقیق اُن روایتوں کی تقلید کرتے تھے اُنھوں نے اِن الفاظ کی اُسی طرح تفسیر کی جس طرح غلط سلط عیسائیوں کی روایتوں میں مشہور تھی اور اِس پر خیال نہیں کیا کہ خود قرآن مجید اُن روایتوں کی غلطی کی تصحیح کرتا ہے

سورہ مائدہ میں یہی مضمون خدا تعالیٰ نے مخاطب کے صیغوں سے دوبارہ بیان فرمایا ہے مگر اُس مقام پر ایسی عمدگی سے سیاق کلام واقع ہوا ہے کہ باوجود اس کے کہ اس قصہ کو بعض واقعات متحقق الوقوع کے ساتھ بیان کیا ہے اس پر بھی اس خاص قصہ کا وقوع کہ وہ مٹی کی مورتیں پرند ہو جاتی تھیں ثابت نہیں ہوتا۔ اس سورہ میں خدا تعالیٰ نے تمام واقعات متحقق الوقوع کو ماضی کے صیغوں سے بیان فرمایا ہے جیسے کہ۔ اذ ایدتك بروح القدس۔ اذ علمتك الکتاب والحکمۃ۔ اذ کففت بنی اسرائیل عنك۔ اذ اوحیت الی الحواریین۔ مگر مٹی کی مورتوں کے پرند ہو جانے کے قصہ کو مستقبل کے صیغہ سے بیان فرمایا ہے جیسے کہ۔ اذ تخلق۔ فتنفخ۔ فتکون۔ اس سیاق کے بدلنے سے یہہ نتیجہ ہے کہ جس مضارع کے صیغہ پر اذ کا اثر پہونچیگا وہ تو امر متحقق الوقوع ہو جاویگا اور جس صیغہ تک اُسکا اثر نہ پہونچیگا وہ امر غیر متحقق الوقوع رہے گا۔ اِس کلام میں **اذ** کا اثر، "تخلق" اور "تنفخ" تک پہونچتا ہے اور "تکون" تک نہیں پہونچتا جیسا کہ ہم بیان کرینگے پس اُن مٹی کی مورتوں کا جاندار ہو جانا غیر متحقق الوقوع باقی رہتا ہے یعنی قرآن مجید سے ثابت نہیں ہوتا کہ درحقیقت وہ مٹی کی مورتیں جاندار اور پرند ہو بھی جاتی تھیں۔

اس آیت میں بھی "فتکون" پر کی (ف) عاطفہ نہیں ہوسکتی کیونکہ اگر وہ عاطفہ ہو تو اُس کا عطف "تخلق" پر ہوگا اور معطوف حکم معطوف علیہ میں ہوتا ہے اور معطوف علیہ کی جگہہ قایم ہوسکتا ہے

وَتُبْرِئُ الْاَكْمَهَ وَالْاَبْرَصَ بِاِذْنِیْ

اور یہہ بات ضرور ہوتی ہے کہ اگر معطوف علیہ کو حذف کر دیا جاوے اور معطوف اُس کی جگہہ رکھدیا جاوے تو کوئی خرابی اور نقص کلام میں نہ ہونے پاوے۔ اور اس مقام پر ایسا نہیں ہے کیونکہ اگر معطوف علیہ کو حذف کر کے "فتکون طیرا" اُس کی جگہہ رکھدیں تو کلام اسطرح پر ہو جاتا ہے کہ۔ اذکر نعمتی علیك اذتکون طیرًا۔ اور یہہ کلام محض مہمل اور غیر مقصود ہے۔ اب ضرور ہے کہ یہہ (ف) بھی اسی طرح تفریع کی ہو جس طرح کہ سورہ آل عمران میں (ف) تفریع کی تھی اور اس (ف) کے ذریعہ سے "تنفخ" متفرع علیہ اور تکون متفرع دونوں ملکر تخلق پر معطوف ہونگے اور تقدیر کلام یوں ہوگی۔ اذکر نعمتی علیك اذتنفخ فیها فتکون طیرا اگر اس صورت میں "فتکون طیرا" صرف "تنفخ" پر تفریع ہوگی اور اذ کا اثر جو مضارع پر آنے سے تحقق زمانہ ماضی کا ہے یا اُس امر کو متحقق الوقوع کر دینے کا ہے "تکون" تک نہیں پہونچتا کیونکہ وہ اثر اسوقت پہونچتا جب کہ "تکون" کی (ف) عاطفہ ہوتی اور اُسکا عطف "تخلق" پر جائز ہوتا۔ اس صورت میں "تکون" کو محض تفریعی تعلق اپنے متفرع علیہ سے ہے اور محض تفریعی حالت اُسی طرح باقی رہتی ہے جیسی کہ سورہ آل عمران میں تھی اور اس لئے اُس تفریع سے اُس امر متفرع کا وقوع ثابت نہیں ہوتا۔

اس تمام بحث کا نتیجہ یہہ ہے کہ قرآن مجید سے یہہ بات تو ثابت ہے کہ حضرت عیسیٰ بچپنے کی حالت میں مٹی سے جانوروں کی مورتیں بناتے تھے اور پوچھنے والے سے کہتے تھے کہ میرے پھونکنے سے وہ پرند ہو جاوینگے مگر یہہ بات کہ درحقیقت وہ پرند ہو بھی جاتی تھیں نہ قرآن مجید سے ثابت ہوتا ہے نہ قرآن مجید میں بیان ہوا ہے پس حضرت عیسیٰ کا یہہ کہنا ایسا ہی تھا جیسے کہ بچے اپنے کھیلنے میں بمقتضائے عمر اس قسم کی باتیں کیا کرتے ہیں۔

سوم۔ تائید روح القدس

اس امر کی نسبت خدا تعالیٰ نے سورہ بقر میں فرمایا ہے۔ و ایدناہ بروح القدس۔ اور سورہ مائدہ میں فرمایا ہے۔ اذ ایدتك بروح القدس۔ یہہ آیتیں کچہہ زیادہ تفسیر کی محتاج نہیں ہیں اس میں

اور اچھا کرتا تھا مادر زاد اندھے کو اور کوڑھی کو میرے حکم سے

کچھ شک نہیں کہ تمام انبیاء علیہم السلام مؤید بتائید روح القدس ہیں اگر بحث ہو سکتی ہے تو حقیقت روح القدس میں ہو سکتی ہے تمام علماء اسلام اُس کو ایک مخلوق جُدا گانہ خارج از خلقت انبیاء قرار دیکر اُس کو بطور ایلچی کے خدا و نبی میں واسطہ قرار دیتے ہیں اور جبرئیل اُسکا نام بتاتے ہیں۔ ہم بھی جبرئیل اور روح القدس کو شئی واحد یقین کرتے ہیں مگر اُس کو خارج از خلقت انبیاء مخلوق جداگانہ تسلیم نہیں کرتے بلکہ اس بات کے قائل ہیں کہ خود انبیاء علیہم السلام کی خلقت میں جو ملکہ نبوت ہے اور جو ذریعہ مبدء فیاض سے اُن امور کے اقتباس کا ہے جو نبوت یعنی رسالت سے علاقہ رکھتے ہیں وہی روح القدس ہے اور وہی جبرئیل۔ اس کی نسبت ہم سورہ بقر میں بہ تحت آیت "وان کنتم فی ریب مما نزلنا علیٰ عبدنا" کے پوری بحث کر چکے ہیں۔

چہارم تعلیم کتاب و حکمت

اِس امر کی نسبت خدا تعالیٰ نے سورہ آل عمران میں فرمایا ہے۔ ویعلمه الکتاب والحکمة والتوراة والانجیل ورسولا الی بنی اسرائیل۔ اور سورہ مائدہ میں فرمایا ہے۔ واذ علمتك الکتاب والحکمة والتوراة والانجیل۔ یہہ دونوں مضمون واحد ہیں اور ان میں کچھہ مشکلات نہیں ہیں کیونکہ بلا شبہہ تمام انبیاء کو خدا تعالیٰ احکام و حکمت تلقین کرتا ہے اور کتاب پڑہاتا ہے اور اُن کے دل میں علم کا وہ خزانہ جمع کرتا ہے جس کو وہ تمام لوگوں میں تقسیم کرتے ہیں۔

پنجم۔ خدا کی نشانی کا لانا

اس امر کی نسبت سورہ آل عمران میں خدا تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ کی زبان سے یوں فرمایا ہے۔ انی قد جئتکم بایة من ربکم ہم اس بات کی تحقیق سورہ بقر میں لکھہ چکے ہیں (دیکھو صفحہ ۱۳۶۔۱۳۸۔ جلد اول) کہ آیت اور آیات اور آیات بینات سے خدا تعالیٰ کے احکام مراد ہوتے ہیں جو انبیاء کو وحی کئے جاتے ہیں پس اس مقام پر بھی ہم آیت کے لفظ کے یہی معنی قرار دیتے ہیں اور آیت سے جنس مراد لیتے ہیں نہ فرد۔ صاحب تفسیر کبیر نے بھی اُس سے جنس ہی مراد لی ہے اور لکھا ہے کہ۔ المراد بالایة الجنس لا الفرد۔

وَاِذْ تُخْرِجُ الْمَوْتٰی بِاِذْنِیْ

مگر اس مقام کی تفسیر کرنے سے پیشتر ہمکو اس امر کا بیان کرنا چاہیئے جو سورہ آل عمران کی آیتوں کے ربط کی نسبت ہے۔ یہہ آیت اور اُسکے بعد کی آیتیں سورہ آل عمران میں اُن آیتون کے بعد واقع ہوئی ہیں جس میں حضرت عیسٰی کے ہونے کی بشارت ہے وہ آیتیں رسولا الی بنی اسرائیل تک توبرابر مسلسل چلی آتی ہیں مگر اُسکے بعد جو یہہ آیت ہے۔ انی قد جئتکم بایۃ من ربکم۔ اُسکا اور نیز اُسکے بعد کی آیتون کا بشارت کی آیات سے جوڑ نہیں ملتا۔ علمای مفسرین نے اس آیت کو اور نیز اُسکے بعد کی آیتونکو شامل آیات بشارت کے کیا ہے اور جوڑ ملانیکو لفظ قائلاً محذوف مانا ہے یعنی رسولا الی بنی اسرائیل قائلاً انی قد جئتکم بایۃ مگر قال کے بعد ان مفتوحہ آنا کسیقدر اعتراض کے لائق تھا اسلئے زجاج نے اس جگہہ اوپر کی آیتوں سے جوڑ لگانیکو ویکلم الناس رسولا مقدر مانا ہے اور یہہ معنی قرار دیئے ہیں ویکلمھم رسولا بانی قد جئتکم۔

مگر ہمکو مفسرین کے ان اقوال سے اختلاف ہے خود سیاق کلام سے ظاہر ہوتا ہے کہ جسقدر آیتین بشارت سے متعلق تھیں وہ اُس مقام پر ختم ہوگئیں جھان فرمایا۔ ورسولا الی بنی اسرائیل۔ اور وہ کلام منقطع ہوگیا اور۔ انی قد جئتکم بایۃ۔ سے دوسرا کلام شروع ہوا اسلئے کہ بشارت کی آیتون میں تمام صیغے مستقبل کے آئے ہیں جیسے۔ یکلم الناس۔ ویعلمہ الکتاب۔ اور اُن سب آیتون میں حالات قبل ولادت حضرت عیسٰی کے بیان ہوئے ہیں۔ اور اُسکے بعد صیغے متکلم کے ہیں جیسے کہ۔ انی قد جئتکم۔ انی اخلق لکم۔ وابرئ الاکمہ۔ وانبئکم۔ اور اُن میں وہ تمام حالات مذکور ہیں جو بعد ولادت حضرت عیسٰی واقع ہوئے ہیں پس ان پچھلی آیتونکو آیات بشارت کے ساتھ شامل کر دینا بالکل سیاق کلام کے برخلاف ہے۔

صاحب تفسیر ابن عباس نے بھی ان آیتون کو بشارت کی آیتون سے منقطع کیا ہے اور تقریر کلام کی یون کی ہے۔ فلما جاءھم قال انی قد جئتکم بایۃ۔ مگر اس تقریر میں وہی نقص باقی رھتا ہے کہ قال کے بعد ان مفتوحہ واقع ہوتا ہے۔

مگر ہم تقریر کلام کی اسطرح پر کرتے ہیں کہ۔ فلما جاءھم قال مجیبا لھم بانی قد جئتکم بایۃ یعنی جب حضرت

اور جب کہ تو نکالتا تھا مُردون کو میرے حکم سے،

عیسیٰ لوگون مین وعظ و نصیحت کرنے لگے اور خدا کے احکام سنانے لگے تو اُنکی قوم نے کہا کہ تم یہہ کیون کرتے ہو اُسکے جواب مین حضرت عیسیٰ نے فرمایا۔ انی قد جئتکم باٰیۃ من ربکم۔ یہ تقریر ہمنے اسلیئے کی ہی کہ یہہ مضمون انی قد جئتکم باٰیۃ من ربکم۔ اور وہ مضمون جو سورہ مریم مین ہے۔ قال انی عبد اللہ اتانی الکتاب وجعلنی نبیا۔ بالکل متحد ہو لہٰذا پچھلا مضمون جواب مین قوم کے سوال کے واقع ہوا ہی اور یہہ قرینہ ہو کہ وہ پہلا مضمون بھی قوم کے جواب مین ہے۔

متی کی انجیل مین لکھا ہے کہ جب حضرت مسیح معبد مین وعظ کہ رہے تھے تو سردار امام مشایخ اُنکے پاس آئے اور پوچھا کہ تو کس حکم سے یہہ کام کرتا ہے اور کس نے تجھے یہہ حکم دیا ہے۔ حاصل جواب مسیح یہہ ہے کہ جس کے حکم سے یحییٰ غوطہ دینے والا کرتا تھا (متی باب ۲۱ ورس ۲۳-۲۷)

اب کسی اَور تفسیر کی اس مقام پر ضرورت نہیں رہی۔ کیونکہ جسقدر انبیاء علیہم السلام قوم کیطرف مبعوث ہوتے ہین وہ خدا کی طرف سے اُنکے پاس احکام لاتے ہین اسی طرح حضرت عیسیٰ بھی بنی اسرائیل کی قوم پر مبعوث ہوئے تھے اور خدا کی طرف سے اُنکے لیئے احکام لائے تھے۔

ششم۔ حواریون کے دل مین ایمان کا ڈالنا

اِسکی نسبت خدا تعالیٰ نے سورہ مائدہ مین فرمایا ہے۔ واذ اوحیت الی الحواریین ان اٰمنوا بی وبرسولی قالوا اٰمنا واشھد باننا مسلمون۔ تمام انبیاء پر خدا تعالیٰ کی بڑی رحمت اُسکے حواریون اور اصحابون کا پیدا کرنا ہے۔ وہ اُنکے کام مین مددگار رہوتے ہین رنج و تکلیف کی حالت مین اُن سے تسلی ہوتی ہے۔ اسی سبب سے خدا نے حضرت عیسیٰ کو حواریونکا جو بدل و جان اُن پر فدا تھے ایمان لانا یاد دلایا اور اپنی رحمت اور احسان کو زیادہ تر وضاحت سے بیان کرنیکے لیئے کہا کہ ہم نے حواریوں کو کہا کہ میرے رسول پر ایمان لے آؤ یعنی ہم نے ہدایت کی اور کچھ شبہ نہیں ہے کہ ایمان لانا خدا ہی کی ہدایت پر منحصر ہے۔

ہفتم۔ اندھون اور کوڑھیون کو چنگا کرنا

ہشتم۔ موتیٰ کو زندہ کرنا

اس مضمون کو خدا تعالیٰ نے سورہ آل عمران مین حضرت عیسیٰ کی زبان سے اسطرح فرمایا ہے کہ۔

وَاِذْ كَفَفْتُ بَنِيْٓ اِسْرَاۗءِيْلَ عَنْكَ اِذْ جِئْتَهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ

وابرئ الاکمہ والابرص واحی الموتی باذن اللہ۔ اور سورہ مائدہ میں یون فرمایا ہے۔ وتبرئ الاکمہ والابرص باذنی واذتخرج الموتی باذنی۔

علماۓ اسلام کی عادت ہے کہ قرآن مجید کے معنی یہودیوں اور عیسائیوں کی روایتون کے مطابق بیان کرتے ہیں اسلئے اُنہون نے اِن آیتون کے بھی معنی بیان کئے ہیں کہ حضرت عیسیٰ اندہون کو آنکھون والا اور کوڑھیون کو چنگا کرتے تھے اور مردون کو جلا دیتے تھے اور صرف تازہ مردون ہی کو نہیں جلاتے تھے بلکہ ہزارون برس کے پُرانے مردون کو بھی جِلاتے تھے چنانچہ تفسیر کبیر میں لکھا ہے کہ حضرت عیسیٰ نے سام ابن نوح کو اُن کی قبر میں سے بُلایا اور وہ زندہ ہو کر قبر میں سے نکل آئے اور اسی قسم کی اور بہت سی بیہودہ باتین لکھی ہیں۔

انجیلون مین بھی اس قسم کے بہت سے معجزے حضرت مسیح کی نسبت بیان ہوئے ہیں مگر نہایت تعجب ہے کہ خود انجیلون سے ثابت ہے کہ حضرت عیسیٰ نے جب اُنسے فروسیون اور صدوقیون نے آسمانی معجزہ طلب کیا تو اُنھون نے معجزے کے ہونے سے انکار کیا (دیکھو انجیل متی باب ۱۲ ورس ۳۹ باب ۱۶ ورس ۴۔ انجیل مارک باب ۸ ورس ۱۲۔ انجیل لوک باب ۱۱ ورس ۲۹) لیکن کیونکہ اسقدر معجزے حضرت مسیح کی انجیلون میں مذکور ہیں اور وہ معجزے بھی اس قسم کے ہیں کہ اُن کو سنکر تعجب آتا ہے۔ کہیں دیوانے آدمیون میں سے دیو نکلتے ہیں اور سورون کے گلہ میں گھس کر اُنکو دریا میں ڈبوتے ہیں۔ کہیں گونگے آدمی میں سے گونگا دیو نکلتا ہے۔ کہیں کپڑا چھونے سے بیمار اچھے ہوتے ہیں۔ اور کہیں صرف یہہ کہدینا کہ جا تیری مراد پوری ہوئی سخت سے سخت بیمارون کو اچھا کرنے کیلئے کافی ہوتا ہے۔

اگر موجودہ انجیلون پر تاریخانہ تحقیق سے نظر ڈالی جاوے تو اِس سے زیادہ سچ اور کچھ نہیں معلوم ہوتا کہ یہودی ہمیشہ جھاڑ پھونک کی عادت رکھتے تھے بیمارون کے لئے دعائین پڑھکر اُنکی صحت کے لئے اُن پر دم ڈالتے تھے لوگون کو برکت دیتے تھے لوگ کاہنون اور اماموں اور مقدس لوگون کے ہاتھ چومنے پاؤن کو ہاتھ لگانے کپڑے کو چھونے یا بوسہ دینے سے برکت لیتے تھے جیسے کہ اب بھی رومن کیتھلک فرقہ میں رواج ہے اُنھی کی تقلید سے مسلمانوں میں بھی اِس قسم کی بہت سی باتین رائج ہو گئی ہیں اُسی دستور کے موافق حضرت عیسیٰ بھی بیمارون کو دعا دیتے تھے

اور جبکہ میں نے روک لیا بنی اسرائیل کو تجھ سے جبکہ تو اُنکے پاس صریح احکام لایا -

اُن پر دم ڈالتے تھے برکت دیتے تھے لوگ اُن کے ہاتون کو برکت لینے کے لئے چومتے تھے قدمون کو ہاتھ لگاتے کپڑے کو چھوتے تھے یا چومتے تھے پس یہہ ایک معمولی بات تھی اُس بیان کے ساتھ اس بات کو اضافہ کرناکہ جو اسطرح کرتا اتفاقی الفور چنگا ہو جاتا تھا اندھے آنکھون والے ہو جاتے تھے اور کوڑھی اچھے ہوتے تھے اُسی قسم کی مبالغہ آمیز تحریرین ہیں جیسے کہ ایسے بزرگون کے حالات لکھنے والے لکھا کرتے ہیں جبکہ ہم یقین کرتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ نے معجزہ دکھانے سے انکار کیا تو کہتے ہیں کہ صدق کلمۃ اللہ و روح اللہ اور جب اُن مبالغہ آمیز بندشون کو پڑھتے ہیں تو کہتے ہیں کہ ھذا بهتان عظیم و روح اللہ وکلمۃ اللہ بری عن ذلک -

انجیلون میں صرف دو جگہ مردوں کے زندہ کرنے کا ذکر ہے - حاکم کی بیٹی کے زندہ کرنیکے قصہ میں تو خود حضرت مسیح نے فرمایا تھا کہ وہ مری نہیں (متی باب ۹ ورس ۲۴) متی کی انجیل جو اور انجیلون کی نسبت زیادہ معتبر تصور ہو سکتی ہے اُس میں سوائے اس واقعہ کے اور کسی مردہ کے جلانیکا مذکور نہیں ہے -
اور انجیل لوک میں ایک بیوہ کے بیٹے کے زندہ کرنیکا ذکر ہے جسکا جنازہ لئے جاتے تھے (ورس ۱۱) مگر اس کا کچھ ثبوت نہیں کہ درحقیقت وہ مر گیا تھا - بہت سے واقعے ایسے گذرے ہیں کہ لوگوں نے ایک شخص کو مردہ سمجھکر اُسکی تجہیز و تکفین کی ہے اور بعد کو معلوم ہوا ہے کہ وہ شخص درحقیقت مر نہیں گیا تھا - تعجب ہے کہ تمام انجیلون میں اُن واقعون کے سوا جو نہایت مشتبہ ہیں اَور کوئی واقعہ مُردون کے زندہ کرنیکا بیان نہیں ہوا -

مسلمانون کے حال پر اس سے بھی زیادہ افسوس ہے کہ وہ آنحضرت صلعم کو تمام انبیا سابقین سے افضل سمجھتے ہیں - انبیای سابقین کے معجزے تو قرآن میں تبلاتے ہیں مگر افضل الانبیاء کے ایک معجزہ کا ذکر بھی قرآن مجید میں نہیں دکھاتے بلکہ برخلاف اِسکے خود آنحضرت صلعم کی زبان مبارک سے خدا نے فرمایا ہے کہ - انما انا بشر مثلکم یوحی الی انما الھکم الہ واحد - اور معجزے ہونے سے بالکل انکار کیا ہے اور فرمایا ہی کہ - قالوا لولا انزل علیہ ایت من ربہ قل انما الایات عند اللہ وانما انا نذیر مبین - اور ایک جگہ فرمایا - لا املک لنفسی نفعا ولا ضرا الا ما شاء اللہ ولو کنت اعلم الغیب لاستکثرت من الخیر وما مسنی السوء ان انا الا نذیر و بشیر

فَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْهُمْ اِنْ هٰذَآ اِلَّا سِحْرٌ مُّبِيْنٌ ﴿۱۱۰﴾

لقوم یومنون - اور اسیطرح کی اور بہت سی آیتیں ہیں - پس خود ہمارے سردار نے معجزوں کی نفی کی ہے پھر کس طرح ہم معجزوں کو مان سکتے ہیں

ھاں اس بات سے انکار نہیں ہو سکتا کہ خدا نے انسان میں ایک ایسی قوت رکھی ہے جو دوسرے انسان میں اور دوسرے انسان کے خیال میں اثر کرتی ہے اور اُس سے ایسے امور ظاہر ہوتے ہیں جو نہایت عجیب معلوم ہوتے ہیں اور جنمیں سے بعض کی علت ہم جانتے ہیں اور بہت سوں کی علت نہیں جانتے بلکہ اُس کے عامل بھی اُس کی علت نہیں جانتے اُسی قوت پر اِس زمانہ میں اُن علوم کی بنیاد قائم ہوئی ہے جو مزمرزم اور اسپریچوالیزم کے نام سے مشہور ہیں اور سابقین بھی اُس کے عامل تھے مگر اُس علم سے ناواقف تھے یا اُس کو مخفی رکھتے تھے مگر جبکہ یہ ایک قوت ہے قوائے انسانی میں سے اور ہر ایک انسان میں بالقوہ موجود ہے جیسی قوت کتابت تو اُس کا کسی انسان سے ظاہر ہونا معجزہ میں داخل نہیں ہو سکتا کیونکہ وہ تو فطرت انسانی میں سے انسان کی ایک فطرت ہے فافہم وتدبر۔

قرآن مجید میں لفظ ابری - اور تبری - کا ہے جس کے معنی اچھا کرنے کے بھی ہیں اور بری کرنے کے بھی ہیں یہودی شریعت میں برص دو قسم کی قرار پائی تھی ایک وہ قسم تھی کہ جو اُس مرض میں بیمار ہوتا تھا یہودی اسکو ناپاک سمجھتے تھے (سفر لویان باب ۱۳ ورس ۳ و ۸ و ۱۲ و ۱۵ و ۱۶ و ۲۰ و ۲۱ و ۲۵ و ۲۷ و ۳۱ و ۳۶ و ۴۴ و ۵۲) اور ایک قسم وہ تھی جس کے مریض کو ناپاک نہیں ٹھیراتے تھے (سفر لویان باب ۱۳ ورس ۶ و ۱۴ و ۱۷ و ۲۳ و ۲۸ و ۳۵ و ۳۷ و ۳۹) اور جو لوگ برص سے ناپاک قرار پاتے تھے مطلقاً اور وہ لوگ جو اس مرض سے بری کیے جاتے تھے قربانی ہائے معینہ ادا کرنیکے بغیر معبد میں عبادت کے لئے داخل نہیں ہو سکتے تھے۔

متی کی انجیل سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت عیسیٰ سے ایک کوڑھی نے کہا کہ اگر تو چاہے مجھے پاک کر سکتا ہے حضرت عیسیٰ نے اُس کو چھوا اُسکا کوڑھ جاتا رہا اور حضرت عیسیٰ نے اسکو کہا کہ اپنے تئیں امام کو دکھا اور جو نذر موسیٰ نے مقرر کی ہے اُسے دے (باب ۸ ورس ۲-۴) پاک کرنیکے لفظ سے صاف پایا جاتا ہے کہ اُسکا مقصد یہہ تھا کہ حضرت عیسیٰ اُسکو بتادیں کہ اُن دونوں قسموں کی کوڑھ میں سے کون سی قسم کی کوڑھ اُسکو ہے۔

اندھے لنگڑے اور چوڑی ناک والے کو یا اُس شخص کو جس میں کوئی عضو زاید ہو اور ہاتھ پاؤں ٹوٹے ہوئے کو اور کبھڑے اور ٹھنگنے اور آنکھ میں پھلی والے کو معبد میں جانے اور معمولی طور پر قربانیاں کرنے کی اجازت

تو کہا اُن لوگون نے جو اُن میں کافر تھے کہ اور کچھہ نہیں مگر یہہ صریح جادو ہے (۱۱۰)

نہ تھی (سفر لیویان باب ۱۲ و رس ۱۶ لغایت ۲۴) یہہ سب ناپاک اور گنہگار سمجھے جاتے تھے اور عبادت کے لایق یا خدا کی بادشاہت میں داخل ہونے کے لایق متصور نہ ہوتے تھے۔

حضرت عیسیٰ نے یہہ تمام قیدیں توڑ دی تھیں اور تمام لوگون کو خواہ کوڑہی ہون یا اندھے یا لنگڑے چوڑی ناک کے ہون یا پتلی ناک کے کبڑے ہوں یا سیدھے ٹھنگنے ہوں یا لنبے پھلی والے ہون یا جالے والے سب کو خدا کی بادشاہت میں داخل ہونے کی منادی کی تھی کسی کو خدا کی رحمت سے محروم نہیں کیا اور کسیکو عبادت کے اعلیٰ سے اعلیٰ درجہ سے نہیں روکا پس یہی اُن کا کوڑھیون اور اندھون کو اچھا کرنا تھا یا اُن کو ناپاکی سے بری کرنا جہان جہان انجیلوں میں بیمارون کے اچھا کرنے کا ذکر ہے اُس سے یہی مراد ہے اور قرآن مجید میں جو یہہ آیتیں ہیں اُنکے یہی معنی ہیں۔

انسان کی روحانی موت اُس کا کافر ہونا ہے حضرت عیسیٰ خدا کی وحدانیت تعلیم کرنے اور خدا کے احکام بتانے سے لوگون کو اُس موت سے زندہ کرتے تھے اور کفر کی موت کے پنجے سے نکالتے تھے جس کی نسبت خدا نے فرمایا۔ واذ تخرج الموتی باذنی۔

مگر ہمنے جو اس مقام پر موت سے کفر اور حیات سے ایمان مراد لیا ہے اُس پر ہمکو کسیقدر بحث کرنی اور یہہ ثابت کرنا کہ یہہ مراد صحیح ہے ضرور ہے۔

انک لا تسمع الموتی ولا تسمع الصم الدعاء اذا ولوا مدبرین وما انت بھادی العمی عن ضلالتھم ان تسمع الا من یومن بایاتنا فھم مسلمون (سورہ نمل)

سورہ نمل میں خدا تعالیٰ نے کافرون پر موتی کا اطلاق کیا ہے جہان فرمایا ہے کہ "تو ہرگز سنا نہیں سکتا موتی کو اور نہیں سُنا سکتا بہروں کو جبکہ وہ پیٹھہ پھیر کر پھریں اور تو اندھون کو اُنکی گمراہی سے راہ پر لانیوالا نہیں ہے تو نہیں سُنا سکتا مگر اُس کو جو ہماری نشانیون پر ایمان لایا ہے پھر وہ مسلمان ہیں"۔

موتے کے مقابلہ میں "الا من یومن" کا لفظ واقع ہوا ہے جو صاف اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ موتے کا لفظ کافرون پر اطلاق کیا گیا ہے۔ مفسرین بھی اس مقام پر کافروں ہی سے مراد لیتے ہیں اور موتی اور صم اور اعمیٰ کے معنی کالموتی۔ کالصم۔ کالعمی بیان کرتے ہیں۔

وَاِذْ اَوْحَيْتُ اِلَى الْحَوَارِيِّيْنَ اَنْ اٰمِنُوْا بِيْ وَبِرَسُوْلِيْ

وما يستوى الاحياء ولا الاموات ان الله يسمع من يشاء وما انت بمسمع من فى القبور (سورہ فاطر)۔

سورہ فاطر میں اس سے بھی صاف طرح پر احیاء و اموات کا لفظ مومن و کافر پر اطلاق ہوا ہے جہاں خدا نے فرمایا ہے کہ برابر نہیں ہوتے احیا یعنی زندے اور اموات یعنی مردے اللہ تعالی سنا دیتا ہے جسکو چاہتا ہے اور تو نہیں سنانے والا ہے اُن کو جو قبروں میں ہیں۔

تمام مفسرین اس مقام پر بھی احیاء سے مومن اور اموات سے کافر مراد لیتے ہیں۔ تفسیر کبیر میں لکھا ہے۔ ثم قال وما يستوى الاحياء ولا الاموات مثلا اخر فى حق المومن والكافر كانه قال تعالى حال المومن والكافر فوق حال الاعمى والبصير الخ۔ پس آیت کے معنی صاف ہیں کہ اللہ تعالی نے اپنے احسانوں میں حضرت عیسی کے اُسوقت کو یاد دلایا جبکہ وہ خدا کے حکم سے کافروں کو ایمان والا کرتے تھے خصوصاً ایسی حالت میں کہ اگرچہ حضرت عیسی بنی اسرائیل کے لئے نبی ہوئے تھے مگر وہ اور لوگوں کو بھی جو بنی اسرائیل نہ تھے ہدایت کرتے تھے اور ایمان میں لاتے تھے۔ اسی حال کی نسبت خدا نے فرمایا ،، واذ تخرج الموتى باذنى،، یعنی واذ تخرج الكافر من كفره باذنى۔

ششم۔ اخبار عن الغیب

اسکی نسبت خدا تعالی نے سورہ آل عمران میں حضرت عیسی کی زبان سے فرمایا ہے کہ۔ وانبئكم بما تأكلون وما تدخرون فى بيوتكم ان فى ذلك لاية لكم ان كنتم مومنين ۔

علمای مفسرین نے جو اپنی تفسیر میں عجیب و لا یعنی باتوں کا لکھنا اپنا فخر سمجھتے ہیں اس آیت کی بھی تفسیر عجیب و غریب کی ہی وہ لکھتے ہیں کہ حضرت عیسی چھٹپنے ہی سے مخفی باتوں کی خبر دیا کرتے تھے لڑکوں کو جنکے ساتھ کھیلتے تھے بتا دیتے تھے کہ تم نے کیا کھایا ہی اور تمھارے ماں باپ نے فلاں چیز (مثلاً مٹھائی) تم سے چھپا کر رکھ چھوڑی ہے وہ لڑکے گھر میں اگر ماں باپ سے ضد کرتے آخر کو وہ چیز نکلتی تھی اور وہ لے لیتے تھے بعض مفسرین نے یہہ لکھا کہ جب مائدہ نازل ہوا تو اُس میں سے کھانیکو جمع کرنیکا حکم نہ تھا مگر لوگ جن پر مائدہ

اور جب ہمنے وحی بھیجی حواریون کے پاس کہ مجھپر اور میرے رسول پر ایمان لاؤ،

اُٹھا اُٹھا اسکو جمع کر رکھتے تھے اور حضرت عیسیٰ بتادیتے تھے کہ تم نے کیا کھایا ہے اور کیا جمع کیا ہے۔

تعجب ہوتا ہے کہ ہمارے علما جو نہایت اعلیٰ درجہ کا علم و فضل رکھتے تھے کیونکر ایسی بیہودہ باتیں لکھ گئے ہیں۔ آیت نہایت صاف ہے اور اُسکا مطلب نہایت روشن ہے یہود اور علماء یہود طرح بہ طرح کے حیلوں اور فریبوں سے ناجائز طور پر لوگوں کا مال مارتے تھے لوگون کا مال کھاتے تھے اپنے گھروں میں مال مار مار کر روپیہ و دولت جمع کرتے تھے جو بالکل حرام ہونا واجب تھا خود خدا تعالیٰ نے سورہ نساء میں یہودیوں کی نسبت فرمایا ہے کہ۔ واخذھم الربوا وقد نھوا عنه واکلھم اموال الناس بالباطل واعتدنا للکافرین منھم عذابا الیما (۱۵۹) اور سورہ توبہ میں فرمایا ہے کہ یا ایھا الذین اٰمنوا ان کثیرا من الاحبار والرھبان لیاکلون اموال الناس بالباطل ویصدون عن سبیل الله والذین یکنزون الذھب والفضة ولا ینفقونھا فی سبیل الله فبشرھم بعذاب الیم (۳۴) پس اسی حرام خوری اور حرام کا مال جمع کرنیکی نسبت حضرت عیسیٰ نے فرمایا کہ میں تمکو بتاؤنگا کہ تم کیا کھاتے ہو اور کیا اپنے گھرون میں جمع کرتے ہو یعنی بتاؤنگا کہ حرام کا مال مارتے ہو اور حرام کی دولت اپنے گھروں میں جمع کرتے ہو۔ نہ یہ کہ یہ بتاؤنگا کہ تمنے کیا کھایا ہے اور کیا گھر میں رکھا ہے۔

یہہ ایسی صاف و صریح آیت ہے جسکی تفسیر خود قرآن مجید کی دوسری آیتوں میں موجود ہے مگر افسوس ہے کہ علماے اسلام نے اسکو بھی ایک افسانہ اور خیالی معجزہ کر کے بیان کیا ہے مگر جسکو خدا نے بصیرت دی ہے وہ صاف سمجھتا ہے کہ نہایت صاف و صریح یہہ آیت ہے اور اُس کے معنی وہی ہیں جو ہمنے بیان کئے۔

دھم۔ نزول مائدہ

سورہ مائدہ مین ذکر ہے کہ حواریون نے حضرت عیسیٰ سے کہا کہ خدا سے دعا کریں کہ آسمان پر سے اُنکے لئے کھانا اُترے۔ حضرت عیسیٰ نے دعا مانگی۔ خدا نے کہا کہ میں تمپر کھانا اُتارونگا لیکن اگر اُسکے بعد کسینے کفر کیا تو میں اُسکو ایسا عذاب دونگا کہ کسی کو نہ دیا ہوگا۔

ہمارے مفسرون نے اِن آیتون کی تفسیر میں نزول مائدہ کی نسبت بہت سے بے سروپا قصے و کہانیان لکھی ہیں جن میں ایک بھی اعتبار کے لایق نہیں ہے اور نہ قرآن مجید کے لفظوں سے اُن قصون کی تائید ہوتی ہے اور نہ اُنکی نسبت کوئی اشارہ پایا جاتا ہے۔

تفسیر کبیر اور تفسیر کشاف اور اسیطرح اور تفسیروں میں بھی یہہ روایت لکھی ہے کہ جب حوارین نے سنا کہ اگر مائدہ اُتریگی اُنکی

قَالُوْۤا اٰمَنَّا وَاشْهَدْ بِاَنَّنَا مُسْلِمُوْنَ ﴿۱۱۱﴾

بعد کوئی کفر کریگا تو اسکو سخت عذاب ہوگا تو انھوں نے کہا کہ ہم مائدہ کا اترنا نہیں چاہتے پس کوئی مائدہ نہیں اترا کشاف میں لکھا ہے کہ حضرت حسن بصری نے کہا کہ " واللہ ما نزلت" قرآن مجید میں بھی نہیں بیان کیا گیا ہے کہ بعد اس گفتگو کے مائدہ اترا تھا بلکہ اترنیکا ذکر نہ ہونا جسکے ذکر ہونیکا موقع تھا کافی دلیل اس بات پر یقین کرنے کی ہے کہ نزول مائدہ ہرگز وقوع میں نہیں آیا۔

حضرت عیسی کا زمانہ ایک ایسا زمانہ تھا کہ بنی اسرائیل میں یہودیت بشارت سے پھیلی ہوئی تھی یہودیوں کی عادت تھی کہ انبیاء سے اس قسم کی خواہشیں کیا کرتے تھے اٹھترویں زبور سے پایا جاتا ہے کہ جب بنی اسرائیل جنگل میں تھے تو یہہ لفظ انھوں نے کہے تھے کہ " آیا میشود کہ خدا در بیابان سفرہ را آمادہ گرداند" (زبور ۷۸ - ورس ۱۹) اسکے بعد خدا نے انپر من وسلوا نازل کیا تھا اسیطرح حواریوں نے بھی حضرت عیسی سے کہا " ھل یستطیع ربك ان ینزل علینا مائدۃ من السماء" اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ مائدہ سے انکی مراد پکا پکایا کھانے سے نہتی بلکہ کھانے کی چیزوں کے موجود ہونے سے تھے۔

یہہ سوال ایک ایسی طبیعت سے نکلا تھا جو یہودیوں کے خیالات سے بہری ہوئی تھی اسکا جواب بلحاظ انکی طبیعت کے اس سے زیادہ عمدہ اور کوئی نہیں ہوسکتا تھا کہ خدا کہتا کہ میں تمھارا سوال پورا کرونگا مگر اس کے بعد جو کوئی گناہ کریگا تو اسکو سخت عذاب دونگا۔ یہودی ان مصیبتوں سے واقف تھے جو بنی اسرائیل کو مصر سے نکلنے اور جنگلوں میں پھرنیکے وقت پڑی تھیں حوارین نے ضرور اس جواب سے خوف کیا ہوگا اور سوال سی باز آئے ہونگے جیسا کہ مذکورہ بالا روایت سے پایا جاتا ہے مروجہ انجیلوں میں یہہ قصہ مذکور نہیں ہے مگر کوئی شک کرنیکی جگہہ نہیں ہے کہ حضرت عیسی کے تمام حالات اور واقعات ان انجیلوں میں مذکور نہیں ہیں

یازدھم ۔ بنی اسرائیل سے بچانا

اسکا بیان خدا تعالی نے سورہ مائدہ میں اسطرح پر کیا ہے۔ واذ کففت بنی اسرائیل عنك اذ جئتھم بالبینات فقال الذین کفروا منھم ان ھذا الا سحر مبین۔

ھمارے مفسرین جو کففت سے یہہ معنی نکالتے ہیں کہ خدا نے حضرت عیسی کو یہودیوں کے ہاتھ سے بچایا اور انکو زندہ آسمان پر اٹھا لیا خود اسی آیت سے غلط ثابت ہوتے ہیں کیونکہ کافر آسمان پر زندہ چلے جانے کو اسیوقت

تو انھوں نے کہا کہ ہم ایمان لائے اور (اے عیسیٰ) تو اس پر گواہ رہ کہ ہم مسلمان ہیں (۱۱۱)

کھلاہوا جادو کہتے جب وہ یقین کرتے کہ وہ زندہ آسمان پر چلے گئے حالانکہ وہ لوگ اس بات کا یقین نہیں رکھتے بلکہ اُنکو یقین ہے کہ اُنھوں نے حضرت عیسیٰ کو صلیب پر قتل کیا اور اس تفسیر پر کافروں کا یہہ قول "ان ھذا الا سحر مبین" صحیح نہیں ہوسکتا اور اگر کافروںکے اس قول کو تبلیغ احکام سے منسوب کیا جائے اور یوں کہا جائے کہ حضرت مسیح کے پر اثر بیان کی نسبت کافروں نے یہہ کہا تھا تو پھر کفف سے حضرت عیسیٰ کے آسمان پر اُٹھا لینے سے مراد لینے کی جیسے کہ مفسرین نے لی ہے کوئی وجہہ نہیں ہے۔

آیت کا صرف مطلب یہہ ہے کہ جب حضرت عیسیٰ خدا کے احکام لیکر بنی اسرائیل کو سمجھانے کو گئے تو اُنھوں نے حضرت عیسیٰ کو مارنے یا تکلیف دینے کا ارادہ کیا خدا نے اُس سے اُنکو روکا اور حضرت عیسیٰ محفوظ رہے جسکو یا اُنکے وعظ کو کافروں نے کہا کہ ان ھذا الا سحر مبین۔

متی کی انجیل میں بھی اس واقعہ کا نشان پایا جاتا ہے جبکہ حضرت عیسیٰ گدھے پر سوار ہوکر بیت المقدس خدا کے احکام سنانے کو گئے اور بہت سی بدعت کے کاموں سے منع کیا اور وہاں کے عالموں کو لاجواب کیا اور متعدد تمثیلیں بیان کیں اور اخیر کو فرمایا کہ۔ میں تمسے کہتا ہوں کہ خدا کی بادشاہت تم سے چھین جائیگی اور ایک قوم کو جو اُس کے میووں کو لاوے دی جاوے گی ریشک بنی اسمٰعیل کو اور جو کوئی اُس پتھر پر گریگا کچل جائیگا اور جسپر یہہ گریگا اُسے پیس ڈالیگا جب سردار اماموں اور فریسیوں نے اُسکی تمثیلیں سنیں اُنھوں نے معلوم کیا کہ وہ اُنھی کے حق میں کہتا ہے تب اُنھوں نے چاہا کہ اُسے پکڑ لیں پر وے لوگوں سے ڈرے کیونکہ وی اُسے نبی جانتے تھے (باب ۲۱) پس یہی واقعہ ہے جس کا ذکر قرآن مجید میں آیا ہے۔ اور اس آیت کو حضرت عیسیٰ کے زندہ آسمان پر چلے جانے سے کچھ بھی تعلق نہیں ہے۔

دوازدھم۔ برات عن المشرکین

اس مضمون کی آیتیں سورہ مائدہ کے اخیر میں آئی ہیں اور نہایت عمدہ اور دلچسپ اور دل پر اثر کرنے والی ہیں اُنمیں حضرت مسیح کے خدا نہ ہونے اور حضرت مسیح کا اپنے تئیں خدا نہ کہنے کا اور جو اُنکو خدا کہتے ہیں اُن سے بیزار ہونے کا بیان ہے مگر وہ مطلب نہایت فصاحت و بلاغت سے خود حضرت مسیح کی زبان سے ادا کیا گیا ہے اُس کے ہر ہر لفظ سے اندرونی تہذیب اور اخلاقی شایستگی اور خدائے واحد ذوالجلال کا ادب اور اُسکی

اِذْ قَالَ الْحَوَارِيُّوْنَ يٰعِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ هَلْ يَسْتَطِيْعُ رَبُّكَ اَنْ يُّنَزِّلَ
عَلَيْنَا مَآئِدَةً مِّنَ السَّمَآءِ قَالَ اتَّقُوا اللّٰهَ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿۱۱۲﴾
قَالُوْا نُرِيْدُ اَنْ نَّاْكُلَ مِنْهَا وَتَطْمَئِنَّ قُلُوْبُنَا وَنَعْلَمَ اَنْ قَدْ صَدَقْتَنَا
وَنَكُوْنَ عَلَيْهَا مِنَ الشّٰهِدِيْنَ ﴿۱۱۳﴾ قَالَ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ اللّٰهُمَّ
رَبَّنَآ اَنْزِلْ عَلَيْنَا مَآئِدَةً مِّنَ السَّمَآءِ تَكُوْنُ لَنَا عِيْدًا لِّاَوَّلِنَا وَ
اٰخِرِنَا وَاٰيَةً مِّنْكَ وَارْزُقْنَا وَاَنْتَ خَيْرُ الرّٰزِقِيْنَ ﴿۱۱۴﴾ قَالَ اللّٰهُ
اِنِّيْ مُنَزِّلُهَا عَلَيْكُمْ فَمَنْ يَّكْفُرْ بَعْدُ مِنْكُمْ فَاِنِّيْٓ اُعَذِّبُهٗ عَذَابًا
لَّآ اُعَذِّبُهٗٓ اَحَدًا مِّنَ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۱۱۵﴾ وَاِذْ قَالَ اللّٰهُ يٰعِيْسَى ابْنَ
مَرْيَمَ ءَاَنْتَ قُلْتَ لِلنَّاسِ اتَّخِذُوْنِيْ وَاُمِّيَ اِلٰهَيْنِ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ
قَالَ سُبْحٰنَكَ مَا يَكُوْنُ لِيْٓ اَنْ اَقُوْلَ مَا لَيْسَ لِيْ بِحَقٍّ اِنْ كُنْتُ
قُلْتُهٗ فَقَدْ عَلِمْتَهٗ تَعْلَمُ مَا فِيْ نَفْسِيْ وَلَآ اَعْلَمُ مَا فِيْ نَفْسِكَ

اعلیٰ قدری اور اُسکے سامنے اپنا عجز و انکسار پایا جاتا ہے۔ یہ طرز کلام ایسا عمدہ ہے کہ پڑھنے والوں
اور سننے والوں کے دلوں پر نہایت درجہ کا اثر کرتا ہے۔ اور اُس کی سچائی لفظوں کے ساتھ دل میں
بیٹھتی جاتی ہے۔

جب کھا حواریون نے اے عیسی مریم کے بیٹے کیا تیرا پروردگار کرسکتا ہے کہ ھم پر آسمان سی خوان
نعمت اُتارے عیسی نے کھا کہ ڈرو اللہ سے اگر تم ایمان والے ہو (۱۱۲) اُنھوں نے کھا کہ ھم چاہتے
ہیں کہ ھم اُسمیں سے کھاویں اور ھمارے دل مطمئن ہوجاویں اور ھم جان لیں کہ بیشک تو نے ھم سے
سچ کھا اور رہیں اُس پر گواہون میں سے ہون (۱۱۳) عیسی مریم کے بیٹے نے کھا کہ یا اللہ ھمارے
پروردگار ھم پر آسمان سی خوان نعمت اُتار تا کہ ھمارے لئے عید ہو ھمارے پہلون اور ھمارے
پچھلون کے لئے اور نشانی تیری طرف سے اور ھمکو روزی دے اور تو بہت اچھا روزی
دینے والا ہے (۱۱۴) اللہ نے کھا کہ بیشک میں اُس کو تم پر اُتارنیوالا ہون پھر جو شخص تم میں سے
بعد کو کافر ہو تو بیشک میں اُسکو عذاب دونگا ایسا عذاب کہ ایک کو بھی عالم کے لوگوں میں سی
ویسا عذاب نہ دیا ہوگا (۱۱۵) اور جب کھے گا اللہ اے عیسی مریم کے بیٹے کیا تو نے لوگون
کو کھا تھا کہ مجھکو اور میری مان کو دو خدا بنا لو اللہ کے سوا عیسی کھینگے تو پاک ہی کیا مجھکو ہوا تھا کہ میں
وہ کھتا جسکا مجھکو حق نہیں اگر مین نے وہ کھا ہوگا تو بیشک تو اُسکو جانتا ہی تو جانتا ہی جو میری جی میں
ہی اور میں نہیں جانتا جو تیرے جی میں ہے

اس مقام پر اشارہ ہے کہ عیسائی حضرت عیسی اور اُنکی مان حضرت مریم دونون کو خدا مانتے تھے یہہ عقیدہ
رومن کیتھلک چرچ کے بڑے بڑون کا تھا اُنھون نے ورجن میری یعنی حضرت مریم کو خدا کا درجہ دیا تھا اور خدا ایسی تعظیم و ادب کے
قابل ٹھیرایا تھا اور حضرت مسیح سے بڑا اُنکا رتبہ سمجھتے تھے اور دسوین صدی عیسوی میں حضرت مریم کی خاص

إِنَّكَ أَنْتَ عَلَّامُ الْغُيُوبِ ﴿۱۱۶﴾ مَا قُلْتُ لَهُمْ إِلَّا مَا أَمَرْتَنِي بِهِ
أَنِ اعْبُدُوا اللَّهَ رَبِّي وَرَبَّكُمْ وَكُنْتُ عَلَيْهِمْ شَهِيدًا مَا
دُمْتُ فِيهِمْ فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِي كُنْتَ أَنْتَ الرَّقِيبَ عَلَيْهِمْ وَأَنْتَ
عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ شَهِيدٌ ﴿۱۱۷﴾ إِنْ تُعَذِّبْهُمْ فَإِنَّهُمْ عِبَادُكَ وَإِنْ تَغْفِرْ
لَهُمْ فَإِنَّكَ أَنْتَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ﴿۱۱۸﴾ قَالَ اللَّهُ هَٰذَا يَوْمُ
يَنْفَعُ الصَّادِقِينَ صِدْقُهُمْ لَهُمْ جَنَّاتٌ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا
الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا أَبَدًا رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ وَرَضُوا
عَنْهُ ذَٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ ﴿۱۱۹﴾ لِلَّهِ مُلْكُ السَّمَاوَاتِ
وَالْأَرْضِ وَمَا فِيهِنَّ وَهُوَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ﴿۱۲۰﴾

پرستش شروع ہو گئی تھی اور روز شنبہ حضرت مریم کی پرستش کا دن قرار پایا تھا اسی کی نسبت خدا نے فرمایا ہے کہ "یا عیسی ابن مریم ء انت قلت للناس اتخذونی و امی الٰھین من دون اللہ"۔

بیشک توھی غیب کی بات کا جاننے والا ہے (۱۱۶) میں نے اُن سے کچھ نہیں کہا بجز اُسکی جسکا تو نے مجھے حکم دیا کہ عبادت کرو اللہ کی جو میرا پروردگار اور تمھارا پروردگار ہے اور میں اُن پر گواہ تھا جب تک کہ میں اُنمیں تھا پھر جب تو نے مجھکو فوت کیا تو توھی اُن پر نگھبان تھا¹ اور تو ھر ایک چیز پر گواہ ہے (۱۱۷) اگر تو اُن کو عذاب دے تو بیشک وہ تیرے بندے ہیں، اور اگر تو اُنکو بخشدے تو بیشک توھی زبردست ہے حکمت والا (۱۱۸) کھے گا اللہ یہ دن ہے کہ سچونکو اُن کا سچ ہی نفع دیگا اُنکے لئے جنتیں ہیں بھتی ہیں اُنکے نیچے نھریں ھمیشا ھمیش اُن میں رھینگے، خدا اُن سے راضی ہے اور وہ خدا سے راضی ہیں یھی بڑی مراد ملتی ہے (۱۱۹) اللہ ہی کے لئے ہے بادشاھت آسمانوں کی اور زمین کی اور جو کچھ اُن میں ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے (۱۲۰)

پس اس سے یہ مطلب نہیں ہے کہ کل عیسائیون کا حضرت مریم کی نسبت یہ عقیدہ ہے بلکہ حضرت مریم کی نسبت صرف اُنھی عیسائیون کے عقیدہ کی طرف اشارہ ہے جن کا وہ عقیدہ تھا۔